ذخیرہ
حکیم محمد موسیٰ

طبقاتِ نوریہ

در

احوالِ مشائخ نوربخشیہ

مصنفہ

صوفی محمد بن ملّا محمد مُرید بالواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بُت شکن رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

محمد سلیمان کیلانی

ناشر

مکتبہ قدوسیہ، کشمیری بازار، لاہور

قیمت مجلد ... سات روپے

(اشرف پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اشرف پرنٹر چھپوا کر شائع کیا)

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

اظہار تشکر

37089

(از محمد سلیمان کیلانی)

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں اللہ تعالےٰ کا احسان بے پایاں سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے اپنے چند برگزیدہ بندوں کے حالات کا فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

قرونِ اولیٰ میں اسلامی افواج جس طرف بھی جاتیں ان کا مقدس وجود مجسم تبلیغ تھا لوگ ان کے اخلاق دیکھ کر متاثر ہوتے اور اخلاق کی بے پناہ قوت سے مرعوب کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے۔

بعد میں اسلامی تبلیغ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ علماء نے علمی طور پر معقول اور منقول طریقہ سے اسلام کو پیش کیا اور صوفیاء نے تزکیہ نفس کی راہ اختیار فرمائی۔ بلاشبہ دونو طریقوں نے اپنا اپنا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور خدا کا احسان کہ اس نے دونوں کی خدمات کو مقبولیت کی خلعت فاخرہ پہنائی۔

خانقاہی نظام کی موجودہ صورت موجودہ دور ہی کی بدعت ہے ورنہ اسلاف میں خانقاہ مدرسہ و مکتب کا دوسرا نام تھا۔ صوفیاء اسی میں باجماعت نمازیں بھی پڑھتے درس بھی ہوتا ریاضت و مجاہدہ یعنی ذکر اذکار کی مشق بھی ہوتی اور وہیں رہائش کا بندوبست بھی ہوتا۔ مسجدوں میں چونکہ صرف نمازیں ہوتیں۔ دوسرے اشغال، رہائش اور معاشی معاملات و گفتگو وہاں مکروہ سمجھی جاتی لہٰذا خانقاہیں الگ تعمیر ہوتیں۔ لیکن نہ وہاں قبریں ہوتیں نہ ان کی پوجا پاٹ ہوتی اور نہ وہاں منتیں مانی جاتیں نہ نذرانے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے۔

چلہ کشی کا مطلب بھی یہ تھا کہ تنہائی میں بیٹھ کر ذکر اور فکر مجاہدہ اور مراقبہ کیا جاتا۔ آجکل کی طرح دم کشی نہ ہوتی۔ اور نہ ہی "لطائف ستہ" کی ضربیں چلتیں اور نہ یہ تلقین ہوتی کہ دنیا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاؤ۔ یہ چند معروضات تھیں جن سے معلوم ہوا کہ شاید پہلے لوگ بھی آج کی طرح بے عمل و بدعملی تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اس نئے بدعتی خانقاہی خرافات سے بچا کر رکھے اور اپنے سلف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔

Marfat.com

ذخیرہ

پیش لفظ

(از خالد گھرجاکھی)

الحمد للہ یہ ایک قدیم قلمی مسودہ دستیاب ہوا ہے جس کی اشاعت کا سہرا مکتبہ قدوسیہ کے سر ہے۔ یہ کتاب ایک نادر ذخیرہ ہے جو کہ غالباً پہلی ہی مرتبہ شائع ہو رہا ہے اگرچہ پرانی کتب میں اس کا تذکرہ ہے خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل الاولیاء" میں اس کے جزوی واقعات کا تذکرہ بہت زیادہ ہے لیکن مکمل کتاب غالباً پہلی مرتبہ پریس سے شائع ہو رہی ہے۔

جہاں اس کتاب کے شائع کرنے کی مجھے بے حد خوشی ہے وہاں مجھے افسوس بھی ہے کہ اس قلمی نسخہ کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی دوسرا نسخہ باوجود جدوجہد کرنے کے بھی نہ مل سکا تاکہ مقابلہ کر کے صحت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جائے۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی نسخہ اور ہو تو براہِ نوازش ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ ہم آئندہ ایڈیشن میں صحت کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھ سکیں۔

کچھ کتاب کے بارے میں

یہ کتاب دراصل صوفیاء کے مشائخ کی ایک شاخ "نوربخشیہ" کے تذکرہ میں ہے۔ صوفیاء کی شاخیں تو بہت زیادہ ہیں چونکہ ہمارے برصغیر ہندو پاک میں عام طور پر چار شاخوں کا تذکرہ بہت زیادہ ہے۔ سلسلہ قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ اور نقشبندیہ اس لیے لوگ عموماً دوسرے سلاسل سے ناواقف ہیں ورنہ صوفیاء کے سلسلے بہت زیادہ ہیں۔ خصوصاً سلسلہ نوربخشیہ جس کے پیروکار اکثر طبرستان بدخشاں و بلتستان میں پائے جاتے ہیں۔

لہ تفصیل کے لیے دیکھو الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

Marfat.com

سلسلہ نوربخشیہ

سلسلہ نوربخشیہ دراصل اہلسنت کے دوسرے سلسلوں کی طرح ایک سلسلہ ہے کیونکہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ایک شیخ ابونجیب سہروردی ہیں جن کے ایک شاگرد شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن کی طرف سلسلہ سہروردیہ منسوب ہے اور دوسری شاخ میں سے سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں اسی طرح ان کے شیخ احمد غزالی ہیں جن کی ایک شاخ میں سے شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور انہی کے ایک سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور انہی کے سلسلہ میں سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ ہیں تفصیل کے لیے آئندہ صفحات میں ان بزرگوں کے سلسلۂ تلمذ کا شجرہ بیان کیا جاتا ہے جو کہ عام طور پر اسماء رجال کی کتابوں اور صحاح ستہ کے اسناد میں پایا جاتا ہے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی "الانتباہ" میں بھی اور دعوات صوفیہ نوربخشیہ میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

میں نے اوپر گذارش کی ہے کہ نوربخشیہ بھی ایک اہل سنت کے صوفیاء کی شاخ ہے اس کی ایک وجہ تو ان کی کتب کے مسائل کا اہلسنت کے موافق ہونا ہے۔ دوسرا ان کے سلاسل میں سے تمام محدثین اور خصوصًا ان فقہی مذاہب کا ہونا جو آج دنیا میں اکثر پائے جاتے ہیں یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی۔ اسی طرح محدثین کرام کا اسناد بھی ان تک پہنچنا ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ اس وقت نوربخشی فقہ کے مسائل کو اہل سنت کے مسائل ثابت کرنا ان کو بعد میں کچھ بیان کروں گا۔ فی الحال میں صرف ان کا شجرہ یعنی سلاسل اولیاء بیان کروں گا۔

سلاسل اولیاء

حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ تلمذ اور خلفائے راشدین میں سے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صوفیاء کا

Marfat.com

سلسلہ چار شاخوں میں ملتا ہے

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

- اویس قرنیؒ
  - زید الراعیؒ
    - ابراہیم ادھمؒ
      - شقیق بلخیؒ
        - ابو یزید بسطامیؒ
          - سلیمان دارانیؒ
            - حاتم اصمؒ
- حسن بصریؒ
  - عبدالواحدؒ
    - فضیل عیاضؒ
      - ابراہیم ادھمؒ
  - حبیب عجمیؒ
    - داؤد طائیؒ
      - معروف کرخیؒ[1]
        - سری سقطیؒ
          - شیخ جنید بغدادیؒ
- الحسن والحسینؓ
  - (آئندہ صفحہ پر)
- شیخ کمیلؒ
  - شیخ عبدالواحدؒ
    - شیخ ابو یعقوبؒ
      - شیخ ابو القاسمؒ
        - شیخ ابو العباسؒ
          - شیخ داؤدؒ
            - شیخ محمدؒ
              - شیخ [illegible]
                - نجم الدین کبریٰؒ[1]

[1] معروف کرخی اور نجم الدین کبریٰ دونوں کا سلسلہ حضرت علیؓ سے دو[illegible] طریقے سے بھی ملتا ہے جو آئندہ صفحہ پر آ رہا ہے ۱۲

Marfat.com

- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
  - امام زین العابدین رح
    - امام محمد باقر رح
      - امام ابو حنیفہ
        - امام مالک رح
          - امام ابو ادریس شافعی
            - امام احمد بن حنبل رح
      - امام جعفر صادق رح
        - موسیٰ کاظم رح
          - (اگلے صفحہ پر)
        - حسن رح
          - یحییٰ رح
            - ابن ابی شیبہ محدث
              - محدث امام مسلم
              - محدث ابو داؤد رح
                - محدث امام ترمذی رح
                  - ابو العباس رح
                    - ابو محمد رح
                      - ابو المنصور رح
                        - ابو الفتح رح
                          - شیخ ابو النجیب سہروردی رح
      - معمر رح
        - ابراہیم
          - امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
            - محمد بن یوسف رح
              - محمد بن المکی رح
                - کریمۃ الجاوریۃ المکی
                  - ابو طالب
                    - شیخ ابو النجیب سہروردی رح

- شیخ ابو النجیب سہروردی رح
  - شیخ شہاب الدین سہروردی صاحب طریقت (مولف کتاب عوارف العوارف)
    - تقی سلیمان رح
      - ابو الحسن
        - محدث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (شارح بخاری الموسوم بہ فتح الباری)
    - شیخ سعدی رح
  - عمار یاسر بدلیسی
    - نجم الدین کبریٰ [1]

[1] نجم الدین کبریٰ کے سلسلہ کے صوفیاء کا شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۱۲

Marfat.com

(امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ)

- امام علی رضا رح
  - معروف کرخی رح
  - سری سقطی رح
  - بشر حافی رح
  - حارث رح
  - شقیق بلخی رح
  - ابو یزید بسطامی رح
- ابو الصلت ہروی رح
  - سہل بن ابی سہل رح
  - محدث محمد ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ
- اسمٰعیل رح
  - موسیٰ رح
  - محمد رح
  - ہاشمی رح
  - محدث احمد نسائی رح

شیخ جنید بغدادی رح [۱]

شیخ شبلی رح — شیخ ممشاد رح — شیخ ابوالقاسم — منصور حلاج — ابو علی رودباری

- عبدالعزیز رح
  - ابوالفضل رح
  - ابوالفرح رح
  - ابوالحسن رح
  - ابوسعید رح
  - شیخ عبدالقادر جیلانی رح
- ابوبکر رح
  - ابو طالب مکی رح
  - شیخ عبداللہ رح
  - شیخ محمد غزالی رح
  - شیخ محی الدین ابن عربی رح
  - شیخ احمد رح
  - شیخ عمر رح
  - شیخ محمد جزری رح
  - کمال الدین رح
  - جلال الدین سیوطی رح
- شیخ علو رح
  - ابو اسحاق رح
  - شیخ احمد رح
  - شیخ مودود رح
  - حاجی شریف رح
  - شیخ ہارونی رح
  - خواجہ معین الدین چشتی
  - بختیار کاکی رح
  - شیخ فرید الدین شکر گنج
  - نظام الدین اولیاء

[۱] سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی کے دو شاگردوں کا سلسلہ درج ہوا ہے
باقی آئندہ صفحہ پر ہے ۱۲

Marfat.com

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رح

- شیخ شبلی رح
- شیخ ممشاد رح
- ابوالقاسم رح
  - علی دقاق رح
    - ابوالقاسم قشیری
- منصور حلاج رح
- ابوعلی رودباری رح
  - امام بیہقی محدث
  - ابوعلی کاتب رح
    - ابوعثمان مغربی رح
      - ابوالقاسم گورکانی رح
        - سید علی ہجویری رح (ان کا مزار شریف لاہور میں ہے)
        - شیخ ابوبکر نساج رح
          - شیخ احمد غزالی رح
            - یوسف ہمدانی رح
              - شیخ بہاؤالدین نقشبند رح
                - علاؤالدین رح
                  - نظام الدین رح
                    - سعد الدین رح
                      - خواجہ عبیداللہ احرار
                        - مولانا عبدالرحمن جامی رح
            - شیخ ابونجیب سہروردی
              - شیخ شہاب سہروردی
              - شیخ عمار یاسری
                - نجم الدین کبری[له]

له شیخ نجم الدین کبری کا سلسلہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں ۱۲

Marfat.com

(شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ)

کمال الدین رح
شمس الدین تبریزی رح
مولانا جلال الدین رومی رح

شیخ علی ابن لالا رح

شیخ احمد ذاکر جوزقانی رح
شیخ عبدالرحمن اسفرائنی رح
شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رح
شیخ محمود مزدقانی رح
شاہ ہمدان سید علی ہمدانی رح
شاہ اسحاق ختلانی رح

شیخ احمد رح
شیخ عبدالرحمن رح
شیخ شہاب احمد رح
شیخ ابوالعباس رح
شیخ محمد رح
شیخ زین العابدین رح
محدث شیخ عبدالوہاب شعرانی رح

سید عبداللہ برزش آبادی رح
شیخ رشید الدین رح
علی بیداوزی رح
حاجی محمد صدیق بزشانی رح
شیخ حسین خوارزمی رح
شیخ یعقوب صرفی رح
شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح
شیخ آدم بنوری رح
سید عبداللہ رح
شیخ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ رح
حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد نوربخش رح

شاہ قاسم فیض بخش رح (مصنف افاضات فیض بخشیہ شرح فقہ اسوط عربی و رسالہ امامیہ فارسی)

شیخ محمد بن علی لاہجی (مصنف مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز)

سلطان حسین مرزا (والیہ خراسان)

میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن (جد اعلیٰ سادات بلتستان و کشمیر)
شیخ دانیال شہید
میر شمس الدین رشید
میر دانیال دانا
میر حسن لیہما
میر ابوسعید سدانہ
میر مختار اخیار (مصنف سراج الاسلام فارسی شرح فقہ اسوط)
میر جلال
میر نجم الدین محمد ثاقب (مؤلف اسلامی تاریخ بلتستان منظوم)

لہ مصنف کتاب مرصاد العباد اور سلسلہ کبرویہ کے بانی ۱۲

Marfat.com

ان تمام سلاسل کا شجرہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوربخشی فرقے کے اکابرین سلف وہ لوگ ہیں جو تمام اہلسنت کے نزدیک مسلّم بزرگ اور محدثین کرام ہیں مثلاً محدثین کرام میں سے امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ یہ وہ محدثین ہیں جن کے جمع شدہ ذخائر حدیث آج بھی مروج ہیں۔ اسی طرح تمام فقہاء مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اسی طرح تمام صوفیاء کے سلاسل مثلاً جنید بغدادی، خواجہ شہاب الدین سہروردی، بایزید بسطامی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ ابن عربی، خواجہ معین الدین چشتی، شیخ بہاؤ الدین نقشبندی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یہ تمام کے تمام اہلسنت کے اکابر رہے ہیں یہ بین دلیل ہے کہ سید محمد نوربخش بھی سنی بزرگان دین میں سے تھے اور ان کا سلسلہ بھی سنی سلاسل میں سے ہے۔

نیز نوربخشی سلسلہ میں بارہ اماموں کو ماننے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی سلسلہ امامت کے لیے قرشیت شرط ہے یہی وجہ ہے کہ امامت کے آٹھ سلسلوں کے بعد انہوں نے حضرت امام علی رضا نے سلسلہ کو معروف کرخی کی طرف لوٹا دیا ہے جو کہ نہ قریشی تھے اور نہ ہی اہلبیت میں سے تھے کیونکہ نوربخشیوں کے نزدیک سالک کے لیے چالیس سال کا زمانہ ضروری ہے اسی طرح امامت کیلئے بلوغت کا ہونا شرط ہے چونکہ امام علی رضا کے بیٹے امام محمد تقی کی عمر صرف چھ سال تھی اسلیے انہوں نے خرقۂ تصوف شیخ معروف کرخی کی طرف لوٹا دیا جس کی وجہ سے آل اطہار کی بجائے یہ سلسلہ مریدین تبعین میں چل نکلا۔

[illegible]

کچھ فقہیات کے بارے میں

سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے اعتقادات اور فقہی احکام اہلسنت کی فقہ سے ملتے ہیں چنانچہ انکی مشہور و معروف کتاب فقہ احوط اور اسکی شرح سراج الاسلام و اصول عقائد پر نجم الہدیٰ میں بنیادی طور پر اہلسنت کے مطابق ہے مثلاً سب سے پہلے ان کی دعوات میں جزو لازمی ہے آمنت باللہ الخ حالانکہ فرقۂ شیعہ میں اسکی ابتداء اول توحید سے ہوتی ہے تو ان اعمال و عقائد میں بھی اہل انصاف خود فیصلہ کریں کہ یہ مسائل سنی اور نوربخشی کتب میں موجود ہیں لیکن شیعہ کو یہ مسائل قابل قبول نہیں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

	اعمال نوربخشیہ	بحوالہ کتب نوربخشیہ	بحوالہ کتب اہلسنت
۱	اوراد فتحیہ	دعوت صوفیہ	سلاسل اولیا شاہ ولی اللہ
۲	دعائے صبحیہ	"	ترمذی، بیہقی، کتاب الاسماء والصفات
۳	دعائے عصریہ	"	"
۴	دعاء قنوت اللھم اہدنا الخ	فقہ احوط و دعوت صوفیا	صحاح ستہ
۵	دعائے استخارہ	"	"
۶	دعائے استفتاح نماز	"	"
۷	نماز تراویح	"	"
۸	نماز تسبیح	"	"
۹	مسئلہ موزہ	"	"
۱۰	مسئلہ امامت میں قریشی ہاشمی کی شرط نہ ہونا	فقہ احوط	مشکوٰۃ
۱۱	اصول ایمان	فقہ احوط	"
۱۲	ارکان اسلام خمسہ	"	"
۱۳	رویت الٰہی کا ہونا	کتاب الاعتقاد و نجم الہدیٰ	"
۱۴	شجرۂ سند کا ایک ہونا (سلسلۃ الذہب)	مشجر الاولیاء	الانتباہ

اسی طرح اہلسنت کے مشائخ بھی نوربخشی مشائخ کی روایات کو اپنی کتب میں درج فرماتے رہے ہیں چنانچہ تفسیر حسینی، خیرۃ الخیرہ۔ طبقات شعرانی ان کی روایات سے بھرپور ہیں اور اسی طرح نوربخشی مشائخ بھی اہلسنت کی روایات کو اپنی کتب میں درج فرماتے رہے ہیں مثلاً شرح فقہ احوط میں بار بار امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل کا تذکرہ آتا ہے نیز صحابہ کرام کی روایات کو بھی اکثر طور پر بطور استناد پیش کیا ہے۔

نیز فقہ احوط کی شرح سراج الاسلام میں تفسیر بیضاوی، تفسیر حسینی، تفسیر معالم، تفسیر مدارک، تفسیر عرائس البیان اور احادیث کی کتابوں بخاری و مسلم، ابن ابی شیبہ کا تذکرہ ملتا ہے جو خاص اہلسنت کی کتابیں ہیں۔

فقہ احوط ص ۱۵۹ و الفضا ص ۳۰ سطر ۲۵

Marfat.com

البتہ شیعہ حضرات کی کتابوں میں نوربخشی گروہ کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار نہیں ہے چنانچہ کتاب "حدیقۃ الشیعہ" جلد دوم صفحہ ۲۴۱ میں نوربخشیہ کو بدباطن فاجر بداعتقاد کافر وغیرہ کہا ہے اور صفحہ ۲۰ میں اس فرقہ کو گمراہ و ملحد کہا ہے یہ علامت اس چیز کی ہے کہ فرقہ نوربخشیہ کو فرقہ شیعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میں انہی الفاظ پر اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں اور بارگاہ الٰہی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ لوگ جو سلاسل تصوف سے دلچسپی رکھتے ہوں گے اور خصوصاً وہ لوگ جو امام حضرت سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں ان کے لیے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ اس کو میرے لیے بھی باعث نجات بنائے اور تمام پڑھنے والوں کے لیے بھی باعث ہدایت و نجات بنائے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خالد محمد عالکی ۲۸ شوال

Marfat.com

کتاب طبقات نوریہ

احوال مشائخ نوربخشیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَرْجِعِ کُلِّ ذِیْ حَالٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اُوْلِی الْاَحْوَالِ۔

اَمَّا بَعْدُ این مختصریست در احوال طبقات نوربیہ کہ مشائخ نوربخشیہ اند۔ چون حاسدان زمان وغالیان جہان در حق ایشان زبان مدح وقدح از حد اعتدال متعدی نمودہ افراط وتفریط گزیدند تا حدے کہ حاکمان وقت در ہر زمان متوہم شدہ موجب کلفت ومضرت ایشان شدند۔ بعضے ایشان را بقتل رسانیدہ جام شربت شہادت نوشانیدند و بعضے را بابیر ومقید وشہربند وملک بدر کردند واین حالات از ظہور سید العارفین فی زمانہ تا این زمان جاری نہادہ اند۔

بدین وجہ خمۂ از احوال مبارکۂ ایشان کہ مخالفان وغالیان حسب مراتب محجوب وملبوس کردہ اند نقاب از سیرت وحالات ایشان منکشف کردہ مصداق فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ آئینہ حقیقت نما پیش ناظران ومعتقدان در چند اوراق منجلی مے سازم ودر باشتہ بہ گوزنہ مے بینم واز فضل باری در آخر سلسلۂ این ارادہ از خاد رسے یاوری یافتم در اتمام این اوراق توثیق کلی یافتم۔ مقصد ترقیم این اوراق آن است کہ طالبان حق را شوقے وعاملان

Marfat.com

دین را ذوقے حاصل شود و حاکمان وقت از احوال مشائخ طریقت و پیران حقیقت منکشف شده دست تعدّی و سوءظنی را بدست کرم و به حسن ظن تبدل می سازند۔ نیز واصلان حق فرموده اند که اوراق حیات طیّبات واصلان در زمانه فقد عالم ربانی و مرشد حقانی بر آن کساں را که در مطالعهٔ مداومت کنند از برکت صحبت احوال ایشاں که اَلصُّحْبَةُ تُؤَثِّرُ قائم مقام پیر کامل و مرشد واصل شوند ۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند ‖ ہمنشین شان ترا رائج کند

و آنچه مرور دهر زمان و حدوث انقلاب جهاں بر اعمال و عقائد ائمهٔ دین و طریقهٔ سلف صالحین غبار رسومات زمانه از اکابران بے علم و پیشوایان بے علم که نفس و هوائے شاں غالب شده مقهور و ملبوس شده باشند بیمن مصاحبت احوال صالحان و بالفت کتب تالیف ایشاں راه حقیقت کشاده شوند و از صیقل تحقیق زنگ رسوم طاعت نماے باز دوده شوند و از محک تقابل کتب عارفاں که مشائخ سلسلهٔ ذهب اند احداث جاهلاں و معمول صالحان ممیّز شوند۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُؤَيِّدُ لِلْحَقِّ وَاِنَّهٗ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

Marfat.com

احوال امام العارفین فی عصرہ وخاتم المجتہدین فی وقتہ السید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ وجمیع الاولیاء

بداں نوّر اللہ فؤادک وبصرک ظاہراً وباطناً کہ در جزیرہ نمائے عرب جانب شرق بر خلیج فارس بساحل غربی علاقہ ایست کہ آں را لحسا گویند وصدر مقامش نیز بہ لحسا موسوم است آں مقام جائے سکونت خاندان آبا و اجداد حضرت سید محمد نوربخش است بدیں جہت در بعض اشعار او خود را لحصوی تخلص می نمایند کہ جائے مولد جدش عبداللہ لحسا بود و پدرش در مقام قطیف تولد شدہ است ونسبتش بہفدہ واسطہ بحضرت امام موسی الکاظم علیہ السلام میرسد کہ از اولاد اسحاق بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام است بدیں وجہ در بعض تالیفات خود را موسوی ملقب فرمودہ اند۔

خانہ بر دوش سلوک متنوی والہ سید محمد موسوی
(رجم الہدیٰ)

اسم مبارک والدش نیز محمد بود او بطریق تجرّد وانقطاع از دنیا اختیار فرمودند و بزیارت روضہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام در مشہد مقدس تشریف فرمودند و بعد از زیارت امام علیہ السلام در ولایت قہستان[1] مراجعت فرمودند و در مقام قصبہ تاین وطن گرفتہ تاہل اختیار فرمودند وثمرہ آں

---

[1] قہستان نام ملکی است در خراسان ۱۲

Marfat.com

ازدواج درسن ہفت صد و نود و پنج (۷۹۵) ہجری حضرت سید محمد نوربخش در قصبۂ قائن تولد شدند و در عمر ہفت سالگی قرآن مجید را حفظ نمودہ باندک عرصہ در جمیع علوم شریعت متبحر گشتند و در سلوک طریقت از حضرت خواجہ اسحاق ختلانی[1] رحمۃ اللہ علیہ کہ او مرید امیر کبیر سید علی ہمدانی است بیعت کردہ بقلیل مدت منازل طریقت و حقیقت و معرفت طے فرمودند و باستعداد و قابلیت خود در صف واصلان حق بالحق شدند و مرشد خود خواجہ اسحاق ختلانی بموجب خواہش سید موصوف را لقب نوربخش خطاب فرمودند۔ چنانچہ حضرت شاہ سید درواردات نور اظہار کردہ اند کہ ؎

لقب داد نوربخش پیرم مجدد	تہا داست والدم نامم محمد
	۷۹۵ — ۸۶۹ ھ
مرید پیر کامل شاہ ہمدان	کہ پیرم شاہ اسحاق است ختلان[1]
	۸۲۶ ھ
علاؤ الدولہ است پیر محمود (سمنانی[2])	علی ثانی است مرید شیخ محمود
۷۳۶ ھ	۷۶۶ ھ ۷۱۶ ھ
مرید شیخ احمد دان بالقان	بود شیخ عبد الرحمن پیر سمنان[2]
۶۶۲ ھ	۶۵۹
مرید شیخ نجم الدین کبری	بدانی نام پیرش علی لالا
۶۱۸ ھ	۶۴۲
(ابو نجیب) سہروردی بدانی پیر عمار	بود او نیک مرید شیخ عمار
۵۶۳	۵۸۲

---

[1] ختلان ولایت است در بدخشان ۱۲ [2] سمنان شہریست میان دامغان و رے ۱۲

اسمہ اغفر لکاتبہ وارحم علیہ فانہ محتاج الی رحمتک ۱۲

Marfat.com

سهروردی مرید شیخ غزالی | بود او نیک مرید شیخ نساجی

۵۲۰ھ | ۴۸۷ھ

بود پیرش ابوالقاسم گرگان[1] | مرید شیخ مغربی ابوعثمان

۴۵۰ھ | ۳۷۳ھ

که او بود نیک مرید علی کاتب | که پیرش رودباری شیخ غالب

۳۴۶ھ | ۳۲۲ھ

بود پیرش جنید آن شیخ بغداد | که او سردار راه است آن خداداد

۲۹۷ھ

بود خالش و هم پیرش که سری | مرید شیخ فانی شیخ کرخی[2]

۲۵۱ھ

بود معروف کرخی اہل دربان | علی موسی رضا آن شاه وصلان

۲۳۴ھ | ۱۴۸ــ۲۰۳ھ

مرید و خادم و فرمان بردار | شب روز بود دائم کفش بردار

ازو حاصل بکرد آن نور باطن | و او از والدش ظاهر و باطن

۸۰ــ۱۴۸

امام الاصفیا موسی ز صادق | و او از والدش گردند فائق

۱۱۸ــ۸۳ھ

ازاں خود شهرتش باقر لقب شد | که او علمش ز احصارش گذر شد

۵۷ھ ــ ۱۱۵ھ

علی زین العبا داز آب و گلش | بیاموزند طریق و علم جدش

۳۸ــھ

---

[1] گرگان نام شهر از ایران ۱۲ [2] کرخ دهی است در بغداد ۱۲

Marfat.com

منور بود حسنین از علوم ہا | کہ ایشاں خلعت ابند علوم ہا
پسر | دروازہ ۱۲

نبی فرمود من شہر علومم | علیؑ دروازۂ برحق علومم

القصہ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی خرقۂ خود را کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ اورا آخری خرقہ دادہ بودند بسید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ از دست خود پوشانید و بر مسند ارشاد نشاندند و امور خانقاہ و جمیع سالکاں را باو تفویض کردند و فرمودند کہ ہر کرا داعیہ سلوک است بہ خدمت سید محمد نوربخش رجوع نماید کہ اگرچہ بظاہر مرید ماست اما در حقیقت پیر ماست حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ در بعض اشعار خود باین معنی اشارہ کردہ است ؎

پیریم و مرید خواجہ اسحاق | او شیخ شہید قطب آفاق

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی کہ از مریدان حضرت سید بودہ در تذکرہ بیان احوال و مقامات آنحضرت نوشتہ کہ چوں بر خواجہ اسحاق از روئے کشف صحت و سیادت و علو مرتبۂ حضرت سید ظاہر شد پس دست بیعت باو دادند و گفتند بیعت میکنیم با فرزند حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد نوربخش و این آیت را خواندہ کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ٥ دیگر این گفت سر بازیم و رو برنگردانیم و این بیت نیز دراں وقت از مطلع خاطر انوار ایشاں سرزدہ کہ ؎

غلام آنچناں عشقی کہ از وے بوئے خوں آید
معاذ اللہ کہ ایں سودا مرا از سر بدل آید

و از مریدانِ حضرت خواجہ اسحاق قدس سرہ دراں روز دو واندہ کس بیعت

Marfat.com

کردند و گفتند که امروز بدین عدد اکتفا می کنیم آنگاه خواجه از خانقاه بیرون آمدند و باقی اصحاب و مریدان نیز بیعت کردند ولیکن سید عبدالله برزش آبادی و شیخ سلطان و شیخ بهاؤالدین کشمیری که از خلفائے حضرت خواجه بودند ایشان قبل ازین مرخص کرده بودند بدین جهت حاضر نبودند پس به جهت اخذ بیعت عزیمت دعوت خلق کردند و در جمعه چهاردهم از تاریخ یوم بیعت سنه ست وعشرین وثمان مائة من هجرة النبی صلی الله علیه وسلم بکوه تبرتی از قلاع ولایت ختلان رفتند و بنا بر رسم طریقت لباس مخصوصه و دستار سیاه می پوشیدند و خلق را به بیعت دعوت کردند۔

دران زمان مرزا شاهرخ ابن امیر تیمور لنگ بر یک حصه از مملکت وسیع پدرش که ایران و توران و هند و عرب زیر نگین ایشان بودند و حاکم ختلان سلطان بایزید من جانب مرزا شاهرخ مامور بود ایشان را دعوت حضرت سید و خواجه اطلاع رسیدند و بعض مخالفان سلطان بایزید را از داعیه حضرت خواجه و سید خلاف واقعه ولعقت ساختند که دعوائی خلافت ظاهری میکنند و او پیش از آنکه با خواجه و سید ملاقات شوند بر سر ایشان برفته ایشان را با جمعی از اعیان گرفته بجانب هرات دارالخلافه مرزا شاهرخ روانه کردند و صورت حال را بمرزا شاهرخ عرض داشت کردند چون خبر بمرزا شاهرخ رسید حکم کرد که اسیران بهر جائے که با تا ملاقی شوند خواجه و برادر او و سید را بهمان جا قتل [illegible]

راویان چنین گویند که بهمان لحظه [illegible] شاهرخ را عارضه درد شکم پیدا شد و بسیار مضطرب شده بعلاج [illegible] لجه معروفه بسیار سعی کردند و [illegible] فائده حاصل نشد حکیم قوام الدین که از مقربان او بود و در علم طب نظیر نداشت از معالجه عاجز مانده بود و درین اثنا بعرض رسانیدند که سید محمد نوربخش بینی که در عالم مثل خود نه دارد و در زهد و تقوی و علم و ریاضت کمالات صوری و معنوی دارند حکم به کشتن او کرده اید پس این درد شما را داده آن حکم است مرزا شاهرخ

فی الحال نشان فرستاد کہ سید محمد نوربخش و خواجہ اسحق مقید بہرات آرید وانہ قتل ایشاں باز باشید نیز مقارن ایں حال در دشکم او تسکین یافت واو باتہمتی حاصل شد۔ وچوں قاصد بہ بلخ رسید خواجہ و سید در رفقائے ایشاں ازاں طرف بہ بلخ رسیدہ بودند بہ حکم اول مرزا شاہرخ ہماں جا خواجہ و برادرش شہید کردند۔ بعد ازاں نشان مرزا رسید وحضرت سید را مقید بہ ہرات آوردند وچوں ازکیفیت حال پرسیدند گفت قصد یک سر موئے ہیچ مسلمان نہ کردہ ایم و تیرے پر روئے ہیچ کس نینداختیم نیز با وجود ظہور ایں معنی مقید بہ حصار اختیار الدین فرستادند۔ و بعد مدت یک دو روز از سیاہ چاہش کہ درآں حصار بود بیروں آوردند وبجہاں مقید پس بجولان لشکر شیراز روانہ کردند و مدتے در بہبہان کہ از مضافات خوزستان است اورا دراں جا نگاہ می داشتند و جمعے از متعلقان خود براو گماشتند۔ وسیدش آزارش کردند و بعد از مدتے والیٔ شیراز ابراہیم سلطان حکم کرد کہ بند از پائے او بردارند و بگذارند کہ ہر جا خواہد برود۔ حضرت سید ازاں جا بطرف شوشتر و بصرہ روانہ شدہ بحلہ رفتند و مردم آں جا حضرت سید را بو ظائف خدمتگذاری بجا آوردند وازاں جا بر بغداد توجہ نمودند و زیارت مشاہد متبرکہ کردند و بعد ازاں بکردستان آمدند و قبائل خیلی و بختیاری و غیرہا جم غفیر در حلقۂ مریدان او داخل شدند و طرق محبت و خدمتگذاری بجا آوردند و امراء کہ برایں جا طریق انقیاد و اطاعت پیش گرفتند و مدتے سکہ بنام او زدند و خطبہ بنام او خواندند۔

وحضرت سید قدس سرہ ازانجا بگیلان آمدند وازاں جا بکردستان معاودت نمودند۔ و دریں وقت مرزا شاہرخ در آذربائیجان بود چوں اورا خبر وصال حضرت

۱؎ بلخ نام شہر از ایران ۱۲ ۲؎ شیراز نام شہرے از فارس۔ فارس نام ولایتے است از ایران کہ چہار حصہ دارد۔ شیراز۔ اصفہان۔ کرمان۔ یزد ۱۲ ۳؎ نام شہر بغداد از ایران ۴؎ کردستان نام ملکے است از ایران ۱۲ ۵؎ شوشتر نام شہر در ایران ۱۲ ۶؎ گیلان نام ملکے از ایران و نام دہے است نزدیک بغداد ۱۲۔

Marfat.com

سید به کردستان شنید نیز کارروائیان حضرت سید آگاه شدند با مرائے آن حدود
دستور نوشت که هر جا که سید و توابع او دریابند گرفتار کرده بدربار ما آورید چون کسان
مرزا شاهرخ در طلب او نمودند و حضرت سید به خلخال[1] رفت و از انجا حضرت سید را مقید
کرده بدربار مرزا شاهرخ بردند و به مجلس طلبیده با وعتاب و تهدید بلیغ نمودند
و چون حضرت سید را منکشف شد که او عزم قتل نموده است لاجرم حضرت سید
تنها به حفظ جان خود فرار نموده سه شب در کوه هائے پر برف بسر بردند و راه آبادی
نمی برد آخر الامر از انجا به خلخال نزدل آمد و والئے خلخال او را گرفتار کرده به دربار مرزا
شاهرخ فرستادند و او دستور داد که وے را در چاه مقید کردند و بعد از پنجاه و سه
روز از حبس بیرون آوردند و مقید به هرات بردند و چون به هرات رسیدند مرزا
شاهرخ بحضرت سید دستور دادند که روز جمعه بر منبر باید رفت و از ادعائے خلافت
و از دعوائے امام محمد مهدی آخر الزمان انحراف باید کرد و در آن مبالغه بسیار کردند
چنانچه حضرت سید بحالت مقید و پا بزنجیر بر منبر رفته فرمودند که ازین فقیر سخنی میگویند
اگر گفتم و اگر نه گفتم رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ
مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ و فاتحه خوانده فرود آمدند

پس از آن در جمادی الاولی سنه اربعین و ثمان مائة من الهجرة بند از پائے او
برداشتند و حکم کردند که من بعد الیوم کسان نزد خود جمع نه نهند و خود دستار سیاه نه
بستند و در مجالس درس از طریقت چیزے نگویند و بعلوم رسمی بپردازند

اما مرزا شاهرخ را این همه تدبیر هیچ فائده نه بخشید و نفوذ حضرت سید روز افزون
بود که قریب صد هزار کس مشتاق صحبت رسیدند پس او را خطره لاحق شد و باز سید را
گرفتار کرده پا بجولان در ماه رمضان شریف حضرت سید را به تبریز[2] فرستادند و دستور

---

[1] خلخال نام شهریست در آذربائیجان ۱۲ و آذربائیجان نام ملکی است از ایران مابین فرات
و جیحون ۱۲
[2] تبریز نام شهریست در آذربائیجان ۱۲

Marfat.com

داد کہ والئے تبریز ایشاں را بردم باید رسانید۔ حضرت سید چوں بہ تبریز رسیدند بند بائش بر داشتند و آنحضرت از آنجا بشیروان رفتہ بگیلان رسیدند و مدتے ازینجا قیام فرمودہ مرزا شاہرخ را بدیں مضمون خط نوشت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد حمد الٰہی و صلوات قائل مَنْ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ اعلام حضرت بادشاہی میرود کہ مدت بست سال است کہ آں بادشاہ در ایذائے ایں مظہر سعی بلیغ می نماید و سہ نوبت مقید گردانیدہ است و دو نوبت در چاہ داشتہ و ہزار فرسخ تقریباً باشد اقلیم باقلیم گردانید و الحال کہ آخر عمر وے است و نوبت بادشاہی نزدیک است کہ منقضی شود ہنوز در اندیشۂ آں است کہ ایں مظہر را باز بدست آوردہ مقید گرداند و ایں حال نزد مکاشفاں محال است از بہر آنکہ سہ قید بنیا یال دیدہ بودند و دانایاں دانستہ۔ اکنوں توقع از بادشاہ آں است کہ از کردۂ خود پشیماں گردد و استغفار فرماید و زیادہ ازیں در قصد خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نکوشد۔ وَاللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

(منکہ محمد نوربخش)

بعض مریدان مخلصین ازاں حضرت سید از معمائے عبارت کہ نزد مکاشفاں محال است بہر آنکہ سہ قید بنیا یال دیدہ بودند۔ دریافت کردند پس فرمود کہ قبل از ولادت من جناب تجلی مآب قدوۃ المرشدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی مصنف کتاب عوارف المعارف ادام اللہ برکاتہ حالہ در ہرات در اوائل ماہ رمضان رویائے صالحہ دیدند کہ یوسف صدیق علیہ السلام سہ نوبت از آسمان بزمین متنزل بودند و نوبت سیوم از دو نوبت دیگر اندک تر بود بعینہ تعبیر چنیں اتفاق افتاد کہ نوبت اول مدت شش ماہ بود و بندگراں و حکم قتل بود۔ و نوبت دوم مدت قید چہار ماہ بود و چاہ و بند گراں و حکم قتل بود و نوبت سیوم مدت قید دو ماہ بود و چاہ و سبک بود و حکم قتل نہ بود پس اکنوں عمر

39087

سلطنت وے بپایاں رسیدہ است ونوبت آل محمد است صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

وبعد از رسیدن ایں کتابت مرزا شاہرخ بدبخت یک سال بر تخت سلطنت قائم نہ ماند بلکہ کم از یک سال ازیں دار غرور بدرکات جہنم و ثبور انتقال نمود۔ گفتند کہ اندانۂ حضرت سید قدس سرہ وپیشین گوئی او درست افتاد کہ مرزا شاہرخ در سن پنجاہ وہشت صد ہجری ۸۵۰ عمرش بپایاں رسیدہ در شہر بلخ مدفون شد۔

از حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ منقول است کہ شیخ محمد غیبی از جملہ مریدان حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ طبقۂ آخریں بود واز جملہ ساکنان سولغان بودہ واکثر اراضی آں دیار از مملوکات آباء و اجداد او بود چوں آوازۂ حضرت شاہ سید قدس سرہ باستماع اہل عراق وخراسان رسید کہ مرزا شاہرخ حضرت سید محمد نور بخش را از سرحد ماوراء النہر اخراج نمودہ در مملکت گیلان کہ تحت تصرف جہاں شاہ مرزا است بتشریف قدوم شریفش مشرف شدہ اند ودر موضع خنقا کہ مشہور بہ کورۂ گیلان است مقیم گشتہ اند ومردم ممالک دغدغۂ سلوک راہ دارند از مقربلاد برآمدہ در خدمت آنحضرت جمع می شوند۔ شیخ محمد غیبی را غلطیدہ طلب وجاذبۂ شوق وشغف گریبان گیر احوال گشتہ خان ومان مالوفۂ خود را ترک کردہ از مسکن خود متوجہ بگیلان گشت وبعد از رسیدن بہ بقعۂ کورہ دید کہ مردم عالم از بلاد عرب وعجم بخدمت آنحضرت انبوہ در انبوہ جمع گشتہ اند وخود را ابتدائے حال بایں جان بازی ہا قوت ومجال نہ دید بیک گوشہ نشست سر بجیب تفکر کشید۔

بعد از زمانے یکے از آشنایان کہ باو سابقہ معرفتے داشت دید اورا پیش خود طلبیدہ ملاقات کرد واز کیفیت احوال وصورت تحصیل وصال آن آفتاب سپہر کمالی استفسار نمود وانواع ریاضات ومجاہدات مجاوساں و

Marfat.com

مریداں مسافت کرد وچوں آشنا اند کے از شد اند ریاضات ومحن مجاہدات سالکانِ مسالک طریقت باو تقریر نمود۔ شیخ محمد غیبی ضعف و بے قوتی تن خود ملاحظہ نمودہ از ارتکاب اینچنیں ریاضت ناامید گشت وباز از خدمتے که قبول خاطر حضرت شاہ سید بودہ باشد سوال کرد آں آشنا باز باو اعلام نمود که از واسطۂ کثرت ملازماں و ازدحام مریداں ترا فرصت خدمت کجا می رسد اگر یک سال بر آستانۂ ملازمت انتظار می کشی معلوم نیست که ترا یک خدمت آں مظہر ولایت حاصل ومیسر گردد۔ امّا از زبان مبارک آنحضرت شنیدہ ام که ہرکہ خبر مرگ مرزا شاہرخ بمن رساند بے تکلیف خدمت و ریاضت او را بمطلوب اصلی و مقصود حقیقی می رسانم۔

شیخ محمد غیبی ایں خبر شنید وخود را قوت کشیدن محنت ریاضت و تحمل بار مجاہدت ندید لاجرم ابلاغ ایں پیام سہل پنداشت فی الحال از لفغۂ کورہ بار ارتحال بربستہ عازم بلاد ماوراء النہر و قاصد مرگ آں بے بہر گشت وچوں بداں دیار رسید در دار الملک بلخ لنگر اقامت انداخت که دراں وقت پائے تخت دار السلطنت آں بدبخت بود ودراں دیار مقیم شدہ انتظار مرگ آں بے برگ کشید وچوں مدت انتظار موتش باطالت ودرازی کشید۔ روزے شنید که قاصد از حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ پیش بادشاہ مرزا شاہرخ رسیدہ است و کتابتے برائے نصیحت آں دجال صفت نوشتہ است پس شیخ محمد غیبی اہتمام تمام نمودہ واز بعض آشنایاں التماس کردہ آں خط را بدست آورد وچوں بنظر خود مطالعہ در آورد وبر مضمون آں کتابت فرحناک وامیدوار گشت که مدت انتظار من باخر انجامیدہ است۔

وچوں مرزا شاہرخ انتقال شدہ مدفون گشت شیخ محمد غیبی از شہر بلخ برآمدہ باقدام سرعت متوجہ بولایت گیلان گشت و دو سہ مراحل راہ را بیک منزل آوردہ بصحن حریم خانقاہ آنحضرت در آمدہ از اسپ فرود در آمدہ بلا توقف نزدیک

Marfat.com

حضرت شاہ سید بعد تحیۃ سلام بشارت مرگ او انجام رسانید کہ با حضرت شاہ مرزا شاہرخ بہ جہنم رفت و بدست خود در زیر زمین دفن کردہ ایم و حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ درحین ابلاغ این خوشخبری بہ بشاشت تمام نظر شفقت و دیدۂ مرحمت بر چشم و روئے آں لائق ولایت انداخت و بہ مجرد نظر کیمیا اثر آں مرد غنی بدرجۂ کاملین رسید و بہ مجذوبین پیوست ؎

یکے مرد آورد مژدہ بشاہ — کہ شاہرخ کنوں زوال شد زجاہ
دفن کردہ ایم جسمش زیر زمین — بدیں مژدہ بر وقت شد شاد شاہ
نگاہ کرد شاہش نظر کیمیا — بداں لحظہ شد مرد مجذوب راہ

و دراں وقت حضرت شیخ محمد سمرقندی در مجلس حضرت شاہ سید حاضر بود چوں آثار فیوض انظار انوار حضرت شاہ سید ملاحظہ و مشاہدہ نمود دراں حال حضرت شاہ سید از زبان مبارک خود بداہۃً این غزل انشاء فرمود و بشوق تمام می خواند ؎

آنم کہ زہر در کفِ من انگبیں شود — دیو از لطافتم بمثل حور عیں شود
آنم کہ گر ببینم آں شہ بلک — آں بردرِ تیاز گدائی کمیں شود
آنم کہ گر گذار کنم بر دل جحیم — دوزخ بہشت و نار گل و یاسمیں شود
آں کو زروئے صدق نہد سر بر آستاں — زیر چرخ پائے رفعت او رازمیں شود
لطفے ست عام از دل درویش در جہاں — لیک آں لطیفہ ساکن قلب حزیں شود
حیراں شد آں یکے کہ بحق چوں سید نرفد — پنداشت کاں زخاصیت اربعیں شود

لئے جانِ من کہ چشم نوربخش کیمیا ست
بر ہر کہ آنچناں نگرد ایں چنیں شود

و در ہماں روز حضرت شاہ سید خط ارشاد و اخذ بیعت و قبول توبۂ تائباں باین شیخ محمد غیبی عطا نمودہ مرخص ساختند۔

بعد ازاں حضرت شاہ سید از گیلان متوجہ بولایت رَے گردیدہ در رَے

Marfat.com

قریۂ تفیس کہ آں را صولتغان گویند احداث فرمود وہمانجا باغے با دل فراغ تعمیر
کردند و رفیقۂ حیات جسمانی برائے نسل انسانی ازدواج فرمودند و حضرت شاہ
قاسم و سید جعفر و میر سعد الحق ابنائے آں بزرگوار نتیجۂ آں ازدواج است
کہ در قریۂ صولتغان تولد شدند و بقیہ عمر آنحضرت شاہ سید از فارغ البالی بعبادتے
الٰہی و ارشاد تصفیۂ قلبی اشتغال فرمودند و چوں حضرت شاہ سید عزم سفر
حین توجہ بزیارت بیت الحرام فرمودند خط ارشاد طالبان راہ طریقت و اخذ
بیعت برائے حضرت شاہ قاسم انوار نوشتند کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال و ابرار و سائر رجال و سادات و
قضات و علماء و خواص و عوام و سائر امت حضرت سید الانام بہ سلام
مخصوص آمد۔

بعدہ اعلام میرود کہ فرزندم قرۃ العین قاسم طول اللہ عمرہ چوں فنون
ادبیہ و شرعیہ و حکمیہ و ریاضیہ و اطوار سبعیات و انوار مکاشفات و تجلیات
و آداب طریقت و معرفت و حقیقت دارد و علو ہمت او چناں اقتضاء
کرد کہ اہل دانش و بینش جہاں را دریابد مبنی بریں اختیار سفر کرد و بعد اشارات
معنوی ملتمس وے را مبذول داشتم و چوں محقق است کہ قمر ہر چند از شمس
دور تر است در استغناء و اضاءت اتم و اکمل است اجازت فرمودیم کہ در
ایران و توران و عرب و عجم و ہند و سندھ ہر جا کہ برسد بندگان الخدا و سالکان
را بہ رتبہ قصویٰ و عارفاں را بدرجۂ اعلیٰ و علماء را بطریق ہدیٰ رساند۔ و در ارشاد
طریقت و احیائے حقیقت و ترویج شریعت سعی تمام واجب شمرد و
وظیفۂ عالمیان آنکہ صحبت وے را غنیمت دانستہ در استفادہ و استفاضہ
و خدمت گاری و ملازمت تقصیر جائز ندارد۔ کہ قروں و دہور بسیار باید تا مظہر
جامعی مانند وے بظہور آید حضرت اللہ تعالیٰ برکات فیض ایں قرۃ العین

Marfat.com

را بعالمیان رسانا دو ذات شریف وے را بسیار سال بصحت و سلامت دارد
فقط منکه محمد نوربخش

و حضرت شاہ سید بعد از مراجعت زیارت حرمین در قریہ سولغان کہ قریۂ معمورۂ خود در ولایت رے قیام فرمودند و چوں بسمع مبارک آنحضرت اشارت بشارت انجام اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اَشَدُّ شَوْقًا اِلَیْھِمْ رسید آنحضرت را باد آشیانہ اصلی مستولی گشت و بخلوت خانۂ دار السلام نیت چلۂ دوام بجزم فرمود کہ بتاریخ پنجشنبہ بوقت چاشت چہار دہم ربیع الاول سنہ تسع و ستین و ثمان مأیہ ۸۶۹ از ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ازیں جہان فانی بریاض دار الباقی خرامید اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

و در باغیکہ خود تعمیر کردہ بود زیارت گاہ خاص و عام گردید و حضرت شیخ محمد بحری تاریخ وفات و ایام حیات آنحضرت بایں طور بہ نظم آوردہ اند ؎

آفتاب اوج دانش نور چشم اہل دین	نوربخش جسم و جاں آن قہرمان ماء و طین
سال عمرش بود ہفتاد و نہ سال و فات	ہشت صد شصت و نہ ۸۶۹ ماہش ربیع الاول تس
چاردہ زاں ماہ رفتہ پنجشنبہ چاشتگاہ	درگذشت از عالم فانی بسام العالمین

و دریں مصیبت جاں سوز دلہائے مخلصاں بہ آتش احزان سوختند و دیدہائے مریداں چوں ابر نیساں قطرات حسرت باریدند و حضرت شیخ محمد علی ایں بیتے چند بہ طور مرثیہ گفتند ؎

مباش اے دل غافل مقید ایں دنیا	کہ اعتبار ندارد جہاں و ما فیہا
چہ حاصل است ز بودی کہ او بود نابود	چہ سود زانکہ زیاں میرسد ازاں سودا
ہزار نیش دہد تا رسد مگر نوشی	ہزار خار خلد بامید یک خرما
بیا و دامن ہمت ز گرد خاک فشاں	دو روزہ عمر عزیزت مدہ بباد ہوا

Marfat.com

نگر بدیدهٔ عبرت دریں رباط دو در | که آمدن ز کجا بود و رفتن به کجا
چوں آمدی بچه کار آمدی چه داری تو | زحال خویش شو آگاه و چشم دل بکشا
ز قعر بحر فنا جوئی گوہر مقصود | مشو بباد ہوا غره چوں کف دریا
به بیں که آدم و نوح و خلیل و صالح کو | کجاست موسیٰ عمران و خواجهٔ دوسرا
کجا شدند اماماں و اہل بیت رسول | کجا شدند جنید و سری و ابن عطا
کجا شدند سلاطین با جلالت و قدر | چو کیقباد و فریدوں سکندر و دارا
ز دست برد اجل جاں نبرد و ہم نبرد | کسی ز پیر و جوان و کسی ز شاه و گدا
کجاست جسم عدیم المثال آن ذاتے | که نوربخش جہاں بوده و امام ہدیٰ

دریغ و درد که بگذشت نوربخش جہاں
که اوست ہادی و مہدی ست مقتدائے زماں

کتاب فقه احوط و اصول عقاید و نجم الہدیٰ و انسان نامه و کتاب سلسلة الذہب ملقب به مشجر الاولیاء - و صحیفة الاولیاء و مجموعهٔ غزلیات و رسالهٔ اخلاقیه منجمله تالیفات حضرت شاه سید محمد نوربخش است رضوان الله علیه و علی جمیع عبادالله الصالحین -

Marfat.com

احوال حضرت شاہ قاسم انوار معروف بہ فیض بخش خلیفۂ طبقۂ اولی حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ

حضرت شاہ قاسم در مقام سولغان قصبۂ ولایت رَے ملک خراسان عراق عجم تولد جہان آرائے شدند و جملہ علوم ظاہری و باطنی و کمال دولت معنوی درسن ہفت سالگی از والد بزرگوار و از مشائخ واصلین اند بر کردند چنانچہ والد بزرگوارش در مدح کمالیت و قابلیتش را در خط ارشاد اعلام فرمودند و نیز در عنوان فقۂ احوط بدین القاب مخاطب فرمودند کہ۔

فَاعْلَمْ اَیُّهَا الْوَلَدُ الْقَابِلُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْمُکَاشِفُ الْوَاصِلُ الْمُرْشِدُ الْکَامِلُ الْمُکَمِّلُ رَزَقَكَ اللّٰهُ کَمَالَ الْمَعْرِفَةِ فِیْ حَقَائِقِ الْاَشْیَاءِ شَرِیْعَةً وَّطَرِیْقَةً وَّحَقِیْقَةً۔

و در رسالۂ اصول عقاید بدین صفت موصوف کردہ اند کہ

اِعْلَمْ اَیُّهَا الْوَلَدُ الْاَعَزُّ مِنَ الرُّوْحِ صَاحِبُ النُّصْرَةِ وَالظَّفَرِ وَ الْفُتُوْحِ فِی السُّلْطَانِ الْاَعْدَلِ وَالْمُقْبِلُ الْاَقْبَلُ ذُوالنَّسَبِ الطَّاهِرِ النَّبَوِیَّةِ وَالْحَسَبِ الْبَاهِرِ الْعَلَوِیَّةِ الَّذِیْ اِمْتَازَ مِنْ سَلَاطِیْنِ الدَّوْرَانِ لِقُبُوْلِ قُلُوْبِ اَهْلِ الْکَشْفِ وَالْعِرْفَانِ وَفَاقَ بِالْعَقْلِ وَالْفَهْمِ وَالْعَقِیْدَةِ الطَّاهِرَةِ عَلَی الْاَقْرَانِ وَاخْتُصَّ بِتَقْوِیَةِ الْاِسْلَامِ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَفَّقَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکَمَالِ الْاِیْقَانِ۔

نیز حضرت شاہ سید از زبان مبارک خود در صحیفۃ الاولیاء فرمودہ کہ

بود قاسم از اولیاء بے گمان | باحوال و عرفان و کشف و عیان
ازیں پس دو سہ مرد با کشف حال | بازمیشود دیدہ بے قیل و قال
الٰہی رسانش بعمر دراز | کہ ہست او بمعنی یکے شہباز

Marfat.com

ودر حین حیات حضرت سید نوربخش قدس سرہ بہ مسند ارشاد وجانشینی خود حضرت شاہ قاسم سرافراز کردند ودر غزلیات خود اظہار نمودند کہ ؎

از نوربخش ہر کہ طلب مے کند بگو !
تا پیش قاسم آید مردے شود منیں

ولقب حضرت قاسم لبہ صفت مشہور است کہ شاہ قاسم انوار وفیض بخش ونوربخش ۔ وحضرت قاسم وبرادرش سید جعفر نوربخش در عہد سلطان حسین مرزا[1] والئ خراسان آنچہ در سنہ ہشت صد وہفتاد وہشت ہجری تخت نشین شدہ در سنہ نہ صد ودوازدہ ہجری وفات شدند ۔ در خراسان ۔ رفتند ۔ وسید جعفر نوربخش از آن جا در عربستان رفتہ لقیہ عمرش در عبادات الٰہی انجام رسیدند ۔

وموجب آمدن حضرت شاہ قاسم از عراق عجم در خراسان آن است کہ صاحب قران فرخندہ نشان سلطان حسین مرزا والیے خراسان را با خلفائے عظام حضرت سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کہ در ملک خراسان مشہور بودند صحبتہائے می داشت ۔ واز زبان ایشان تعریفات حضرت شاہ قاسم استماع نمودند وبعد از شنیدن اوصاف آنحضرت مشتاق ملاقات گشتہ رسائل متواتر بہ دربار حضرت شاہ قاسم مے فرستاد وتشریف قدوم حضرت شاہ استدعاء می نمود ومی نوشت کہ ؎

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

وسلطان حسین مرزا برائے اجازت قدوم میمنت حضرت شاہ قاسم بخدمت شاہ سلطان یعقوب والیے عراق درخواست پیش نمود وایں سلطان

---

[1] سلطان حسین مرزا ابن سلطان غیاث الدین منصور بن امیرزادہ بایسنقر ابن ملا عمر شیخ بن امیر تیمور گرگان ۱۲ (تاریخ روضۃ الصفاء)

Marfat.com

یعقوب از قوم آق قونیلو ترکمان بود در ولایت عراق و علاقہائے آذربائیجان وغیرہ مضافات ایران از سنہ ہشت صد و ہشتاد و چہار ہجری ۸۸۴ تا ہشت صد و نود و چہار ۸۹۴ حکمران بودند و دراں وقت سلطان حسین مرزا در مرضے مبتلا بودند و بامیدے کہ بہ برکت دم پاک حضرت شاہ وقدم مبارکش شفا یابد ولمعیت درخواست قصبۂ سمنان کہ مشہور با رونق شہر خراسان است سلطان یعقوب راپیش کش نمود تا حضرت شاہ قاسم را بہ تشریف آوری در خراسان اجازت وہند چونکہ حضرت شاہ قاسم را سلطان یعقوب رغبت تمام و محبت کمال داشتہ بودند و اکثر اوقات از مقولات طیبہ و مطائبہ زینت دربار داشت پس حضرت شاہ قاسم بواسطہ استدعائے پادشاہ خراسان و باجازت سلطان یعقوب عزیمت ملک ایران نمودہ متوجہ خراسان شدند و ہمراہ برادرش امیر سید جعفر نوربخش و جملہ خدام و فراش و سقا و طباخ و خیمہ کش و علاقات از مریدان اخلاص نشان جماعتے بودند و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ہم ہمراہ گرفتہ بعد از طے منازل بزیارت مشہد[1] مقدسہ حضرت شاہ خراسان امام علی رضا علیہ السلام مشرف شدند۔

روزے چند دراں جا توقف فرمودند و چوں خبر قدوم آنحضرت سلطان حسین مرزا رسیدند و جمعیت کثیر از خواصان مقرب باستقبال حضرت شاہ قاسم تا بہ مشہد مقدسہ فرستادند و آں جماعت بمشہد در خدمت حضرت شاہ ہمراہ شدہ بدار الملک ہرات کہ پائے تخت پادشاہ بود بہ تعظیم و اجلال رسانیدند و سلطان حسین مرزا بذات خود رو'' ''شدہ تا لبتہ فرسخ راہ جہت پیشوائی حضرت شاہ قاسم استقبال نمودند و حضرت شاہ را ہمراہ گرفتہ باعزاز و اکرام تمام در محلہائے باغ زاغان فرود آوردند و بانواع ضیافتہا و مہمانیہا پیش آوردند و بعد از روز

---

[1] مشہد نام شہر یست از ایران آں را طوس می گویند ۱۲

چند سلطان حسین مرزا و حرم محترم آنجناب که خدیجه بیگم نام داشت باتفاق پیش حضرت شاه قاسم بیعت کردند و خواص و ندمائے درگاه ہم نوبت بر نوبت مہمانہا می کردند و بعض از آنہا پیش آنحضرت آمده باخذ بیعت خود را سرفراز ساختند۔

و وزیر آنجناب که شہزاده محمد معروف کیجک مرزا نام داشت از غایت صدق و صفا مخلص آنحضرت گشته در دائرهٔ بیعت آنحضرت درآمدند و روز بروز سلسلهٔ عالیهٔ نوربخشیه را ارتفاع می یافت و روش طریقهٔ ہمدانیه رونق تمامی گرفت و اکثر علمائے و مشائخے ہمچو شیخ الاسلام علامه تفتازانی و مولانا حسین واعظی و مولانا علی توسجی وغیرہم که در جمیع منقولات و معقولات از جمله علمائے زمان مشہور بودند و تصانیف و تالیفات آں متبحراں مقبول اذہان بودند بشرف خدمت حضرت شاه قاسم مشرف شدند و از کتب مشائخ عظام و رسائل اہل تصوف و ارباب کمال که ہمراه حضرت شاه قاسم بود ایشاں استفاده و استفاضه نمودند و چوں ایام شتا و موسم زمستاں رسید سلطان حسین مرزا از حضرت شاه قاسم التماس نمود که آرزو داریم که حضرت در ینجا اربعینی نشینند تا آداب طریقه ہمدانیه و قواعد سلسلهٔ نوربخشیه را خبردار می شویم و التماس پادشاه بمبالغه انجامید پس آنحضرت قبول نمودند و در باغ زاغاں که مخصوصهٔ محلات پادشاه بود یک عمارتی برائے اربعین خانه اختیار فرمودند و حضرت شاه بمعه جمله خادماں که در حضر و سفر در خدمت حضرت بودند معین کرده باربعین نشینی مامور ساختند و حضرت شاه در سفر سه ہزار ذکر خفی ہر شب وظیفه راتبه داشت و در حضر و اقامت منازل پنج ہزار ذکر وظیفه اوقات بود

و سلطان حسین مرزا در وقت نشاندن درویشاں دراں مجلس شریف حاضر بودند و طریق نشستن درویشاں می دید و یک دو شمعی در صحن اربعین خانه می افروخت و بعد از دو سه روز ہمیشه در اربعین خانه حاضر می شد و طریقه سلوک

Marfat.com

درویشان مشاهده میکرد و تواند خدمت ایشان بجا می آورد و در آخر دو اربعین چند مرتبه بحضرت شاه ملاقات می کرد و با آنحضرت صحبتها داشت و صباح عید اربعین جمله اکابر هرات بشرف ملاقات مشرف شدند

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی درین اربعین نیت عزلت ذکر کردند و تمام شب در اربعین خانه و ظائف اذکار بجا می آورد و در روز جهت تهیه اسباب اربعین می نمودند و بعد از ختم این اربعین بسیار اکابر هرات از کمال ارادت مخلص گشتند و از جمله علمائے عصر ملا حسین واعظی و ملا علی قوشچی و ملا عبدالله هاتفی پیش حضرت شاه آمده دست بیعت دادند و درین ایام شاه ابوالمعالی که فرزند کهتر حضرت شاه قاسم بود همراه گرفته بود و از برادران او ناگاه بعارضه بیمار گشت و چند روز بر بستر بیماری بوده باقتضاء حکم قضا ازین محنت سرائے دنیا ارتحال نمود و قبر او به نزدیک مزار میر حسین[۱۵] مصنف کتاب زاد المسافرین و کنز الرموز و کتاب نزهة الارواح و سی نامه حسینی یعنی سوالات گلشن راز است در محروسه هرات مدفون است و این میر حسین از جمله خلفائے حضرت شیخ بهاؤالدین زکریا ملتانی است.

و جمله تفسیر آیات قرآنی آنچه از حضرت شاه قاسم انوار منقولست مرید آن حضرت مولانا حسین واعظی کاشفی در تفسیر حسینی آورده در غلوب جمله مریدان و معتقدان حضرت شاه سید محمد نوربخش قدس سره مجموعه تفسیرش را مقبول عام گردانید و هم اسم تفسیرش باسم گرامی سلطان حسین مرید حضرت شاه قاسم منسوب کرده تفسیر حسینی نام زد کرد.

و سلطان حسین مرزا در زمرهٔ اقتدار خود بمشورهٔ حضرت شاه قاسم فیض بخش

---

۱۵ میر حسین مرید شیخ بهاؤالدین زکریا ملتانی ولادت [illegible] مرید شیخ شهاب الدین سهروردی است ولادت [illegible] مرید شیخ ابو النجیب سهروردی بود (منتخب الاولیاء)

Marfat.com

برائے ترویج و تقویت مذہب صوفیہ در مقامات دور دراز کہ دراں مقام ہا مریدان و معتقدان نور بخشیہ آباد است نسخۂ تفسیر حسینی رائج گردانیدند برائے مقتدیان آخر زمانہ مشعل راہ گردانیدند و تفسیر حسینی از مضامین بلاغت و فصاحت و تواریخ و تصوف و احکام شریعت و طریقت مشحون است و ہم روایات ائمہ طاہرین و مشائخ واصلین و تفاسیر ایشاں و اشارات کاملان جمع کردہ شدہ است۔ مثلاً تفسیر و روایات امیر المومنین علی علیہ السلام و حضرت حسنین و زین العباد و حضرت امام باقر و امام جعفر صادق و امام علی موسیٰ رضا علیہم السلام و روایات و تفاسیر حضرت شاہ قاسم و شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی و شیخ ابو علی رودباری و شیخ ابو عثمان مغربی و شیخ جنید بغدادی و شیخ سری سقطی رضوان اللہ علیہم اجمعین و غیرہم من العارفین۔

وعلاوہ ازیں از کتب و تفاسیر صوفیہ ہمو معالم التنزیل و مدارک و کشاف و بحر الحقائق و جواہر التفسیر وغیرہ وغیرہ و از کتب تصوف کتاب عوارف المعارف و کتاب سلسلۃ الذہب و کشف الاسرار و فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا و ذخیرۃ الملوک ہمدانیہ وغیرہ حوالہ دادہ شدہ است۔

تفسیر حضرت شاہ قاسم قدس سرہٗ

از تفسیر حسینی تبرکاً نمونۂ مشتے از خروارے دریں اوراق طبقات نوربیہ مزین کردہ شود تا در چشم ناظران نورے و در دل عاشقاں سرورے حاصل شود۔ سورۃ الانبیاء در تفسیر آیت وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ آفتاب نشانہ صاحب توحید است بنعمت تمکین در حضرت شہود آراستہ نہ فزاید نہ کاہد لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً۔ قمر نشانہ اہل تلوین است گاہ در کاہش بود و گاہ در فزائش زمان بظہور نور برق وحدت در محاق نیستی افتد و ساعتی ببدر رموز جامعیت

Marfat.com

بمرتبہ بدر یہ رسد گویا در کلام حقائق انجام حضرت شاہ قاسم انوار قدس سرہ اشارت بدیں معنی است ؎

زبیم سوز ہجرانت زمو باریک تر گردم
چوں روز وصل یاد آرم خوشم در حال آں فربہ

سورۂ احزاب: - تفسیر آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا حضرت میر قاسم انوار قدس سرہ در بعض رسائل خود امانت را بہ خلافت ربانی فرود آوردہ و گفتہ کہ ظلم و جہل ضد علم و عدل است . اَمَّا اِذَا تَجَاوَزَ الشَّيْءُ حَدَّهٗ اِنْعَكَسَ ضِدَّهٗ و اینجا جلوہ ہا داد ظلوم و جہول صیغہ مبالغہ است ہر گاہ کہ ایں دو صفت از حد تجاوز کردند ہر آئینہ بضد خود مبدل خواہند گشت .

و حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ در رسالہ الا آیہ کہ برائے جملہ ائمہ مساجد تصنیف فرمودہ اند در بیان تشہد نماز اعلام فرمود کہ کامل ترین صیغہ ہائے تشہد اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اِلٰی اخر است زیرا کہ در اَلتَّحِيَّاتُ درود و سلام بر خیر الانام و شہادت بوحدانیت خدا و برسالت رسول خدا ہر چہار واجبات موجود است و در صیغہائے دیگر سلام بر نبی و آل نبی مذکور نیست بدیں جہت آں تشہد ناکمل است چونکہ وجوبیت درود و سلام بر سید انام بہ منطوق آیت سورۂ احزاب يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا نص صریح است پس ہر کہ غیر ایں صیغہ تشہد بگوید فرضیت سلام بر سید انام از وادا نشو فافہم و ادارشد .

و ہمعصر حضرت قطب الافراد شاہ قاسم فیض بخش در حجاز پاک شیخ عارف باللہ علاؤ الدین علی قدس سرہ نزیل مکہ مکرمہ قابل ذکر است کہ او در شریعت و طریقت جامع کتاب المسمی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال تالیف کردہ

Marfat.com

است و از این ضخیم کتاب احادیث مکرره و اسانید متعدده حذف کرده مشتمل
بر سی و دو هزار احادیث نبوی صلی الله علیه وسلم مجموعه باسم منتخب کنز العمال
تصنیف فرموده اند چنانچه شیخ شعرانی که یکی از مشائخ شیوخ سلسلة الذهب
اند در کتب طبقات الکبری ذکر ایشان بدین وصف نوشته اند که من و شیخ عارف
بالله علاء الدین علی در شهر مکه شرف ملاقات شدیم و در صحبت ایشان جماعت
فقرا صالحین ازدحام بودند و هر یک فقرا را در اشغولات مخصوصه متوسلے
ساخته بودند بعضی از ایشان در ذکر الله و بعضی در مراقبه و بعضی در تلاوت و
بعضی از ایشان در مطالعه کتب پس به تحقیق معلوم میشود که اکثر احادیث افادات
فیض بخش شرح نقشه احوال نور بخشیده بلکه جمله احادیث متون نقشه احوال از منتخب کنز العمال
آورده شده اند پس احوال حضرت شاه قاسم قدس سره از رفع داد وسیع زمانها بودند
نه هر دو بطلبه -

منقول است که در خراسان مجذوبی بود از تعلقات دنیاوی رها کرده
از خان و مان جدا فرموده و در گوشه انفراد جای گرفته و انوار جذبات آتش از نسبت
ارادت حضرت سید زین العابدین مجذوب حاصل بوده و در اوائل بسرات در
یک مسجد کهنه مقیم بود و در خراسان معروف و مشهور بود و هر کس که از سلاطین
و اکابر به دیدن وی می رفتند و او هرگز پیش ایشان از مسجد بیرون نیامدی -
یک بار سلطان حسین مرزا بیل ملاقات آن مجذوب پیدا گشت عزیمت
ملاقات آن مجذوب نمود به نزدیک منزل او رسید و وی از مسجد بیرون نیامد
و هر چند او را مبالغه نمود جواب هرگز نگفت - وجه آن بود که هر که پیش وی
می رود او را اهانت و استهزا می نمود - حضرت بادشاه را این امر معلوم نبود
در دلش خیال آمد که شاید اگر شاه قاسم قدم رنجه فرمایند شاید از مسجد بیرون آید
کرویی را دلی رسانند پس یکی از ملازمان بطلب آن حضرت فرستاد حضرت
شاه از جهت امتثال فرمان بادشاه فی الحال با شتاب سوار شده متوجه آن مجذوب

Marfat.com

گشت چوں حضرت شاہ نزدیک آن مجذوب رسیدند آں درویش در مسجد فریاد کرد و آہ کشیدن گرفت و اظہار شوق نمود و مردم منتظر گوش بر کلمات او نہادند کہ تا کہ چہ میگوید ناگاہ بآواز بلند ایں اشعار شوقیہ می خواندے

خردہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید / کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید
از غم ہجر مکن نالہ و فریاد کہ دوش / زدہ ام فالے و فریاد رسے می آید
ز آتش وادی ایمن نہ منم خرم و بس / موسیٰ اینجا بامید قبسے می آید
ہیچکس نیست کہ در کوئے تش کارے نیست / ہر کس اینجا بطریق ہوسے می آید
دوستا اگر سر پرسیدن بیمار نیست / گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
مژدہ دہ کہ بہ میخانۂ ارباب کرم / مرحبائے ز پئے ملتمسے می آید
یار دار د سر صید دل حافظ یاراں / شہبازے بپئے صید مگسے می آید

و تمام ایں اشعار را خواندہ تا آخر شعرش رسید و حضرت شاہ در وقت نزدیک مسجد رسیدہ بود و در حال آن مجذوب برخاستہ

یار دار د سر صید دل حافظ یاراں

خواناں از در مسجد بر آمد و بشوق تمام و دیدہ دریا ئے مرکب آنحضرت افتاد و سم اسپ پیدا ختہ می بوسید و روئے خود بر نعل او می سائید و بزبان شوق مے خواندے شہبازے لشکارے مگسے می آید

و بعد ازاں آں درویش پیش آں حضرت نشست و حضرت شاہ او را تسلی تمام دادہ و قلب حزینش مسرور گردانیدہ ہمراہ سلطان باز آمدند و آں مجذوب اندراں مسجد گوشہ گیر شد

و حضرت شاہ قاسم مادام کہ در ولایت ہرات قرار داشت اکثر اوقات بمداوات مرضے سلطان حسین مرزا متوجہ می خدواد و بہ و عقاقیر آں ولایت جمع کردہ بطبابت او اشتغال می فرمود و از برکت دعا و علاج آنحضرت آں مقدار شفا و صحت رو نمودہ بود کہ بجماعت نماز جمعہ حاضر تواند بود بدال اسباب

Marfat.com

سلطان حسین مرزا جمیع اطبا گذاشتہ بمعالجہ فرمودہ آنحضرت گشت واودیہ دعقاقیرے کہ درآں ولایت نمی یافت مردم والچیاں فرستادند از ممالک دیگر می آوردند و در ہر بلاد کہ از ادویہ یا خبرے می شنیدند یا از طبیبی استماع می نمود تحفہ ہدایا بہمراہ ایلچیاں ارسال نمودہ ادویہا طلب می کرد بنا بر آنچہ فرمودہ حضرت شاہ قاسم کہ ادویہا وعقاقیرے کہ مفید تراست بجز جبال کشمیر و کوہستان تبت جائے دیگر حاصل نمی شود اما کشمیر از اینجا بہ مسافات دور است سلطان حسین مرزا بایں فرمودۂ شاہ قاسم بسیار تامل گشت کہ البتہ در کشمیر کسی می باید فرستاد کہ تا داروہائے کہ در مرض مفید باشند از اطبائے آں ولایت پرسیدہ واز سلاطین آں ولایت طلب نمودہ بیارد کہ ایں مرض دفع شود حضرت شاہ فرمود کہ تامل کنید تاکسی لائق ایں امر باشد تا در کشمیر بعد چند روز تامل سلطان برآں قرار یافتہ کہ از حضرت شاہ قاسم التماس نمودہ شیخ شمس الدین محمد عراقی را بکشمیر بسرعتی تمام از کشمیر ادویہ وعقاقیر گرفتہ خواہد رسید۔

پس سلطان از حضرت شاہ التماس نمودند و حضرت شاہ بسلطان فرمود کہ شمس الدین محمد بطرف کشمیر بفرستیم اما باید کہ حضرت پادشاہ بنواب درگاہ فرمایند تا تحفہ و سوغاتیکہ لائق سلاطین آں ولایت بود مہیا سازند و دبیراں را امر کنند تا خطوطیکہ مناسب رتبہ سلاطین آں اطراف بود تحریر نمایند و برائے شیخ شمس الدین محمد ہمہ سامان سفر کہ در رفتن و آمدن کفایت کردہ شود حاضر و تیار دارند چوں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی برخصت واجازت حضرت شاہ قاسم از ملک خراسان متوجہ ولایت کشمیر گشت دراں اوقات پادشاہ ولایت کشمیر سلطان حسن شاہ بن سلطان حیدر شاہ بودند و خطوط سلطان حسین مرزا باسم سلطان حسن شاہ مرقوم گشتہ بود و تحفہ برائے ایشان یک پوستین از کبش کہ در دائرہ آں کمخواب سبز بود منقش بدرخت و برگہائے آں ہمہ حیوانات مصور بود بدست

استاد زرگری و بر پوستین دوازده عدد تکمہائے طلا داشت و اشیاء دیگر ہم ہمراہ آں پوستین بود و یک صوفی کہ اورا میر درویش مے گفتند ہمراہ میر شمس الدین محمد عراقی لطریق رفیق کردہ بود تا در سفر و جائے قرار خدمت حضرت میر بجا آرد۔ چوں تبق۔ یر آلہی ولقضائے ازلی بہ مصداق تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را در کشمیر قریب ہشت سال درنگ افتاد و سلطان حسین مرزا در اوائل فرصت خویش زمام امور سلطنت بدست شاہزادہ محمد میرزا کیچک بسپردند لیس تا امیکہ مرزا کیچک حیات بود حضرت شاہ قاسم را از دشمناں زبان و حسوداں وقت خوف ہیچ گزندے در پیچے نبودند والیشاں را اظہار عداوت نتوانستند بلکہ عزت و وقار حضرت شاہ بالا در رفعت بودند۔

از زبان مبارک امیر سید جعفر نوربخشی برادر حضرت شاہ قاسم منقولست کہ جمعے از علمائے خراسان از سلطان حسین مرزا رخصت و اجازت طلبیدند کہ اگر رضائے خاطر حضرت پادشاہی بود چند مبحثی از کتاب فصوص الحکم ابن عربی از شاہ قاسم نوربخش تحقیق نمودیم۔ سلطان حسین مرزا در جواب الیشاں فرمودند کہ از حضرت الیشاں لطریق مسالت التماس نمائیم اگر قبول خاطر شریف آنحضرت افتد روزے چند آں حضرت را بصحبت خود طلبیم و بحضور ما پیش الیشاں بخوانید تا کسے پیش آنحضرت زیادہ گوئی نتواند نمود۔

وچوں سلطان آنحضرت شاہ را از مسالت علما التماس تدریس فصوص الحکم اعلام نمود فی الحال آں حضرت شاہ التماس الیشاں را قبول نمودہ بمجلس سلطان تشریف قدوم ارزانی فرمودند و بعد از اجماع علماء چوں کتاب فصوص الحکم را حاضر کردند آنحضرت بے توقف و بغیر مطالعہ بتدریس آں کتاب مشغول گشتند و بہ تقریرے دیباچہ آں را درس گفتند و بہ ہمیں طریقہ چند روزے بہ مجالس متکررہ درس آں کتاب ادا نمودند۔

Marfat.com

وبعد از چند روز بکہ حضرت شاہ را مطلع شد کہ این جماعت بہ غرض امتحان آں داعی خوانند پس روزے از کتب خانہ خود کتابے بہمراہ گرفتہ بآں مجلس تشریف بردند و بعد از فراغ درس فصوص آں کتاب را باہل مجلس نمودہ فرمود کہ کتاب فصوص را کہ شما آں را نہایت علم تصوف تصور می کنند مبتدیان طریقت کہ در ارادت و تربیت پدر بزرگوار این داعی بودند کتاب فصوص خوانند و منتہیانِ سلسلہ آنحضرت را بآن کتاب چنداں التفات نبود۔

و این کتاب جدید کہ در نظر مطالعہ آں بزرگاں و مقبول و پسندیدہ خاطر بود آں را در نظر خود آرید و چند روزے آں را مطالعہ کنید تا بہ بینم کہ مطالعہ شما دریں کتاب بکجا مے رسد۔ سلطان حسین مرزا از حضرت شاہ التماس نمودہ پرسیدند کہ ایں کتاب تصنیف کیست و نام آں چیست حضرت شاہ فرمودند کہ این کتاب تصنیف ابوالجناب شیخ نجم الدین کبری است و بہ اسم شریف مرصاد العباد فی متجلی الذات مسمی است و حضرت شاہ فرمودند کہ کسی اگر یک صفحہ را ازیں کتاب بمطالعہ خود حل کند و درس آں تواند گفت من عہد کردم کہ پیش آنکس شاگردی کنم۔

الحق آں کتابیست کہ فصوص الحکم ابن عربی و فتوحات مکی و تصنیفات شیخ شہاب الدین عمر سہروردی و مؤلفات حضرت خواجہ اسحاق معروف بہ شیخ المقتول و قصائد ابو حنیفہ عمر بن الفارض و سائر کتب اہل تصوف از جملہ مقدمات و مبادی آں کتاب است۔

پس آں جماعت علماء آں کتاب را پیش خود طلبیدہ بردند و چند روز بہ مجلس مولانا عبدالرحمن جامی نمودہ مطالعہ کردند و یک یک مبحث آں را فکر در نظر آوردند و یک بحثی از آں کتاب حل نتوانستند کرد و یک نکتہ مفہوم افہام و اذہان ایشاں نہ گشتہ آخر بعجز و قصور خود معترف گشتہ آں کتاب را

Marfat.com

پیش سلطان حسین مرزا برسانند و سلطان حسین مرزا از حضرت شاہ قاسم پرسیدند کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ این کتاب فصوص الحکم را بہ کسے از مریدان خود درس گفتہ باشند حضرت شاہ فرمودند کہ آرے سالکان مبتدی را بایں کتاب درس می گفتند و با جمیع فرزنداں از پدر بزرگوار استماع می نمودیم حتی کہ اطفال و اولاد چہار پنج سالہ از زبان مبارک والد بزرگوار آں را می شنیدیم و معانی آں را کماحقہ می فہمیدیم۔

روزے حضرت والد بزرگوار ہمیں کتاب فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی را بہ حضرت شیخ محمد الوند معروف بہ پیر ہمدان درس می گفتند و فرزند عزیزش میر سعد الحق اکبر کہ از من بدو سال خورد تر بود در وقت سبق و تعلیم پیر ہمدان حاضر بودہ در یک مبحثی از فصوص الحکم دقائق معانی و حقائق اسرار آں پیر ہمدان نتوانست فہمید و آنچہ والد تقریر و بیان فرمودند در ذہن پیر ہمدان بالفور درک آں نہ رسید میر سعد الحق اکبر در آں اوقات چہار پنج سالہ بود بہ پیر ہمدان تبسم نمودہ بطریق استہزاء گفتند کہ بابائے من این قدر توضیح میکنند و تو آں را نہ می فہمی پیر ہمدان میر سعد الحق اکبر را از سر غیرت گفت کہ تو ازیں تقریر ہا چہ فہمیدی آں طفل چہار پنج سالہ معانی آں عبارت را چناں ادا کرد کہ حضرت شاہ سید تقریر فرمودہ بود۔ حضرت شاہ سید بہ پیر ہمدانی عتاب نمودہ گفتند کہ اطفال چہار پنج سالہ می فہمند و تو آں را نہ می فہمی این چہ بلاہت و کودنی است پیر ہمدان ازیں بابت خجل گشت و بعد از چند روز نقد روح میر سعد الحق اکبر بقابض ارواح سپردہ بدار حی لایموت مراجعت فرمود۔

مجمل حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ مکاشفات و بلندی احوال از فرزنداں و اطفال خود بدیں جہت اشارت عیاں فرمودند کہ ع

ابن عربی نہ بس کمل — فہرست حقائق است مجمل
تفصیل حقائق و معانی — مائیم اقیس اگر بدانی

Marfat.com

وچوں مرزا یکیک پسر سلطان حسین مرزا مرید مخلص حضرت شاہ قاسم داعی حق را جواب لبیک دادند وازیں دار فانی بسوئے ملک جاودانی انتقال فرمودند واختیار حکومت وزمام مملکت بدست امیر علی شیر رسید حسوداں را موقع بدست آمدو در پئے ایذا رسانی والزام تراشی بحضرت شاہ قاسم مصروف شدند وافترا نمودند کہ ایں شاہ قاسم نوربخش سلطان حسین مرزا را بجہالت طبابت ونیم حکیمیت سمیات در معالجت دادہ مرض دے روز بروز افزوں میشود۔

وبعض حسوداں بر آنحضرت سخنی دروغ پیدا کردند کہ تفسیر کشاف را شرح قرآن گفتہ وتفاسیر قرآن را اطلاق شرح در شرع نبوی ناروا است روز چند بایں گفتگوئے گذارند۔

وبعضی از خباثت سمرقندی تہمت نمودند کہ شاہ قاسم بحضور جماعت طالب علماں گفتند کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امی بود و پدر من محمد نوربخش است عالم بجمیع علوم عقلی ونقلی بودند وبایں سخن ترجیح پدر خود بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند۔

وجماعت متعصبہ بدیں سخن بنیاد دشمنی مستحکم ساختند تا آنکہ خبر ایں اختراع بسمع مبارک حضرت شاہ قاسم رسید۔ حضرت شاہ قاسم چوں تحقیق کردند کہ مخالفان در ایذائے ما سعیہائے بلیغ می نمایند لاجرم کیفیت ایں احوال قلمی ساختہ بعرض سلطان حسین مرزا رسانیدند واو کماہی بر احوال خبردار شدہ امیر علی شیر را پیش خود طلبیدہ سفارش بسیار نمودند کہ شاہ قاسم نوربخشی را شیاطین ماوراء النہر در پئے ایذا رسانی اند زینہار دہزار زینہار آں شیاطین را مجال ندہی وارخاء عنان نہ کنی۔

پس امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا آں بدبختاں را تخویف ہا نمودند ولیکن آں حسوداں زبان از عادت خبیثہ خویش باز نماندند بلکہ دما فترا ہائی افزوں شدہ الزامی نمودند کہ شاہ قاسم نوربخشی خود را بخلافت امام محمد مہدی آخر الزمان

Marfat.com

ادعا کنند که پدر وے امام محمد مہدی موعود بود و خود خلیفۂ ایشاں است حالانکہ در اوقات حیات حضرت خاتم المجتہدین سید محمد نوربخش قدس سرہ بعض مریدان او بر وئے فرط محبت از بعض مقولات و غزلیات حضرت سید محمد نوربخش بدعوائے مہدی موعود متہم گردیدہ بودند حضرت شاہ قاسم ایشاں را ممانعت و توبیخ میکردند چنانچہ روزے یک کس از مریدان حضرت شاہ سید ازاں مقولات چیزے ذکر می نمودہ یا حضرت امام آخر الزمان گفت ۔ حضرت شاہ قاسم اور توبیخ و تہدید میکرد و می گفت کہ شما والد بزرگوارم را بدنام مے سازید آئندہ ایں چنیں سخنان نازیبا مگوئید۔

پس ہمچنیں حاسدان و مخالفاں سخنان نامشروعیت و حکایات نامقبولیت را بر شاہ الزام کردند ۔ روزے اکابر ہرات در مسجد جامع آمدہ مجلس عالی ساختند دراں روز مردم شہر و بازار قریب بدہ ہزار کس بود در امام جامع ہجوم آمدہ طالب علمی بر شاہ قاسم دعوے کرد و لبسر حد ثبوت رسانید و او بہ ایں غایتے کہ از بادہ بحق رو محقق بود از اں مجلس بسلامت خلاص شدند و ہیچ مضرت جسمانی نہ رسیدند۔

ہمچنیں الزام تراشی از علمائے سوء و خشک مزاج دنیا پرست با علمائے حق پرست در ہر زمان جاری و ساری بودند و خواہد بود۔

چنانچہ شیخ فرید الدین عطار در تذکرۃ الاولیاء و کثیرے از مشائخ کبار در تصانیف خود نقل نمودہ اند کہ چوں جنید بغدادی و ابو الحسن نوری و شیخ شبلی در اثنائے سلوک و ریاضت بودند و از صحبت عالم صورتاں جاہل سیرتاں احتراز کلی داشتند و ایشاں ایں ہر سہ کس را بہ تہمت کفر و نفاق بر ایشاں بستند و بحاکم وقت عرض نمودند کہ مذہب ایں جماعت مذہب زندقہ و الحاد است و بسیار کفر و نفاق از افعال و اقوال ایشاں سر می زنند۔

---

۵ کذا در مجالس المومنین ملا شوستری مطبوعہ ص ۳۰۵ مذکور است ۱۲

Marfat.com

حاکم وقت حکم بکشتن ہر سہ نمودو ایشاں را گرفتار کردہ پیش قاضی بردند تا بر ایشاں حجتی گرفتہ بہ فتوی علماء بکشند و در محکمۂ قاضی حاضر ساختہ دعوی بر ایشاں کردند کہ ایں جماعت از قواعد اسلام دور اند و از شرائط ایمان بے گانہ۔ قاضی گفت کہ اگر مسائل اسلام از جنید بپرسیم اما جنید وے عالم است از عہدۂ آں نخواہد برآمد نخست از نوری و شبلی بپرسیم کہ ایشاں چنداں علم نہ دارند و جواب نہ می توانند داد و بہماں حجت بر ایشاں گرفتہ فتوی بکشتن ایشاں بدہیم چوں قاضی از نوری پرسید کہ در نقود زکوٰۃ واجب چہ باشد وے در جواب گفت در مذہب ما یا در مذہب شما۔ گفت در مذہب ما چہ واجب است و در مذہب شما چہ ابوالحسن نوری فرمود کہ در مذہب شما از چہل یکے و از دویست پنج و در مذہب ما اگر ہمہ دنیا در ملک در بیشے بود و آں ہمہ را بشکرانۂ نعمت معرفت و محبت یک لحظۂ الٰہی ایثار کند ہنوز منعقد باشد۔ چوں قاضی از جملہ اہل دیانت بود آب در دیدہ گردانید و فرمود کہ ام کافر باشد کہ ایں نوع جماعتی بیگناہ را بکشند و بخلیفۂ وقت نوشتہ فرستاد کہ اگر اینہا کافر و زندیق باشند من حکم کنم کہ بر روئے زمین کسے دیگر مومن و مسلمان نخواہد بود۔

القصہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ چوں شست قصد دشمناں ملاحظہ نمود از توطن خراسان بسیار پریشان و متنفر گشت و خدیجہ بیگم را وسیلہ گرفت و از سلطان حسین مرزا با خدیجہ بیگم مشورت نمودہ از امرائے خود پسر مرزا کیچک را با دویست سوار در آنحضرت تعیین نمودند کہ تا بمشہد حضرت امام علی رضا علیہ السلام ہمراہ آنحضرت ملازم باشند و حضرت شاہ بجملہ محبان خراسان را وداع نمودہ متوجہ مشہد شاہ خراسان علیہ التحیۃ والرضوان شدند و چندکسی از اخص مخلصاں بودند مثل مولانا علی ثقفی و مولانا حسین واعظی و غیرہ تا بمشہد ہمراہ شدند و از انجا جماعت محباں کہ بشایعت ہمراہ آمدہ بودند وداع نمودند و آنحضرت متوجہ عراق شدند و حضرت شاہ قاسم چوں بسرحد سمنان رسیدند خبر قدم آنحضرت بولایت رے افتاد و جملہ

Marfat.com

موالی رے و سولغان ہمراہ فرزندان امجد و اقارب آنحضرت بہ تہنیت آنحضرت استقبال نمودند و آنحضرت بدولت منزل مالوف خویش بمقام درسنت اجلال ارزانی فرمودند و تمام مردم عراق عجم از سلامت بہ آمدن حضرت شاہ قاسم قدس سرہ بغایت خوشحال شدند۔

وحضرت شاہ در ولایت رے کہ در انجا موروثی جائداد و ضیاع و مزارع و جاگیر بودند متمکن شدند و ساکنان ولایت را از نور عرفان فیض بخشی نمودند و برائے مریداں کہ کم علم در کتاب سلسلۃ الذہب ید طولیٰ ندارند بجہت درستی عقائد ایشاں کلمات قدسیہ چہاردہ گانہ کہ خلاصۂ کتاب سلسلۃ الذہب است وضع فرمودہ بعد اوراد فتحیہ و اوراد عصریہ در وظائف الحاق نمودند تا عوام ناخواندگاں ہم ازاں کلمات قدسیہ مستفید شوند و اعتقادشاں از حوادث زمانہ و عقائد فاسدہ محفوظ شوند و آں کلمات قدسیہ چہاردہ گانہ این است۔

بندۂ خدا۱ - ذریّت آدم۲ - ملّت ابراہیم۳ - امّت محمد۴ - دین اسلام۵ - کتاب قرآن۶ کعبہ قبلہ۷ - متابعت سنّت محمد۸ - [illegible]لی۹ - سلسلۂ ذہب۱۰ - مذہب صوفیہ۱۱ - مشرب ہمدانیہ۱۲ - طریق نوربخشیہ۱۳ - مرید مرشد۱۴ -

وحضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ تا انتقال دولت ابدی بکمال فارغ بالی اوقات فرخندہ ساعات در عبادات الٰہی و بر مسند رشد و ہدایت مشغول شدند تا آنکہ در سن نہ صد و دوازدہ ہجری ندائے یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً را بگوش شنید بہ ریاض القدس خراماں شدند اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ - شیخ ابو اسحاق محمد عجمی رحمۃ اللہ الباری مؤلف اربعۃ اربعین احادیث النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در شان حضرت فیض بخش در بارۂ افاضات فیض بخشیہ شرح فقہ احوط نوربخشیہ بدین منظوم تقریظ فرمودہ اند ۔

مظہر آں مبہمات نوربخش فیض بخش و فیض بخش نوربخش

Marfat.com

مسکن درد شقاق و اختلاف — نوربخش و نوربخش و نوربخش
آں ستودہ دوست رحماں با بداں — خیر بخش و فیض بخش و نوربخش

شجرۂ اولاد امام العارفین سید محمد نوربخش قدس سرہٗ

- حضرت شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ
  - شاہ قاسم فیض بخش
    - شاہ شمس الدین
      - شاہ قوام الدین
        - شاہ قاسم ثانی
          - امیر سید محمد نوربخش
          - امیر سعد الحق
        - شاہ مشہور الدین فکری
        - شاہ بہاؤ الدولہ معروف سید محمد حسین نوربخشی م ۹۹۵
      - شاہ صفی الدین محمد م ۹۶۷
    - شاہ بہاؤ الدین
  - امیر سید جعفر نوربخش
  - امیر سعد الحق اکبر ×

Marfat.com

احوال شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤالدین فرزندان شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ

۹۰۷ھ

چوں شاہ اسمعیل صفوی در سنہ نہ صد و ہفت ہجری بر تخت سلطنت ایران متمکن شدند مملکت عراق و خراسان ہم زیر نگین تو یش کردند و ولایت رے بدستور سابق جاگیرداری حضرت شاہ قاسم و فرزندان او بحال نہادند اما بہ نمیم نمام و سخنان حسود بد انجام حضرت شاہ بہاؤالدین را از دربار شاہ اسمعیل حکم گردن زنی جاری کردند۔ مشہور است روزیکہ شاہ اسمعیل صفوی حکم کشتن او کردند و خبر آں بحضرت شاہ قاسم رسید۔ حضرت شاہ قاسم لبساط نشاط و انبساط فرو چیدہ بودند کہ پسر مظلوم با جدم امام حسین مظلوم علیہ السلام ملحق می شود و دولت جاویدانی را حاصل میکند و در بشارت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ داخل شود ؎

بہ بیں حوصلۂ قدر ہمتاں بہ بیں ۔۔۔ آں بیقرار شیوۂ دل ہمتاں بہ بیں

ایں واصلان حق مدام دل بدو نہند ۔۔۔ آں ظاہر پرست شیوۂ مدعیاں بہ بیں

اما شاہ شمس الدین بزرگترین فرزند حضرت شاہ قاسم را بدربار شاہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی عزتی و وقارے بودند ولیکن دستار سیاہ پوشی شاہ شمس الدین قابل اعتراض شدہ ممنوع کردند زیرا کہ سیاہ پوشی حضرت ایشاں را متہم بدعوائے خلافت ظاہری گمان کردند کہ ؎

سلطان رخت لباس عباسی را ۔۔۔ پوشیدہ مگر سر خلافت دارد

مراد از لباس عباسی لباس سیاہ است حالانکہ سیاہ پوشی در طریقہ نوربخشیہ سنت است کہ خطیب جمعہ بحالت سیاہ دستار و چادر یا یکے از یں دو سیاہ پوشیدہ خطبہ بخوانند۔

Marfat.com

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ جہت اخذ تعلیم آداب طریقت فرزندش شاہ شمس الدین را بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سپردہ بودند و حضرت میر عراقی یا متثال حکم مرشد خود شاہ شمس الدین را در آداب راہ سلوک طریقت و باشتغال اعمال صالحہ توجہ خاص می نمودند و از برکت نصائح حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بعد چندگاہ شاہ شمس الدین را بدرجات کاملین رسیدہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ او را خطار شاد عطاء فرمودند و شاہ شمس الدین خواستند کہ جمیع مریدان کہ در خدمت پدر بزرگوار اند دست بیعت بمن دہند با وجود آنکہ حضرت میر عراقی مربی و مودب شاہ شمس الدین بودند برائے مواقفت خاطر وے دمے اول بیعت حضرت میر عراقی قدس سرہ مربی خود با و کردند و بعد مردم دیگر بیعت نمودند و چون خبر بیعت میر عراقی بدست شاہ شمس الدین را بسمع مبارک حضرت شاہ قاسم رسید بحضرت میر عراقی فرمود کہ من او را اسطراتیہا برائے مردم دیگر کہ توبہ و بیعت تداختہ باشند دادم تا مردمان بے توبہ پیش دے توبہ کنند و بیعت کنند و ترا چہ حاجت بود کہ پیش وے بیعت کردی گفت یا حضرت شاہ اگر من با وبیعت نمی کنم مردم دیگر باو سر فرو نمی آورند من پیش وے برائے ہمیں بیعت کردم تا مردمان باو مطیع شوند۔ حاصل کلام آنکہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش در حیات خود فرزندش شاہ شمس الدین قائم مقام خود و خلیفہ خویش تعین فرمودند۔

Marfat.com

احوال حضرت شاہ قوام الدین محمد خلیفہ حضرت شاہ شمس الدین نوربخش قدس سرہ

حضرت شاہ قوام الدین محمد بعد از وفات پدر بزرگوارش بر مسند خلافت زینت آرائے شدند و مریدان ایشان بسیار و بے شمار بودند عروج کردہ بخلافت ظاہری حکومت قائم کردند و قلعہ محکم بنا کردند۔ چوں علمائے نسابہ در نسبت طبقۂ نوربخشیاں قدح گویاں سخنی گفتند و لبشاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی والیے ایران کہ در سن نہ صد و سی تا نہ صد و ہشتاد و چہار ہجری حکمران بودند بعرض نمودند و او مراعاتے کہ با حضرت شاہ قوام الدین محمد نمودہ بودند برطرف کردند و با طبقۂ نوربخشیاں در مقام کلفت دہ شدہ حضرت شاہ قوام الدین را گرفتار کردند و در قلعۂ قزوین[1] کہ الخنق نام داشت مقید کردند و مدتے محبوس ماندہ دراں قلعۂ الخنق سنہ نہ صد و چہل و چہار ہجری بہ شہادت رسانیدند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

و عروج فرقۂ نوربخشیہ از ایران و خراسان و عراق ختم گردانیدند و تشدد و مصائب بر ایشاں روا داشتند و بہ ترک طریقۂ نوربخشیہ و روش ہمدانیہ مجبور کردند چنانچہ خواجۂ ہدایت مشرف در تاریخ گرفتاری شاہ قوام الدین نوربخش دریں اشعار پُر حزیں ظاہر نمودہ است۔

وی میر طرشتی و شتی صفت از قہر	میگفت کہ بیزار ازیں خاک پلیدم
خاک بیہی بود زمن گشت طرشتی	بگذاشتم و از ہمہ عالم بگذشتم
آبادیٔ آں موجب ویرانیٔ من شد	تاریخ گرفتاریٔ من گشت بدرشتم

---

[1] قزوین شہریست از ایران در عراق عجم ۱۲

Marfat.com

احوال شاه صفی الدین محمد برادر شاه قوام الدین محمد نوربخشی رحمة الله علیه

شاه صفی الدین محمد نبیره زاده شاه قاسم نوربخش خوش طبع فانی مشرب بود همیشه در زی درویشان سلوک می نمودند از طالب علمی بهره داشت و بشرف زیارت حج بیت الله و زیارت ائمه دین صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین مشرف شده براه مکه در وطن خویش مراجعت فرمودند و این رباعی و چند مطلع از وست

ه هرگز دل هیچ کس میازار صفی | تا بتوان دل بدست آر صفی
سررشته نجات است نگهدار صفی | زنهار صفی هزار زنهار صفی

و شاه صفی الدین با برادر خود در طرشت[1] که از قصبات ری[2] است مسکن ایشان ست اوقات میگذرانیدند چون شاه قوام الدین را گرفتار کرده بحالت مقید دفات شد درغم برادر مرثیه می گفت از آن جمله این دو مطلع بخاطر بود ثبت نمود

سیاه شد ته دل همچو لاله در بر من | ز داغ فرقت یار من برادر من
سرم ز خاک کف پای چون دوا تست | دگر کجا برد این سر من خاک بر سر من

وله ایضاً

دور از حریم وصل تو شرمنده مانده ایم | شرمنده بی تو چرا زنده مانده ایم
بی درد من به محنت هجران مراکشت | کز خیل اهل درد همین بنده مانده ایم

شاه صفی الدین در شهور سنه سبع و ستین و تسع مائه (۹۶۷) در مقام طرشت از عالم فانی رحلت فرمود انا لله و انا الیه راجعون

---

۱ ری. لباس ۱۲ ۲ طرشت. نامرده ۱۲

Marfat.com

حوال شاه مشهور الدین فکری نوربخشی رحمة الله علیه

شاه مشهور الدین فکری از اولاد شاه قوام الدین است اول اسیری تخلص میکرد بعد ازاں فکری تخلص نهاد در شعر و علم موسیقی مهارت تمام داشت. و عهد شاه طاهر متوفی سنه نه صد و پنجاه و شش هجری در ولایت دکن آمده زد شاه طاهر خواند و از تربیت و رعایت بسیار یافت و در شعر و شاعری مشهور د در عشق حقیقی اشعار ذیل از وست ؎

رخت گل گل شد از مے ترک گشت و باغ و بستاں کن
بگیر آئینه دار رخت تماشائے گلستاں کن

نمی گویم دلم را خون مکن جانم مکاه از غم
دل و جانم فدایت هر چه خاطر خواهدت آں کن

ازاں نرگس که بر پا ائے گل غلطیده از مستی
به بیں بر هر که هشیار است او را مست و غلطاں کن

Marfat.com

احوال شاہ بہاؤالدولہ معروف سیّد محمد حسین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد حسین نوربخشی پسر شاہ قوام الدین محمد علاوہ علوم باطنی در علم حکمت و طبابت دست تطاول داشتہ بودند و در علم طب در ایران پیشرفت نداشت و در اروپا[1] پیش میرفت شاہ بہاؤالدولہ علم طب را نخست در رے و سپس در ہرات نزد استادان ہندی بیاموخت و مدتے در ہرات قیام نمود عاقبت بہ رے بازگشت و در ہمان جا در سن نہصد و ہشتاد و پنج ۹۸۵ ہجری در گذشت اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ تنہا کتابے مسمّٰی کتاب خلاصۃ التجارب ازو باقی است کہ درحقیقت خلاصہ مجربات او بود۔

---

[1] یورپ ۱۲

Marfat.com

احوال امیر سیّد محمد نوربخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سید محمد نوربخشی پسر شاہ قاسم ثانی است کہ نبیرۂ شاہ قوام الدّین است از خوش طبعان آں سلسلہ است ودر شاعری بسیار افتادہ دیوان درعشق الٰہی تمام کرد وایں مطلع از وست ؎

سگ در پاسبانی شب ندارد آنچہ من دارم
کہ سگ را تا سحر خوابست ومن تا روز بیدارم

وایضاً

ناصح مگو کہ عشّاق در باغ نند جا نہا
چندیں ہزار رفتند ما ہم یکے از آنہا

Marfat.com

احوال امیر سید سعد الحق نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

امیر سیّد سعد الحق از سادات نوربخشی است در یزد متوطن بوده و در شعر نسیبی تخلص میکند۔ این دو مطلع در عشق حقیقی از وست ؎

زشوقت پارہ سازم جامہ تا جاں در بدن باشد
لباسے را کہ نتواں پارہ کردن آں کفن باشد

ولہ ایضاً

وقت رفتن دست چوں برطرف دامن میزند
دامنے باشد کہ او بر آتش من مے زند

Marfat.com

احوال شیخ شمس الدین محمد بن علی لاهجی از خلفائے طبقۂ اولیٰ شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شمس الدین محمد لاہجی قدس سرہ از اصفہان یکم رجب در سن ہشت صد و چہل و ہفت ہجری (۸۴۷ھ) بہ گیلان رفت دراں اوقات حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بہ گیلان بودند و در حلقۂ مریدانش داخل شدند و تا شانزدہ (۱۷) سال در خدمت ایشاں مصروف بودند و بعد از رحلت مرشد خود سید محمد نوربخش قہستانی قدس سرہ بہ شیراز آمدند و یک خانقاہ بنا کردند و را خانقاہ نوریہ نام زد کردند و دراں خانقاہ چلہ خانہ ہا برائے مریداں ساختہ در طریقۂ اربعینات و اقسام مشغول ذکر و مراقبہ اوقات بقیہ عمرش بسر کردند و سلاطین وقت زمین ہائے نفیس بر خانقاہ نوریہ وقف کردند و شیخ لاہجی و اولادش برا راضیات اوقاف متولی قرار دادند و بالآخر شیخ محمد لاہجی نوربخشی در احاطۂ خانقاہ مدفون کردند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کتاب مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز و کتاب اسرار الشہود از مؤلفات شیخ محمد لاہجی است۔

Marfat.com

احوال مولانا حسین کوکئی از خلفائے طبقۂ اولیٰ سیّد محمد نوربخش قدّس سرّہ

حضرت مولانا حسین کوکئی قدس سرہ منجملہ از خلفائے طبقۂ اولیں حضرت شاہ سید محمد نوربخش بود۔ درعلوم ظاہری از معقولات و منقولات عالم متبحر و فاضل مشتہر بودہ در فنون عربی سر برآمدہ و در اطوار مکاشفات و مشاہدات کامل مکمل و در تحقیق حقائق بحر بلاساحل بود و حضرت شاہ سید قدس سرہ بزبان مبارک خود بارہا فرمودہ کہ بعد از من ملا حسین کوکئی جامع اطوار ولایتیے ست و در زمان حیات امام العارفین حضرت شاہ سید بتدریس و تعلیم حضرت شاہ قاسم فیض بخش و سائر اولاد و فرزنداں منجانب حضرت شاہ سید ملا حسین کوکئی بعہدہ مدرس مشرف بودند و برائے مستورات و بنات آنحضرت کہ قوت فہم عربیہ نداشتند بغرض تفہیم از واجبات و فرائض و سنن نماز و طہارت وغیرہ فقہ احوط بفارسی ترجمہ نوشتند۔ و بنات و عورات خانوادۂ طاہرات و سائر نساء ارباب ارادات وغیرہ از ہماں نسخۂ فارسی درس مے خواندند و یاد میگرفتند۔ تا آنکہ حضرت مولانا حسین کوکئی روزے درباغ آمدہ بہ تربیت پاتز مشغول شدند در اثنائے آں بیلچے بدست مبارک خود گرفتند و بہر دو دست بقوت تمام بیل میزدند ناگاہ بیک زدن پردۂ دل ایشاں طرقیدہ و بے خود افتاد و جملہ مریداں و خادماں نزدیک شدند دیدند کہ آنحضرت کلمۂ شہادت بزبان می راند و نقد روح رواں بقابض الارواح تسلیم نمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Marfat.com

احوال شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی از خلفائے طبقۂ اُولیٰ حضرت شاه سید رح

شیخ محمد سمرقندی از مریدان طبقۂ اولیں حضرت شاه سید محمد نوربخش قدس سرہ و خلفائے ایشان بود و او یکے از آں دو عالم سمرقندی است که از سمرقند بجہت مباحثه با حضرت مجتہد سید محمد نوربخش علیہ الرحمۃ آمده بودند چنانچه شیخ علی ابن قاسم عجمی درباره ایشان نظمی گفته اند ؎

چوں رسید آں دائرۂ عنقاء قاف اجتہاد ۔۔۔ در لبیبہا ز بیباک خوف و دہشت در عالم فتاد
ز آتش شوق لقائش شد دل عالم کباب ۔۔۔ دشمناں بہر تمرّن دوستاں بہر ثواب
ہر مجرّب آمدے نزدش سوارہ یا رجل ۔۔۔ آں مجرّب زیں مجرّب میشدی خوار و خجل
از سمرقندش دو عالم چوں تمرّن نشست ۔۔۔ آں ولی حق به جذبہ قلب شاں بر خویش بست
آں دو کامل بجذبہ چوں دل شاں را ربود ۔۔۔ از سر شرمندگی گریاں بعذرش لب کشود
کی تو مارا پیر کامل رہبر راہ سلوک ۔۔۔ تو کنوں دریائے رحمت ما دریں دریا سمک
شد مریدش از تہ دل مسکن و ماوی بہشت ۔۔۔ بود اندر خدمت او تا که شد ماوی بہشت

و ایں شیخ محمد سمرقندی بود حالات آں عالی مقام دریافتند دست ارادت از سر اخلاص و اعتقاد بذیل امداد و ارشاد آں قطب اوتاد و غوث افراد دادند و اماکن مانوسۂ خود ترک نموده مقیم عتبۂ خدمت آنحضرت شدند و به زمرۂ اہل اخلاص داخل [illegible] در حلقۂ ارباب سلوک و ریاضت در آمده بانواع طاعات و عبادات و اصناف ریاضات و مجاہدات مشغول شدند و بعد از ادراک لذت صحبت آنحضرت انواع شکر باری بتقدیم می رسانیدند و بزبان فخر اظہار نموده می فرمودند که ؎

گرم صد ہزاراں زباں در دہاں ۔۔۔ پدید آمدے عمر نوح آنچناں
کنم شکر ایزد بہر یک ہزار ۔۔۔ نه گفته بہ ماند یکے شکر آں

Marfat.com

کہ در صحبت حضرت نوربخش   من افتادہ ام از سمرقندیان

بعد اتمام سلوک وریاضات وتحصیل مراتب ومقامات این شیخ محمد سمرقندی کامل مکمل شدند و باخذ توبہ تائبان وتربیت ارشاد سالکان مرخص ومجاز گشتند واز حضرت امام العارفین مجتہد صوفیین سید محمد نوربخش قدس سرہ ماموز شدہ بمسافرت وسیاحت عراق وشام وزیارت بیت الحرام حاصل شدہ بولایت مصر مراجعت فرمودند ودران جا متوطن گشتہ خانقاہے بنا ساخت و باجازت حضرت مجتہد قدس سرہ تا حیات خود بارشاد وتربیت انام اشتغال نمودند وبہمین اطوار ازین جہان بے قرار بدار القرار با اہل خیار قرار نمود۔

احوال مولانا برہان الدین بغدادی از خلفائے طبقہ اولے حضرت شاہ سیّد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا برہان الدین بغدادی از کمل خلفائے حضرت شاہ سید بود جامع علوم ظاہری و باطنی بود و در تحقیق منازل و مقامات از اطوار سبعیہ قلبیہ و انوار تلوینیہ غیبیہ و مکاشفات آثاری و افعالی و معاشفات اسرار اسمائی و صفاتی و مشاہدات تجلیات ذاتی کامل مکمل و واصل متواصل بود و کمال جامعیت او از ان معلوم است کہ در پیش مجتہد حضرت شاہ سید علیہ الرحمۃ پیشوائے تمانیہ و جماعات را مقتدا و امام او بودند و باجازت حضرت شاہ سیّد در بغداد سالکان راہ حق را تربیت و ارشاد مے نمودند و در سن نہ صد و یک ۹۰۱ ہجری رحلت فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

Marfat.com

احوال شیخ محمود بہ پیر حاجی محمد بحرآبادی خلفائے طبقۂ اوسط حضرت مجتہد شاہ سید قدس سرہ

حضرت شیخ محمود بحری برادر پیر حاجی محمد بحرآبادی است و ایں ہر دو برادر کامل و مکمل از خلفائے طبقۂ اوسط حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بودند منقول است کہ پیر حاجی محمد بحری در تربیت سالکان بداں مرتبہ بود کہ روزے بحضور پیر حاجی در مجمع اہل کمال سخن از تربیت سالکاں برآمد و در اثنائے سخن بعض درویشاں گفتند کہ اگر مریداں را استعداد ذاتی از روز ازل نصیب شدہ باشد تربیت پیر کامل در حق او موثر افتد والا ہر چند مرید ریاضت کشد و پیر کامل ہم تربیت درباره وے بذل دارد ہیچ سود و فائدہ نہ کند چنانچہ آہنگر در صنعت آئینہ ہر چند مشقت برد و در تصفیۂ آں محنت ورزد چوں در جوہر آئینہ و آہن آں جوہر اصلی لائق و قابل نباشد مشقت آہنگر ہمہ بے فائدہ و ضائع بود۔

دراں مجلس پیر حاجی محمد بحرآبادی سخن آں جماعت را رد کردہ فرمود کہ آہنگر کامل ہماں آہن آفاقی را بدست استادی آئینہ تواند ساخت کہ دیدہ وراں تصفیۂ عکس صور امثال مانند آئینہ پولادی باشد بعد از تصفیہ ہر دو آئینہ پولادی نمایاں بود و دراں آئینہ ہم بے تفاوت می نماید۔

و لیکن فرق بین المرآتین در دو چیز بود یکے آنکہ در ساختن آئینہ از آہن بے جوہر صنعت آں استاد را محنت و مشقت بیشتر باشد۔ دیگر آنکہ صفا و روشنی ایں آئینہ را دوام و ثبات نبود نہ باشد بلکہ باندک چیزے صفائی او مکدر شود و روشنائی او زائل گردد و بہ زودی زنگ و صدا گیرد و آں عیب در جوہر آہن است نہ در ہنر استاد۔

حاضران مجلس ازیں سخن استبعاد کلی نمودند و گفتند اگر ایں چنیں بودے تمام

Marfat.com

مردم کہ در خدمت و ملازمت مشائخ وصحبت اولیاء می رسند مشائخ و اولیاء میشوند پیر حاجی بحری فرمود کہ پیش آہنگر انواع آہنہا جمع مے شوند ہر آہنے کہ قابل وجوہر دار مے شناسد شمشیر و آلات می سازند و باقی آہن برائے اوزار و آلات دیگر مے گذارند۔

گفتند پس مردم خرابات و اوباش و اجلاف اہل جہال قابل مرشدی و پیشوائی باشند؟

پیر حاجی فرمود کہ ہر چند مے خواہید بیارید کہ من انشاء اللہ ایشاں را تربیت کنم و ارشاد نمایم بہ بینید تا خدا چہ کند۔

حاضران مجلس رفتند و از خرابات خانہا و قمار خانہا و بعض از اہل جہال و اجلاف جماعتے جمع آوردند قریب چہل کس حاضر بودند و گفتند ایں جماعت را تربیت کنید تا بہ بینیم کہ سخن شما بکجا مے رسد و چوں حضرت پیر حاجی بحری متوجہ آن جماعت شد بہ مجرد توجہ آں جناب در دل ایشاں چناں تصرف کرد کہ فی الحال بشرف قبول اسلام و ایمان مشرف شدند و بعد از قبول اسلام تلقین توبہ و بیعت ایشاں بہ تعلیم آداب سلوک و ریاضت و قواعد عزلت و مجاہدت مشغول شد۔ و تمام چہل را در خلوت خانہ اربعین نشاندند و بتربیت مشغول گشت و در امداد ارشاد ایشاں چناں اہتمام نمود کہ بیک اربعین ہر چہل کس را چہل خط ارشاد داد و فرمود کہ تمام چہل کس بمرتبۂ کمال رسیدند و ہمہ ایشاں را مرخص و مجاز با خذ بیعت ساختند۔

وایں قضیہ در حوصلۂ تنگ دلاں نمی گنجد بلکہ بعض ارباب کشف و اہل حال ہم نقیل آمدہ بحضرت قطب الزمان شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ عرض نمودند از دوسے بطریق اعتراض شکایت کردند کہ شیخ محمد بحری سند ارشاد و خطوط مرخص بہ بیعت مردمان نااہل را دادہ است حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ ایشاں را بطریق عتاب خطاب نمود کہ شما مانند عوام بے بصیرت نیستید بچشم بصائر دل خود

Marfat.com

به بینید که این خطها بحق داده باشد یا غلط۔ آنها که جمله اہل کشف و صفات باطن بودند بتوجہات باطنی تحقیق احوال آں جماعت کردند و بعد از اں بحضرت شاہ سید قدس سرہ عرض رسانیدند که احوال می دہ کس اندیشاں تحقیق کردہ شد که ایشاں بمرتبهٔ ارشاد رسیدند و بحق مرخص شدند واما از حال یکے از ایشاں ہیچ معلوم نمی شود۔

حضرت شاہ سید قدس سرہ بطریق استہزاء فرمودند که می دہ کس را تربیت سلوک کنند و بمرتبهٔ کمال رسانند و را خذ بیعت مجاز سازند و یک سالک را بغیر استحقاق چگونہ رخصت ارشاد دہد این چنین مخلتہ درحق چنیں صاحب کمال احمقی است وفرمود که ؎

گر ہزاراں سال گویم وصف او | صبح آں را مطلع و مقطع مجو
غنیمت شمر صحبت اولیاء | زانکہ در عالم بجو یابی مثنا

الا شیخ محمود بحری که به در حقیقت این صاحب کمال اگرچہ در مراتب و مقامات واطوار ولایت و کمالات از ہزاراں فرد فرید بود امایک لحظہ و یک ساعت از خدمت و صحبت حضرت قطب زمان سید محمد نوربخش دور وجدا نمی شد حتی که آب برائے طہارت وغسل آنحضرت او حاضر میکرد و سرو قتیکه آنحضرت بحجرہ حرم خود در آمد شیخ محمود آب طہارت حاضر ساختہ تا بیرون خانہ ہمراہ می رفت گویا سالہا سال در خدمت آنحضرت بدیں منوال بہرہ مند بودہ چوں پیک اجل خبر کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ بصماخ حال شیخ محمود بحری رسانید رخت حیات از منزل فانی بسر حد ممالک جاودانی کشید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

Marfat.com

احوال حضرت شاہ جلال شیرازی نوربخشی رح

حضرت شاہ جلال شیرازی قدس سرہ مرید شیخ محمد لاہجی نوربخشی شارح گلشن راز بودند و از اں جا در مکہ مکرمہ آمدہ و بعہد سلطان سکندر لودھی از مکہ مکرمہ در ہندوستان آمدند و در دہلی اقامت فرمودند و دراں جا در سنہ ۹۴۴ نہصد و چہل و چہار ہجری وفات شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

Marfat.com

احوال مولٰنا عماد الدین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عماد الدین مرید شیخ محمد الاہجی نوربخشی بود از وی بطور قاصد بخدمت سلطان محمود خلجی والیِ دکن و مالوہ در سنہ ہشت صد و ہفتاد و یک ہجری آمدہ خرقہ شیخ را بسبیل تبرک پیش سلطان نمود و سلطان محمود خلجی خرقہ شیخ را نعمت کبری دانستہ تقدم مولانا عماد الدین تلقی بخیر و احسان نمود و از غایت سرور و خوشحالی خرقہ را پوشید و دست بذل و سخا کشودہ جمیع علما و مشائخ و بزرگان آں دیار کہ در مجلس او حاضر بودند محظوظ و بہرہ مند گردانید۔

Marfat.com

احوال شیخ علی بن قاسم بلالی نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ علی بن قاسم بلالی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف کثیرہ بودند و ازاں جملہ متن فقہ احوط را بفارسی نظم تالیف کردند و فقہ منظومہ نام نہ کردند و در شاعری نیک مہارت بودند و در مدح شاہ سید محمد نوربخش در دیباچۂ آں فقہ منظومہ اشعار گوہر شعار گفتہ است ازاں جملہ منظوم ذیل است ؎

سید محمد نام پیر ما و کنیت نوربخش — در قلوب سالکاں از نور و عرفاں نوربخش
قدوۂ ابرار عالم پیشوائے اولیاءؑ — زبدۂ اخیار آدم مقتدائے اصفیاءؑ
بر سر تخت شریعت بادشاہ تاجدار — سقف گردون طریقت را سراج دہ چہار
گنبد دریائے حقیقت نور فانوس یقیں — مہر چرخ معرفت زینت دہ گلزار دیں
قطب اکرم رہنمائے فرقۂ افراد ادست — غوث اعظم فخر گاہ زمرۂ اوتاد اوست

حضرت خواجہ علی قدس سرہ از فریب حاسداں و معانداں در میوۂ شیریں زہر مملول کردہ بخورانیدند و بہ بستر جا و دانی بخسپانیدند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

Marfat.com

احوال حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن خلیفہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس اللہ اسرارہم

شجرۂ نسب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی این است۔ میر شمس الدین محمد ابن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدر الدین بن شیخ صفی الدین اردبیلی۔

اردبیل موضعے ست در آذربائیجان ملک ایران خاندان صفوی منسوب اند بشیخ صفی الدین اردبیلی و شیخ صدر الدین ہمعصر وہم عقیدہ امیر تیمور بودند۔ چنانچہ در جنگ انگورہ ہر چند از افواج ترک اسیر بودند بسفارش شیخ صدر الدین در سنہ ہشت صد و چہار ہجری امیر تیمور ایشاں را آزاد کردند لصلۂ این احسان تمام آزاد شدہ سپاہان ترک و اولاد ایشاں در حلقۂ مریدان شیخ صدر الدین داخل شدند و در عہد تیمور شاہ ابن قرا یوسف ترکمان والئے آذربائیجان از شوکت تیمور فرار شدہ باطراف مصر وغیرہ پناہ گزیں بودند و چوں او را خبر وفات تیمور رسید بالفور بر مملکت خویش دوبارہ قابض شدند و بہ شیخ جنید و برادرش شیخ محمد نبیرہ زادگان شیخ صدر الدین بدظن شدہ ایشاں و جملہ مریدان ایشاں را از اردبیل جلاوطن کردند و ایشاں باطراف کردستان کہ شمالی حصہ عراق است روانہ شدند و حاکم آں جا کہ حسن طویل آق قونیلو بود ایشاں را بخندہ روئی پیش آمدہ با عزت و تکریم جائے رہائش دادند و بعد از چند روز شیخ جنید کہ جد شاہ اسمٰعیل صفوی است با حاکم آں جا رشتہ قائم کردہ با مریدانش در فن سپاہ گری تربیت دادند و با مشاورت حسن طویل والیے عراق بر شہر اردبیل لشکر کشی کردند و ہمت ایشاں بمصروفیت جنگ و جدال مشغول گشتند۔

و حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہ در طلب علوم ظاہری فائق شدہ در طلب علوم باطنی و جستجوئے مرشد کامل شوقش گریبان گیر شدند و دراں ایام احوال

Marfat.com

ارشاد حضرت امام العارفین شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ شہرہ آفاق بود پس درجستجوئے خلفائے آنحضرت شدند تا احوال و مراتب ایشاں و طریقہ و عقائد حضرت شاہ سید دریافت نمائند اگر طریقہ ایشاں موجب طمانیت قلب باشد دامن اطاعت ایشاں باستوار بگیرند دست بیعت دراز کنند بدیں جہت اوّل بخدمت شیخ محمود بحری کہ مرید مخلص حضرت شاہ سید بود درآمدو ایں شیخ محمود بحری از سائر مریداں و مقرباں بر احوال و اطوار و وظائف و اوراد و اذکار و سائر حالات و اسرار حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کما حقہ واقف و خبردار بود حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہ اوّلاً خدمت دست بیعت آں اختیار کردند تا بر احوال و اطوار و سائر آداب حضرت شاہ سید مطلع و خبردار شود قریب دو سال در خدمت وی می بود و در مدّت دو سال از صحبت آں صاحب کمال بر کیفیت آداب و احوال حضرت شاہ سید چناں مطلع و خبردار گشت کہ گویا سالہا سال در صحبت و خدمت حضرت شاہ سید می بود و بعد از دو سال چوں حضرت شیخ محمود بحری ازیں دار فانی رحلت فرمودند۔

پس حضرت شیخ محمد عراقی بخدمت مولانا حسین کوکبی توجہ نمودند و او از جملہ خلفائے عظام حضرت شاہ سید بود در علوم ظاہری و باطنی کامل مکمل بود و در مکان مبارک حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ بتدریس و تعلیم حضرت شاہ قاسم و سائر اولاد بعہدۂ مدرس مشرف بود و برائے عورات و بنات آنحضرت و جملہ مریدان کہ قوت فہم عربیہ نداشتند حضرت مولانا حسین کوکبی فقہ احوط را بفارسی ترجمہ نوشتند و ہماں کتاب فقہ فارسی را می خواندند حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ چوں از عراق بہ کشمیر بار دوم متوجہ شدند آں نسخۂ فارسی را از حضرت شاہ قاسم فیض بخش استدعا نمودہ ہمراہ آوردہ بودند و برائے تعلیم و تفہیم عورات و بنات و اطفال و صغار خود و ارباب ارادت ہمراہ داشتند و ہماں نسخۂ فارسی تحقیق مسائل کردہ طہارت و صلوات و صیام و سائر عبادات بجا می آوردند و بموافق

Marfat.com

آں نسخہ ادا می کردند واز زبان مبارک حضرت میر شمس الدین محمد عراقی منقول[ل] است کہ چوں در مسئلۂ مسح عبارت حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ در فقۂ احوط محتمل معنیین بود کہ مسح بر پائے مکشوفہ و مسح بر موزہ پس ابن مولانا حسین کوکئی دراں ترجمہ مسح بر موزہ تصریح نمودہ بود بدیں جہت جملہ افاضل واکابر نور بخشیہ بر موزہ مسح می کشیدند و تمسک بداں نسخہ می نمودند کہ اگر صاحب ایں ترجمہ در صحبت حضرت مجتہد قدس سرہ از احوال و افعال ایشاں تحقیق نمے کرد از ظاہر عبارت مسح بر پائے مکشوفہ مقرر داشت پس اولے آنکہ عبارت فقۂ احوط را براں معنی حمل کند کہ موافق صاحب ترجمہ باشد۔

و نیز از عبارت فقہ کہ وَاَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَفِي الْخُفَّيْنِ فَيَكْفِي وَلَا حَاجَةَ اِلٰى غَسْلِهِمَا۔ یعنی اما مسح بر ہر دو پائے در موزہ کنند پس حاجت شستن آں ہر دو نیستند۔ مخالف آں نباشد تا اجتماع ضدین در یک حکم نشوند۔ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سہ سال پیش مولانا حسین کوکئی ریاضت میکشیدند و مولانا ممدوح در تربیت و ارشاد حضرت میر مساعی جمیلہ ابزانی فرمودند چوں حضرت مولانا حسین کوکئی از مضیق دنیا بخلوت خانۂ عقبیٰ انتقال نمودند بطلب مرشد دیگر متوجہ شدند۔

پس حضرت میر عراقی قدس سرہ بصحبت شیخ محمود سفلی رسید و ایں شیخ محمود مرید حضرت پیر حاجی محمد بحر آبادی بود از جملۂ آں چہل کس کہ در یک اربعین بہ چہل را خطار ارشاد دادہ بودند حضرت میر عراقی قدس سرہ بخدمت وے رسیدہ بہ دائرہ بیعت در آمدہ قریب دو سال در صحبت شیخ محمود سفلی قدس سرہ ریاضتہا می کشید و شیخ محمود بہ تربیت حضرت میر توجہ مبذول می داشت ساتا

[ل] وایں روایت در تحفۃ الاحباب ہم کہ سوانح عمری حضرت میر شمس الدین عراقی است از اں حضرت قدس سرہ منقول است در صفحہ ۶۴ ۱۲

جام عمرش لبریز شده به حق پیوست۔

بعد ازاں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بصحبت مولانا برہان الدین بغدادی قدس سرہ رفتند و ایں مولانا از جملہ کمل خلفائے حضرت شاہ سید بود و در خدمت وے قریب شش سال ملازم وے بود پس حضرت مولانا برہان الدین نصیحت فرمود کہ شیخ محمد سالک را باید کہ ہمت ازدیاد مراتب و درجات ترقی منازل ہمت خود بلند داشتہ مجد و مساعی باشد و ہر یافتہ بسندہ و قناعت نہ کند خدمت و ملازمت شیخ محمد لاہجی قدس سرہ غنیمت داند کہ ممکن است مقصود شما از ایشان حاصل شود و تشنگی تو بتربیت آں حضرت سیراب گردد۔

پس حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ باجازت مرشد خود بشیخ المرشدین حضرت شیخ محمد بن علی لاہجی قدس سرہ متوجہ گشت و دراں اوقات حضرت شیخ محمد لاہجی در محروسہ شیراز در خانقاہ منزل اسرار الٰہی بود و ایں شیخ محمد لاہجی قدس سرہ از جملہ اکابر خلفائے حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ بود و حضرت میر عراقی از صحبت شیخ محمد لاہجی چناں سعی نمود کہ در اطوار سبعہ قلبیہ و انوار متنوعہ غیبیہ چوں نفسی و قلبی و روحی و سری و خفی و غیب الغیوب سیر و سلوک میفرمود تا مدت شش سال در خدمت او ریاضت کشید و ازاں قریب چہار سال خدمتہا میکرد تا در سال ہفتم حضرت شیخ محمد لاہجی قدس سرہ بصحبت و ملاقات حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ می آمدند و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را با خود ہمراہ آوردند و قریب یک ماہ در ملازمت حضرت شاہ قاسم بودند۔ چوں حضرت شاہ قاسم خدمت و آداب حضرت میر محمد عراقی را دیدند از شیخ محمد لاہجی التماس نمودہ کہ شیخ محمد عراقی را جہت خدمت و ملازمت من بگذار و ادا التماس حضرت شاہ قاسم را بسر و چشم قبول نمودہ بخدمت حضرت شاہ رخصت دادہ سپردند و خود عزیمت بولایت شیراز متوجہ گشتند۔

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بشرف خدمت و ملازمت حضرت شاہ

Marfat.com

قاسم مشرف وسرافراز گشت وپیشتر ازیں واقعۂ دیدہ بودند پیش حضرت شاہ قاسم عرض نمودند۔

کہ نوبتے در واقعہ دیدم کہ من براہے می رفتم بعد ازاں راہ دیدم کہ جویہائے بسیار و رود خانہائے بیشمار بود و آبہائے رواں بے نہایت و من از آب ہر جو وضو میکردم و بہر رود خانہائے کہ می رسیدم غسلے و طہارتے می ساختم فاما اطمینان خاطر حاصل نمی گشت و دلم ہیچ طہارتے قرار نمی یافت تا بموضعے رسیدم و آں جا دریائے عظیم بود ہر گشت من فی الحال بکنار آں دریا رفتم و جامہائے خود کشیدہ دراں دریا رفتم و غسلے برآوردم و بسیار سیاحت و شنا دراں دریا کردم و ازاں غسل و طہارات قرار گرفتم۔

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ در تعبیر آں واقعہ فرمود کہ تا ایں مدت آنچہ در سلوک راہ طریقت بچندیں ریاضت متعددہ و مرشدان متکثرہ حاصل میکردی آں ہمہ موجب اطمینان تو نہ شد۔ حالا انشاء اللہ آنچہ در خدمت و صحبت ایں درویش حاصل میکنی و بہ کد ریاضات و مجاہدات کسب می نمائی اطمینان خاطر تو موجب قرار دل تو خواہد بود انشاء اللہ بہ نہایت مقصود و کمال مطلوب خواہی رسید می باید کہ ہمت بلند داری و ہیچ وسوسہ و دغدغہ را بخاطر خود راہ ندہی و بمیل خاطر و ارادت دل را پیوستہ بایں درویش مرتبط داری و اوامر و نواہی ایں فقیر را ہمیشہ منقاد و ممتثل باشی و در ادائے خدمت تقصیر نہ ورزی و در وظائف و اوراد و اوقات و سائر ریاضات مداومت نمودہ صادق دم و ثابت قدم باشی۔

چوں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی از زبان مبارک حضرت شاہ قاسم تعبیر ایں واقعہ و جملہ مواعظ و نصائح را استماع نمود نیت بطلب مقصود اصلی جزم نمودہ احرام طواف کعبۂ حقیقی در میان جاں بربست و پیوستہ مترقب خدمات

Marfat.com

وامر و احکام می بود بحیثیتیکه اگر حضرت شاه بکسی دیگر از خدام درگاه کاری و خدمتی می فرمود حضرت میر از غایت غبط و نهایت غیرت محزون مے بود کا شکے این خدمت هم به من مے فرمودے و با این خدمات در اثنائے لیالی خلوات چندان انواع عبادات و ریاضات بجا می آورد که از طاقت انسان بلکه بیرون از حد امکان باشد چنان انواع ریاضات و عزلت ادا نمود که هیچ سالکے پیش مرشدے بدان کیفیت بجا نیاورده باشد و هر وقت که حضرت شاه آں حسن آداب و تجلی خدا میدید بغایت خوشحال می شد در مجلسیکه مشقت خدمت اورا معلوم می شد ادعیهٔ فاتحه داتنیهٔ راحجه درباره حضرت میر مبذول میداشت و بیمن محبت حضرت شاه و تربیت آنحضرت بر مدارج اولیائے عظام عروج می نمودند بدین جهت حضرت شاه قاسم قدس الله اسرارهم حضرت میر محمد عراقی را بخطاب مستطاب شمس الدین محمد ملقب فرمودند و ازاں بعد حضرت شاه بجمله مریداں را حکم نمودند که من بعد الیوم حضرت میر محمد را شمس الدین محمد خوانده باشید۔

و چوں حضرت شاه بچشم تحقیق دیدند کہ ایں صاحب دولت ازلی بود لاجرم حضرت شاه اجازت بیعت و قبول توبه بآں حضرت میر مبذول داشتند و بخطاب ارشاد عنایت فرموده آنحضرت میر را مرخص ساختند و فرزند قرة العین خود شاه شمس الدین که بزرگترین فرزند حضرت شاه قاسم بود جهت اخذ تعلیم آداب طریقت بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی سپردند و حضرت میر قدس سره بعد از تحصیل اجازت اخذ بیعت در خدمت حضرت شاه قاسم ثابت قدم و صادق دم بودے

دلا در صحبت اہل صفا باش | بصحبت یافتی اہل وفا باش
که قطره تا صدف را در نیابد | نگردد گوہر و روشن نتابد

حضرت شاه قاسم قدس الله اسراره مادام که در منزل مبارک خود مقیم بودند حضرت میر شمس الدین محمد عراقی را بجوانب و اطراف که مریداں حضرت سید محمد نور بخش علیه الرحمه مقیم بود جهت اخذ اموال زکاة و جمیع وجوه نذره صدقات می فرستادند

Marfat.com

ودر خطوط و رقعات کہ برائے اہالی و موالی اکناف می فرستادند حضرت شاہ دراں رقعات می نوشتند کہ

وظیفۂ مخلصاں و ارباب دلاں و سائرہ اہل ارادت آنکہ ہر کہ دغدغۂ اخذ توبہ و انابت داشتہ باشد یا تجدید بیعت نماید باید کہ پیش جناب مظہر تجلیات الٰہی منبع فیوض نامتناہی زبدۃ المجاہدین قدوۃ المرشدین شمس الملۃ والدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ توبۂ انابت کنید و دست او دست ایں فقیر دانید و بیعت او بیعت ایں فقیر تصور کنید۔

وحضرت میر عراقی قدس سرہ ہر وقت در سفر و حضر منتظر فرامین حضرت شاہ می بودند بدیں جہت حضرت میر محمد عراقی را بالتماس سلطان حسین مرزا بادشاہ خراسان حضرت شاہ قاسم قدس سرہ جہت طلب ادویہ و عقاقیر بجانب ولایت کشمیر فرستادند و حضرت مسبب الاسباب در تشریف قدوم حضرت میر عراقی بولایت کشمیر دو سبب ساختہ یکے ظاہری دوم باطنی اما آنچہ سبب ظاہری ازاں التماس حسین مرزا والئ خراساں است و اما سبب باطنی آں است کہ خداوند خالق بریات باقتضائے مظہر شیونات اسماء و صفات جماعتی از اہل ملک کشمیر از عنایات ازلی بہ تخصیص بابا علی بجاری[1] را کہ سر دفتر طالبان خدا بود بہ مشیت بے علت سبحانی بہ تشریف خلعت یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ معزز ساختہ بود و در بارگاہ عنایت بالطاف قرب بنواختہ لاجرم حضرت بابا علی با بعض آں جماعت در طلب پیر کامل برائے ارشاد راہ آں درگاہ از مواطن خویش بر آمدہ محنت سفر اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ السَّقَرِ اختیار نمودند فاما چوں حضرت رازق العباد آب و خورِ ایشاں دراں بلاد مقرر ساختہ بود لاجرم توفیق مسافرت نایافتہ از راہ برگشتہ آمدند و بمنازل خود مراجعت نمودہ گردد

---

[1] بجاری۔ بجائے حملہ مشدہ ۱۲

Marfat.com

بدامن قرار کشیدند و دیدہ امید بہ بشارت آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کشادہ وچشم انتظار بر شاہراہ اَلْاُمُوْرُ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقَاتِهَا نہادہ مترصد اوقات خود می گذارید وچوں داعیۂ در طلب از سر اخلاص آں بزرگان منبعث بودہ بمقتضائے مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَ وَلَجَ ہماں التماس حسین مرزا پادشاہ خراساں را وسیلۂ ظاہری بہجت تشریف حضرت میر شمس الدین محمد عراقی باین ولایت حدود ساختہ آنحضرت میر قدس سرہ دریں ملک رسیدند و رہنمائی طالبان درگاہ الٰہی شدند۔

چوں حضرت میر عراقی قدس سرہ برخصت واجازت حضرت شاہ قاسم قدس سرہ از ملک خراساں متوجہ گشت از راہ قندھار بولایت کشمیر شدند چون از ملک ہند بشہر ملتان رسیدند و دراں شہر قریبا یک ماہ توقف افتاد و دراں شہر سیدے بود کہ از ولایت عراق آمدہ مقیم بود و اولاد و اطفال بسیار داشت وآں سید دختر بود در ستر عفت پرورش دادہ۔ روزے آں سید بدست کسے پیش حضرت میر محمد پیغام فرستاد کہ سر پوشیدہ دارم اگر آنحضرت را دغدغۂ تزویج داشتہ باشند دختر خود را بعقد نکاح بدہیم حضرت میر تزویج دختر آں سید رضا دادند وآں سیدۂ عفیفہ را در نکاح خود در آوردند و دراں وقت حضرت میر شمس الدین محمد عراقی در سنہ پنجاہ و پنج سال بود و دریں اثناء و عرصہ پا در قید ازدواج نہ نہادہ بودند و ایں قدر عمر ہمہ در خدمات ارباب کمال صرف می کردند و نام آں مخدرہ بہ بیجہ آغا مسماۃ بود ہمراہ گرفتہ بدیں ولایت کشمیر متوجہ شدند و براہ ہیری پور بتاریخ ہشت صد و ہشتاد و ہشت ہجری بہ کشمیر رسیدند و دربار پادشاہ زماں سلطان حسن شاہ در آمدند و خطوط پادشاہ خراساں و سوغات و ہدیات و تحفہ ہا پیش بردہ بدو تسلیم نمودند پس سلطان حسین شاہ بعد از پرسش کوفت راہ و استفسار از کیفیت احوال و سلامتی سلطان حسین مرزا نمودند و حضرت میر ہم سلام و پیام کہ برائے سلطان حسین مرزا داشت تقریر نمودہ بمعرض ابلاغ رسانیدند۔

Marfat.com

پس بعد از یک دو ماه که وقت شکار بازها و هنگام صید مرغبیها رسید سلطان حسن شاه با امرائے خود فرمودند که حالا وقت صید است که می خواهیم این ایلچی را بدیدن شکار مرغبیها ببریم و گشت کولاب اولر و تماشائے لنگ و سیر کشتیها او را بنمائیم پس به تدبیر امراء تاریخ تعین نمودند که از جمله اکابر شهر حاجی شمس و حاجی حسن همراه حضرت میر عراقی باشند تا در حرف و حکایات با آنحضرت هم زبان باشند و این حاجی شمس و حاجی حسن از اہالیان این ولایت بودند و از فضل و دانش بهره ور و لبشرف زیارت حرمین مشرف شده بودند و دران وقت تولیت خانقاه حضرت امیر کبیر همدانی در عهدهٔ حاجی شمس بود و هر دو حاجی را جهت همزبانی حضرت همراه بردند پس بعد از واپسی شکارگاه سلطان حسن شاه و سائر اکابر و امراء از هر دو حاجی استفسار نمودند و احوال حضرت میر عراقی نمودند و هر دو حاجی ایشان را متحقق ساختند که این مرد عزیز که مردمان ایلچی تصور میکردند از جملهٔ اولیاء کرام ست و بعد ازاں ایشان از حضرت میر استفسار نمودند که نسبت فقر و سند سلوک ملازمان به کدام سلسلهٔ عالیه منتسب بوده باشد آنحضرت نسبت طریقهٔ خود اظهار نموده فرمود که نسبت فقر و سلوک این فقیر بسلسلهٔ عالیهٔ نوربخشیه است و دست اعتصام بیعت و انابت این فقیر بقطب ایام حضرت شاه قاسم فیض بخش مستحکم است و دو سال است که آنحضرت شاه از عراق آمده در دار الملک هرات مقیم اند و آنحضرت مرا بنا بر التماس سلطان حسین مرزا باین ولایت فرستادند و بحکم آنحضرت بدین ولایت متوجه شده ام و الا مرا هیچ قیدے و تعلقے بملازمت سلطان حسین مرزا نیست۔

و چون حقیقت احوال آنحضرت نزد خلائق ظاهر گشت اکثر مردم آں شهر همیشه پیش آنحضرت می آمدند و بصحبت شریفش مشرف شدند و روز بروز احوال و صفات حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ظاهر گشت و رجوع مردم بآں حضرت بیشتر می شد
بتار لاجرم حضرت بابا علی نجار هم این اخبار استماع نمودند و ایشان طالب این معنے

Marfat.com

بودند جمعی از مصاحبان خود همراه گرفته پیش آنحضرت آمدند و از جمله مصاحبان حضرت بابا علی ملا احمد امام و صوفی جمال و ملا سیف و ملا اسمٰعیل کوہی و از علمائے این ولایت مولانا جمال الدین خلیل اللہ و قاضی محمد قدسی وغیرہم بسیار مردم از طلبہ و خواجگان این شہر می آمدند و بآں حضرت صحبتہائے داشتند و استفاضہ حاصل مے کردند۔ و بعد از سہ چہار ماہ سلطان حسن شاہ بیمار گشت و وفات شد پس از وفات او پسر او محمد شاہ دراں وقت دو سہ سالہ عمر بود بر تخت نشاندند لاجرم درمیان امراء و حکام مخاصمت روئے نمودند و ہماں فتنہ سبب توقف حضرت میر عراقی قدس سرہ گشت و آنحضرت قریب یک سال در خانقاہ ملک احمد رتیو در محلہ دیدہ مر مقیم بودند بعد از وفات سلطان حسن شاہ مجاوران آں خانقاہ گاہ بگاہ مخاصمت می کردند بدیں جہت از انجا تحویل نمودہ در مزار کلاں سلاطین کہ برلب دریا بود نزول فرمودند و قریب یک سال دراں جا اقامت فرمودند و در ہماں منزل حضرت بی بی آغا کہ بزرگ ترین فرزنداں بود تولد فرمود و در ہماں منزل با شیخ شہاب الدین ہندی گفتگوہا واقع شدند و سہ نوبت مباحثہ واقع شدند۔

قضیۂ اول بعد از وفات سلطان حسن شاہ آنچہ درمیان امراء و حکام این ولایت و سادات بیہقی سبزواری جنگ و جدال واقع شدہ بود دربارۂ مصالحت ایشاں مباحثہ شدہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی غالب شد۔

تفصیل آں قضیہ این است کہ بعد از وفات سلطان حسن شاہ زمام حکومت بدست سید حسن بیہقی رسید کہ جد شاں از سبزوار آمدہ بود پس امرائے آں ولایت قبول نیفتاد و درمیان ایشاں جنگ شدہ سید حسن بیہقی کشتہ شد و پسر او را کہ سید محمد بیہقی بود خبر قتل پدر بزرگوار رسید او با لشکر سہ صد چہار صد سوار مسلح آمدہ با ایشاں جنگ کردہ شکست نمودہ و از کینۂ قتل پدر بزرگوار خویش

Marfat.com

بسیار مردم بقتل رسانیدند۔

آخرالامر علماء و فضلا اتفاق نمودند که درمیان ایشان صلح باید نمود پس همه اکابر جمع شدند و شیخ شهاب هندی و میر شمس الدین محمد عراقی به پهلوئے همدیگر نشسته بودند و حضرت میر عراقی فرمود که سید محمد یحیی را باید که خون پدر بزرگ وار بخدا حواله کند و حالا صبر فرماید چنانکه فرزند رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم کشته شد آن خون هم به حواله خدا ست پس تراهم در یوم المآب خدا داد میدهد۔ و به همان گفته حضرت میر عراقی قدس سره درمیان ایشان مصالحت شد پس شیخ شهاب الدین هندی را آتش حسد برافروخته شد و رگ تعصب در حرکت آمده در فکر آن افتاد که میر عراقی را ایذا رساند پس قریب این حال دو فرزند شیخ شهاب باہم دیگر اتفاق افتاد و میا منجل نامی فرزند شکَ بزرگ برداشته بر سر میانه نام فرزند انداخت پس سر و گردنش شکست و بمرد وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝

قضیه دوم آن که در وقتے که ملک سیف دار در خانقاه حضرت همدانیه با علماء و فضلاء و ارباب دیار اجلاس فرموده دعوتے عظیم ساختند و دران مجلس در تفسیر آیت كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا بحثے واقع شده فیصله بر تفسیر کشاف نهاده بودند چون تفسیر کشاف آورده مطالعه نمودند پس دران تفسیر مطابق قول حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سره ظاهر بود لاجرم آنحضرت غالب گشت۔

تفصیل آن مباحثه این است که روزے ملک سیف دار مطابق رسم ولایت کشمیر برائے هریکے از علماء و فضلاء خوانهائے شیرین ساخته هریکے را علیحده می آوردند و شیخ شهاب در پهلوئے حضرت میر عراقی نشسته بود و از حرص طبقهائے بالطعام درست را در دستار خوان بر بستند و به ملازمین سپردند تا بخانه برند و حضرت میر عراقی آن قدر که میل داشت تناول نموده باقیها را به ملازمان و خادمان خانقاه عطا نمودند شیخ گفت که شما چرا بخانه چیزے نفرستادید حضرت میر فرمود که در خانه ما

طعامہائے وافی است ۔ مردم بے طعام خوانہا در خانہ می فرستند تا اہل وعیال خود بخورانند۔ شیخ عتاب نمودہ گفت کہ این علماء بسبب کمی طعام نہ می برند بلکہ جہت فرمان خداوندی کہ کلوا وتمتعوا یعنی چیزے بخورید وچیزے بخانہ خود برید ومقصود تمتع بخانہ بردن ست حضرت میر فرمودند کہ خدا تعالےٰ چہ ستم داشت کہ در قرآن مجید برائے خاطر زنان شما می فرمود کہ طعامہائے بخانہ خود برید تا زنان شما بخورند۔ شیخ گفت این آیت در قرآن ثابت است شما بچہ نوع آیت را منکر شوید حضرت میر فرمودند کہ شاید مقصود این آیت معنیٔ دیگر داشتہ باشد شیخ گفت کہ شما علمی نہ خواندید و ہیچ کتابے نہ دیدید ما آنچہ میگوئیم از کتابہا و تفاسیر می گوئیم و شما از چہ و کجا می گوئید و جملہ ملایان ہم مددگار و ہم زبان شیخ شدند و شور و غوغا نمودند کہ کسے ہیچ علمی نہ داشتہ باشد با علامہ مباحثہ نماید۔ حضرت میر فرمود کہ ہر چند من چیزے نہ خواندہ ام و تفسیرے نہ دیدہ باشم اما بتحقیق میدانم کہ این آیت را معنی دیگر باشد حضرت میر سخنان ایشان قبول نہ می داشت۔

ملک ریگدار برادر ملک سیف دار بود و را اندکے از علوم خبر بود و ہم رعایت ملایان کرد و دران مجمع گفت کہ شما این غوغا چرا می کنید یک دو کس بروید و تفسیر کشاف بیارید تا ببینیم کہ صاحب کشاف چہ می نویسد۔ پس یک دو ملا رفتہ تفسیر کشاف آوردند تا کہ بر حضرت میر الزام تراشی کنند و بدنام کنند۔ و مخالفان نہ دانستند کہ حضرت میر آنچہ می گوید از تفسیر کشاف می گوید چون تفسیر کشاف حاضر آوردند و این آیت ازان کتاب کشیدند تفسیر آیت بدین نوع برآمد کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ ہ واین تتمہ آیت نص صریح بود بر آنکہ بر توبیخ اہل عذاب مشتمل است و بر خطاب بہ عتاب وارد است در شان اہل جہنم پس ہمہ را معلوم شد کہ حق تعالےٰ این آیت کریمہ در شان عاصیان فرستادہ کہ فردا روز قیامت بر سر ایشان ندا کنند کہ اے اہل جہنم کُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا اِنَّکُمْ مُّجْرِمُوْنَ ہ ولفظ قلیلاً تعریض مشرکان و مجرمان است یعنی اندکے بخورید و تمتع بگیرید اے

Marfat.com

مجرماں لعوض جز آنچہ در دنیا خورید و تمتع گرفتید از اطعمہ محرمات و اغذیہ شبہات
پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بحاضران مجلس متوجہ فرمودند
کہ دیدہ ہائے انصاف بکشائید بہ بینید آیتے کہ حق تعالےٰ جہت توبیخ و تہدید
اہل دوزخ فرستادہ باشد و این مرد در شان خود و امثال خود صادق مے آرد پس
ازیں صحبت پیش جملہ کبار و صغار شیخ و کسان او در خجالت سرنگوں افتادند و
دوستاں حضرت میر شگفتہ و خنداں شدند و ازیں صحبت ملک سیف دار و ملک
ریگ دار مخلص آنحضرت شدند۔

وکیفیت مجادلہ نوبت سیوم آں بود کہ چوں نوبت حکومت کشمیر بار دوم
بہ ملک سیف دار رسید روزے دعوتے بزرگ در خانقاہ ہمدانیہ
ترتیب دادند و جملہ علماء و فضلاء واہ را طلب نمودند و حضرت میر عراقی و شیخ
ہندی ہم دراں جمع حاضر بودند و بعدازانکہ فراغ طعام مباحثہ نمودند۔

وقاعدۂ حضرت میر محمد عراقی چناں بود کہ ہر حکایتے کہ می گفتند جملۂ آں از
حضرت شاہ قاسم می فرمودند کہ از حضرت شاہ چنیں شنیدم و چنیں دیدم پس
دریں صحبت ہم چند مرتبہ حضرت شاہ حضرت شاہ واقع گشت شیخ شہاب
گفت تاچند حضرت شاہ حضرت شاہ گوئی و تا کسازوے می لافی مگر من او
را نہ می دانم و او مرد کیمیا گرے بود کہ عمر خود بصرف امور بے حاصلے کردہ و
اوقات خود در پئے خاک و خاکسترے ضائع ساختہ است۔

حضرت میر ازیں سخن گستاخی او از صبر و ضبط بے طاقت شدہ پشت دست
خود یک سیلے ضربے از سر غیرت بر دہن او زد۔ زود دو دنداں آں شیخ شکستہ
درہماں جا منکوس و سرنگوں افتاد و میر درویش صوفی از دور آمدہ پنج شش لگدے
سخت بر پشت و پہلوئے آں شیخ زد و تمام مردم از مجلس برخاست شدند
بعدازاں ملایان متعصب جمع شدند و پیش ملک سیف دار درآمدہ عرض
نمودند کہ اگر میر شمس الدین عراقی دریں ولایت بود ما یاں دریں شہر نہ می توانیم

Marfat.com

بودن ملک سیف دار گفت که شما برائے اوانچنیں کارہائے ناسزا دار کردید که او ایلچی سلطان خراسان است ما او را ہیچ نمے توانیم گفت پس ایشان با نامرادی و خسران و خذلان باز گشتند۔

وبعد ازاں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سره ازانجا منتقل شده به خانقاه شیخ سلطان کشمیری در دامنِ کوه سلیمان لنگر اقامت انداخت و مدت شش سال در ہماں خانقاه شریف متوطن ہمی بود و در ہماں منزل شریف دختر دوم که ثانیه بی بی مسماة بود تولد فرمود و آں خانقاه معموره حضرت شیخ سلطان و شیخ بہاؤ الدین کشمیری بود و ازیں جہت حضرت شاه محمد نوربخش قدس سره در کتاب سلسلة الذہب ملقب مشجر الاولیاء ہر دو را کشمیری نوشته که از جمله مریدانِ حضرت خواجه اسحاق بودند و ازاں حضرت خواجه مرخص شده بودند و حضرت شاه سید تعریف حضرت شیخ بہاؤ الدین بدیں اشعار یاد فرموده اند ؎

بہاء دیں به کشمیر مرخدا است	خداوند اطوار و کشف و صفا است
گر اطوار دل را نه دانی تو نام	بگویم به ترتیب بشنو تمام
لسانی و قلبی و نفسی شمر	چو سری و روحی خفی اے پسر
بغیب الغیوب است پایان آں	فنائے حقیقی است ازوے نشاں

پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس الله اسراره در موسم زمستان در خانقاه شیخ سلطان مراسم اربعین با ہمه مریدان مخلصان خود ادا نمودند و جمله قوانین و قواعد اربعین به ایشان آموختند از آداب و اذکار حتی که مقدار خواب و آداب اکل و شرب و جمله قواعد ذکر و آداب اربعین از خلوت و عزلت و اعتکاف و غیرہا که دریں ولایت از برکت قدوم آں حضرت اہل ایں سلسله موروث مانده اند۔

و حضرت میر قدس سره نخست ایشاں را جہت دفع امراض او صاف نفسانیه

Marfat.com

ومواد اسقام اخلاق ذمیمہ ومفسدۂ شیطانیہ از حرص وحسد وبخل وریا وغضب وحقد وغیرہا کہ از لوازم صفات سبعی است وقوائے بہیمی وامراض قلبی واسقام روحی اند۔ بادویہ انواع عبادات واشربۂ ریاضات مداوا می نمود واز آلام علل بیگانگی دلہائے دردناک آں مشتاقاں را خلاص دادہ بصحت معرفت رسانیدند وقلوب محجوب ایشاں را از رجاس اخلاق ذمیمہ مصفیٰ ساختہ بہ حلل جود وسخا مزین گردانیدند

جانا زمئے عشق یکے قطرہ بدل دہ　　تا در دو جہاں یک بیمار نہ ماند

از کارخانۂ حکمت الٰہی قدرتہائے غریب ظہور می رسند کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ دریں ولایت بطلب ادویہ وعقاقیر تشریف فرمود بود بعنایت سابقۂ ازلی طبیب قلوب بیماراں وعلمائے غفلت را حکیم شافی ظہور نمودند واز زبان حال خستگاں رنجور بگذشتی احوال آں صاحب کمال مضمون ایں مقال می رسید

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما　　اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت وناموس ما　　اے تو افلاطون وجالینوس ما
با ہمہ اعماد تو بیماری شدہ زاد　　دست ما گیری خلاصی دہ بچاہ

وبعد ازیں اربعین حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ عازم بخراسان گشتہ وبہ صحبت حضرت شاہ قاسم نیت سفر جزم نمود وشوق لقائے حضرت شاہ در دل آنحضرت غالب گشتہ از امراء وسلاطین ایں ولایت رخصت مراجعت طلب نمودند۔

دراں وقت پادشاہ ایں ولایت سلطان فتح شاہ ابن آدم خاں بن سلطان زین العابدین بود وزمام وزارت در دست ملک سیف دار بود وآنحضرت تہیہ اسباب آں سفر اشتغال نمودند وحکام ایں مملکت ہم اطباء وعطاراں آں شہر را حکم نمودند تا ادویہ وعقاقیرے کہ در کتابت سلطان حسین مرزا ولیے خراسان

مرقوم شده بود پیدا کرده حاضر و تیار رسازند و به تحقیق اسباب و اشیاء که لائق
تحفه و سوغات پادشاه خراسان باشد مشغول شدند و جهت ایلچی گری سلطان
حسین مرزا از جملهٔ اشراف این ولایت ملا حسین شهمنگی که به زیور علوم آراسته
بود اختیار فرمودند۔

وحضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام الله برکاته جماعت مخلصان خود را
پیش خود جمع کرده وصیت و نصیحت فرمودند که جمله شما متفق بوده در ادائے
خمس صلوات و جمعه و محافظت اوراد مداومت نموده باشید و رونق قواعد طریقهٔ
نوربخشیه مساعی جمیله بتقدیم رسانیده باشید و مراسم سلسلهٔ شریفهٔ همدانیه را احیاء
نهاده دارید و در ایام موسم زمستان قواعد اربعین بجا آورده باشید پس آنحضرت
قائم مقام خود و پیشوائے آں جماعت ملا اسمعیل کوہی ساختند۔

پس آنحضرت چند کسے از مریداں که طاقت محنت مسافرت داشتند دریں سفر
همراه خود اختیار فرمودند مثل مولانا سلمان و بابا تاج الدین و حاجی بایزید و ملا
بایزید و دیگر میر درویش که همراه آنحضرت از خراسان آمده بود مستعد شدند و سلطان
فتح شاه کتابتی برائے سلطان حسین مرزا و یک کتابتے برائے حضرت شاه قاسم
بنویسند و حضرت میر محمد عراقی قدس سره آں کتابتها و اشیاءها گرفته همراه ملا حسین
شهمنگی بسال هشت صد و نود و شش ۸۹۶ هجری که هشت سال در کشمیر قیام نموده
با اهل و عیال خود بطرف خراسان از راه پکلی و شهمنگ روانه شدند چوں از نیلاب
گذشته به کابل رسیدند و دراں وقت پادشاه کابل الغ بیگ مرزا خورد بن سلطان
سعید خاں گورگان بود و پیش ازاں وقت حضرت میر سید جعفر نوربخش برادر حضرت
شاه قاسم فیض بخش از خراسان برآمده از راه کابل عازم ولایت هندوستان شده
و ازاں جا به عربستان رفته بود۔

و سلطان الغ بیگ مرزا از برکت صحبت میر سید جعفر نوربخش قدس سره
مخلص حضرت شاه سید محمد نوربخش شده بودند و مشتاق طریقهٔ نوربخشیه گریبان

Marfat.com

گیر بود از حضرت میر شمس الدین محمد عراقی دریاب شدند و دست ارادت بہ بیعت ارشاد آنحضرت زدہ پیش آنحضرت توبہ و انابت نمودند و برائے حضرت شاہ قاسم تحفۂ و سوغاتے بدست حضرت میر عراقی ہدیہ فرستادہ و عریضۂ نوشتہ بہ حضرت شاہ قاسم فرستاد و دراں عریضہ التماس فقۂ احوط حضرت سید محمد نور بخش درج نمودہ بود بہ تمنائے آنکہ بآں کتاب عمل نمودہ بطریقۂ آنحضرت اقتدا نماید۔

چوں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی از کابل استماع نمودند کہ حضرت شاہ قاسم از خراسان نقل مقام نمودہ بہ عراق رفتہ اند و بعد از تحقیق ایں خبر عزیمت خراسان فسخ نمودہ عازم بہ طرف عراق شدند و بہ ملا حسین شہمنگی کہ ایلچی سلطان کشمیر ہمراہ بود ایشاں را فرمود کہ حالا بخراسان نمی روم چرا کہ حضرت مخدوم شاہ قاسم از خراسان برآمدہ بعراق رفتہ اند و ما ہیچ کارے در خراسان نداریم چونکہ من بہ حکم حضرت شاہ قاسم در کشمیر آمدہ بودم و آں چہ ضروریات سلطان حسین مرزا است از ادویہ و عقاقیر ہمراہ تو است و تو ایلچی سلطان کشمیر استی خطوط را دیانت و سوغات از سلاطین و امرائے کشمیر ہمراہ ست سلطان حسین مرزا برساں و حالا من بہ ملاقات شیخ عبداللہ نقشبند بہ سمرقند روم و از آنجا بہ عراق متوجہ شوم۔

پس ملا حسین شہمنگی ہماں تحفہ ہائے مذکور گرفتہ براہ ہرات روانہ شدند و بخدمت سلطان حسین مرزا رسیدہ خطوط و تحفہ ہا را حوالہ کردند و از سلطان انعام بسیار یافتہ مراجعت بطرف کشمیر فرمودند۔ و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ از کوہ ہندوکش گذشتہ اول براہ ختلان بہ کولاب رفتند زیارت روضۂ مقدسہ حضرت امیر کبیر علی ثانی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بجا آوردند بعد ازاں بہ زیارت روضۂ سر مبارک حضرت خواجہ اسحاق شہید متوجہ بدخشاں شدند و ازاں جا در روستا رفتہ بزیارت آستانہ حضرت نور الدین جعفر بدخشانی

Marfat.com

مشرف شدند و بعد ازاں متوجہ بلخ شدہ زیارت مزار حضرت خواجہ اسحاق کہ بدن مبارک مطہر آں خواجہ شہید در پہلوئے مسجد بلخ است مشرف شدند و بعد ازاں حضرت میر محمد عراقی بہ جانب سمرقند رواں شدند چوں نزدیک سمرقند رسیدند حضرت خواجہ عبد اللہ نقشبندی بفضلے الٰہی شربت ممات چشیدند۔ از حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ منقول است کہ یک دو ماہ در شہر سمرقند اقامت واقع شدم اول جمعہ کہ دریں جا بود دستار سیاہ کہ از دست مبارک حضرت شاہ قاسم بایں فقیر تبرکاً رسیدہ بود بر سر بستم و بہ مسجد جامع بہ نماز جمعہ رفتم و بعد از ادائے نماز جمعہ جمع کثیر بہ نزدیک من جمع شدند و با حوال سفر و حالات کشمیر پرسشی در آوردند و من جملہ احوال و اخبار آں ولایت خبر دادم و ایشاں خوش حال شدند۔

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بعد از دو ماہ بطرف عراق تشریف نمودند و از راہ لشکر بولایت استر آباد رفتند و ازاں جا براہ استر آباد بمازندران رفتند و ازاں جا بہ گیلان شدند چوں بہ شفت و کورہ رسیدند زیارت بقعۂ شریف نور آباد بجا آوردند و ازاں جا بہ سولغان کہ جائے آستانۂ حضرت شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ است متوجہ شدند و زیارت روضۂ آنحضرت ادا کردند و حضرت شاہ قاسم را از قدوم میر شمس الدین محمد عراقی و نزول بسولغان خبر یافتہ از درشت بہ سولغان برائے استقبال تشریف آوردند و ہماں جا ملاقات و معانقات و دست بوسی شدہ در درشت فرود آوردند و حضرت شاہ بہ قدوم حضرت میر و بسلامتی احوال اہل و عیال اجابت شاداں شدہ مے فرمودند کہ بکدام ازیں دو چیز شادمانی کنم یا بقدوم شمس الدین محمد یا بسلامت رسیدن فرزندان او کہ از ما تنہا یک کس رفتہ بود و حالا چندیں اہل و عیال و فرزنداں ہمراہ گرفتہ بما رسید۔

و حضرت شاہ قاسم در ہماں نزدیک تعمیر منزل بنیاد نہادہ بودند و خانہاد

Marfat.com

باغی تعمیر نمودند. و حضرت میر عراقی را حوالی خانهاے خویش موضع وسیع حواله کردند تا آنحضرت دراں جا تعمیر خانه چند بنیاد فرمودند و باغ بزرگ طرح نهادند و آں را بدو حصه تقسیم ساخته در یک حصه انواع میوه دار درختاں معمور و آباد ساختند و در حصهٔ دیگر گلهاے رنگ برنگ و سبزه هاے گوناگون و ریاحین مقبول کاشتند و آں باغ را حضرت شاه باغ کشمیر نام نهادند۔

و حضرت میر محمد عراقی قدس سره دریں نوبت بخدمت حضرت شاه قاسم بودند دریں مدت سه دختر دیگر متعاقب متولد شدند و قبل ازیں در هر جا بی بی آغا و بی بی ثانیه همراه داشتند و حضرت بی بی آغا و سائر اهل و عیال را تمناے فرزند نرینه بودند بفضل خالق اکبر در سال نه صد کامل از هجرت نبوی صلی الله علیه وسلم فرزند سعادت مند تولد نمود و خبر ایں ولادت پیش حضرت شاه قاسم فرستاد و تسمیه آن قرة العین از آں حضرت توقع نمود و حضرت شاه نام آں فرزند دلبند را باسم شریف دانیال مسمیٰ داشتند و بعد از تولد شیخ دانیال بیک سال روزے حضرت شاه قاسم بحضرت میر شمس الدین محمد فرمودند که شیخ محمد می خواهم که شما را باز بکشمیر بفرستیم تا دراں مملکت ارشاد مردم آں ولایت و اصلاح حال آں مملکت نمائید و میل خاطر حضرت میر شمس الدین محمد آں بود که در بغداد می روند چراکه دریں هماں اوقات از بغداد خبر وفات حضرت مولانا برهان الدین بغدادی مرشد سابقهٔ خود بدرستی رسیده بود۔ بدیں جهت به بغداد رفته تا در منزل مولانا مرحوم می نشینند و به مردم بغداد ارشاد کنند۔

و حضرت شاه قاسم براے رفتن بغداد رخصت نمی کرد بلکه به طرف کشمیر تاکید می کردند چوں میل خاطر رفتن به بغداد بر دل شیخ شمس الدین محمد عراقی غالب گشت روزے براے رفتن آں ولایت استخاره نمود پس در واقعه آں شب دید که مردے شوربا در دستے پیش حضرت میر عراقی آمده ایں دو بیت مولوی رومی پیش روے او خواندے

Marfat.com

خوئے با ماکن و با بے خبراں خوئے مکن!
دم ہر بادہ خرے ہمچو خراں بوئے مکن
ہمچو اشتر تو برو جانب ہر خاربنی
ترک ایں باغ و بہار و چمن و جوئے بکن

بعد از تحقیق ایں اشارت دغدغۂ بغداد ترک نمودہ پیش حضرت شاہ واقعۂ شبینہ و بیت مولوی روم عرض نمودند پس حضرت شاہ در تعبیر آں فرمود کہ میل رفتن تو بہ بغداد از ہواجس پراگندہ نفسانی بود لاجرم از عوالم معنوی در دو بیت مولوی اشارت منع آں عزم نمودہ شد و رفتن کشمیر بہ ہوائے تو نیست بلکہ بحکم قضا و تقدیر الٰہی و فرمان ایں داعی است و دریں امر ابدا است کہ خیر کثیر بظہور خواہد رسید۔

حضرت شاہ قاسم بہ کشف باطن خود مزاحاً فرمود کہ شیخ محمد دشمن تو در کشمیر شیخ شہاب بود او فوت شدہ است اندیشہ بیم و خطرۂ مخالفت و عداوت نیست پس در رفتن بہ کشمیر تامل نہ کنی۔ چوں حضرت میر محمد عراقی را بجانب کشمیر معین شدند حضرت شاہ قاسم خط ارشاد و اجازت نامہ نوشتہ آنحضرت را مشرف ساختند و اہالی ولایت کشمیر بہ عنایت نصائح درویشانہ بنواختند۔ و خط ارشاد ایں است۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

جملہ اصحاب و احباب و سائر ارباب اولوالالباب اَحْسَنَ اللّٰہُ عَوَاقِبَھُمْ وَ اَنْجَحَ مَقَاصِدَھُمْ وَ مَآرِبَھُمْ

بعد حمد خدا و صلوات بر رسول خدا اعلام مے رود کہ دریں وقت جناب قدوۃ المشائخ العظام زبدۃ الاولیاء الکرام مرشد السالکین ہادی المسترشدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکات کمالہ بجانب کشمیر بہشت تویۂ تا شاں و ارشاد

Marfat.com

طالبان و تربیت سالکان و تلقین آداب مشائخ طریقت و تعلیم قواعد اہل معرفت فرستادیم۔ بتاریخ روز عید اضحیٰ سنۃ احدیٰ و تسعمایۃ ۹۰۱ این نصیحت نامہ را در خدمت او فرستادیم کہ چوں حضرت حق جل شانہ طائفہ اہل صدق را بمرتبہ فضل و احسان بر سائر عباد ممتاز گردانید و بہ محباں و دوستان خود مخصوص فرمودہ و زنگ کدورت دنیا از آئینہ قلوب زاکیہ ایشاں زدودہ و عین سرائر ایشاں بکحل الجواہر معرفت خود روشن ساختہ شکرانہ آں می باید کہ پیوستہ اوقات شریف را بہ تصفیہ دل و تزکیۂ نفس و ملازمت اذکار و مطالعۂ اسرار و ملاحظۂ آثار و مشاہدۂ انوار ملک و ملکوت صرف کنند و ترک لذات نفسی و مرغوبات حسی را نصب العین ہمائے ہمت عالی دارند و از صحبت دوناں دنیا پرست کہ عنان نفس امارہ بدست حرص و ہوا دادہ اند اجتناب واجب شمرند کہ ایام حیات صوری قصیر و اکتساب کمالات معنوی بغایت عسیر است ؎

عزیز است ایں دو روزہ زندگانی
بغفلت مگذراں دیگر تو دانی

یقین آں عزیز چوں از حقیقت باخبر اند ایں نصائح را از سر اخلاص تلقی خواہند نمود و خدمت و صحبت و نصیحت شیخ مشار الیہ را غنیمت خواہند شمرد و بوسیلۂ ایں مواعظ بمرتبۂ عالیہ ترقی خواہند فرمود ؎

کسے را کہ دولت بود رہنما　　چہ حاجت مرادرا بفرمان ما

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

(قاسم بن محمد نوربخش)

و بعد تحریر ایں اجازت نامہ و رخصت بیک ماہ در شہر محرم الحرام سنۃ

Marfat.com

اثنین و تسع مایة ہجری آنحضرت از عراق متوجہ بہ کشمیر شدند و دراں وقت حضرت شیخ دانیال بہ سن دوسالگی رسیدہ بود و آں حضرت از ولایت رے و عراق بہ خراسان رسیدند و از زیارت روضۂ مقدسہ حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثناء مشرف شدند و بہ قندھار متوجہ شدند بغرض آنکہ از راہ کابل بکشمیر بیائید و حضرت شاہ قاسم فقہ احوط را برائے تحفہ سلطان الغ بیگ میرزا امیر کابل را ارسال کردہ بود تا برسانند در اثنائے راہ از قندھار خبر وفات آں بادشاہ شنیدند پس عزیمت کابل ترک نمودہ براہ ملتان متوجہ ہندوستان شدند و ہمراہ خود دو نسخہ فقہ احوط بودند یکے عربی دوم ترجمۂ آں فارسی و آنحضرت از ملتان در اواخر زمستان بولایت پنوچ رسیدند دراں وقت اند ملوک و امرائے کشمیر خبر قدوم حضرت میر محمد عراقی استماع شدہ ملک چینو رینو جمعے کثیر از مخلصان آنحضرت ہمراہ گرفتہ برائے استقبال آنحضرت بہ پنوچ رفتند و اہل و عیال و اطفال و رحال آنحضرت را بدوش و کنار گرفتہ با چھد بل آوردند و دعوتے عظیم طبخ نمودہ منزل خود را قیام گاہ ساختند۔

و اہل و عیال خود پیش آنحضرت باخذ تو بہ و بیعت سر اخلاص برا فراخت و دریں نوبت اول بیعتے کہ باآں حضرت دادند ملک چینو رینو بود و ملا اسماعیل ہم مع جمیع مریداں برائے استقبال آنحضرت تا بارہ مولہ مسارعت کردہ بودند و ملا اسمٰعیل کہ در نوبت اول مقتدائے ایں ولایت ساختہ بود چوں او را خبر ورود آنحضرت نوبت دوم رسید برائے قیام گاہ آنحضرت خانۂ جدید بنیاد کردہ بود آنحضرت را از اچھہ بل بدولت خانۂ خود در آوردند و تمام اشیاء و اسباب کہ آنحضرت را احتیاج بود حاضر کردہ پیش آں حضرت آوردہ بہ خادماں سپردند و ہر چہ آرزوئے ایشاں میشد بر احضار آں حاضر می بودند۔

و از امرائے ایں دیار اول کسے کہ مخلص آنحضرت گشت ملک موسیٰ رینہ بود دراول ہماں بہار التماس نمودند کہ برائے آنحضرت دعوتے کنم تا آنحضرت جملہ

Marfat.com

مریداں ہمراہ گرفتہ بہ ضیافت تشریف فرمایند آنحضرت قبول فرمودہ بروز موعود بخانہ ملک موسیٰ رینہ تشریف فرمودند۔

بعد از فراغ طعام ملک موسیٰ رینہ با جملہ اہل وخدم بشرف توبہ وبیعت مشرف شدند وجملہ اراضی متصرف کہ در موضع زڈیبل داشت با تمامی عمارات پیش آنحضرت بسبیل نذر تسلیم نمود وآنحضرت درہماں بہار در آں جا بنیاد عمارت نمود وزراعت خربوزہ وغیرہ فرمودند۔ آنحضرت از نوبت اول تشریف قدوم مشرف کرد قریب بست سال گذشتہ بود بعد از بست سال حضرت ملک متعال سببی ظہور کردہ آں موضع زڈیبل را بے تردد بدست تصرف آنحضرت رسانید تا آں حضرت دراں موضع بوفق خاطر خود خانقاہ نور بخشیہ تعمیر کنند چوں آنحضرت در بقعۂ زڈیبل منزل گرفت فی الحال خاطر انوار در طرح عمارات خانقاہ متوجہ گشت وچوں ملک موسیٰ را دغدغۂ آنحضرت معلوم شد آں ملک بلند ہمت خود براں عزیمت مصروف ساخت ودر آں ایام پادشاہ سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن شاہ بود وبہ منصب سدا ردہ ملک موسیٰ رینہ لقرر بود پس ملک موسیٰ رینہ از پادشاہ محمد شاہ واز وزیر المہام سید محمد بیہقی اجازت قطع درختاں پرگنہ کمراج گرفت ودراں جا بت خانہ عظیم بود بواسطۂ آں بت خانہ تعظیم آں اشجار می داشتند ومحافظت می نمایند۔

چوں از پادشاہ اجازت شد پس آنحضرت قدس سرہ با جملہ مریداں بہ کمراج تشریف فرمودند وحضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نخست آں بت خانہ را بہ تخریب مشغول شدند وعمارت آں را آتش زدند وتمام آں را سوختند وبعد از سوختن عمارت بتخانہ بت سنگین دردے بود آں را شکستہ وریزہ ریزہ کردند بعد ازاں درختاں را بریدند واز میان جنگل جانوران پرندہ بے شمار بجنگلہائے دیگر گریختند وبطرف کوہ ہائے می پریدند ودر پایان آں جنگل برائے اقامت حضرت میر خیمہ برپا کردہ بودند ومریداں چپرہا ساختند۔

Marfat.com

شبنگاه بعد از نیم شب از آں بت خانهٔ منهدمه آواز نالهٔ زار و بے قرار شنیدند و آنحضرت بہ ہمہ صوفیاں را فرمودند کہ بنالہ و فریاد ایں شیاطین ہیچ التفاتے مکنید و چوں آخر شب رسید بہ نعرہائے بلند فریاد چند کردہ خاموش ماند و صباح بعد از ادائے اوراد فتحیہ آنحضرت بصوفیاں فرمودند کہ برخیزید و در قطع اشجار دلیر و مردانہ وار باشید کہ جملہ شیاطین ایں موضع منہزم شدہ اند و شما بخاطر جمع درختہا ببرید۔

و حضرت میر محمد عراقی روزے چند دراںجا مشغول بکار بودند بعد از آں جماعتے از صوفیاں دراںجا گذاشتند و جماعتے گرفتہ بمنزل زدیبل مراجعت فرمودند و دراں جا بنیاد خانقاہ ہموار ساختند و بر اساس آں مشغول شدند و دو منزلہ طرح انداختند و ہر دو طبقہ بطول و عرض بیست و ہفت گز و ارتفاع طبقہ پائین مقدار دہ گز و بلندی طبقہ بالا مقدار ہشت گز و مساحت گز سی و دو انگشت بود و تمام ایں عمارت با ایں عظمت بے ستون بر آوردند و در دو سال با تمام رسانیدند چنانچہ بر پیشانی دروازہ آں خانقاہ عبارت سعادت آثار نوشتہ بودند کہ بُنِیَتْ هٰذِهِ الْبُقْعَةُ الْمُؤْمِنَةُ الْمُتَبَرَّكَةُ الشَّرِيفَةُ الشَّمْسِيَّةُ النُّورْبَخْشِيَّةُ فِي التَّارِيخِ سَنَةَ تِسْعٍ وَتِسْعِ مِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

و در سال دوم کہ دہم ہجری باشد با تمام رسید و مولانا کمال الدین محمد گنائی در سال اتمام ایں خانقاہ متبرکہ لفظ شیخ تاریخ یافتہ و ایں قطعہ ... دمہ بر سر دروازہ تحریر یافت ؎

بہ ترتیب عمارت خانقاہ نوربخشیہ

مرتب شد ز حسن اہتمام مرشد دانا

ولی مقتدا شیخ المشائخ میر شمس الدین

کہ روشن ساخت فیض نوربخشش دیدۂ دلہا

Marfat.com

اگر خواہی کہ معلوم شود تاریخ این منزل
بکن از شیخ استفسار تاریخ بنائش را

و بعد از چندگاه سید محمد بہقی وزیر سلطان محمد شاہ را دغدغۂ مصاہرت با آنحضرت افتاده دریں وقت منصب وزارت پادشاه متعلق باو بود و نسبت تزویج حضرت بی بی آغا التماس نمود و بسمع مبارک آنحضرت قبول نیفتاد و ہرچند آنحضرت را سید محمد بہقی سیادت و نسب شرافت وسیله گرفته ترغیب می دادند آنحضرت میفرمود که کسے معلن فسق بوده باشد ہرگز دل من باو متمایل نمیشود اگرچه سیدی صحیح النسب باشد و دیگر خاطر من از مواصلت سلاطین و اہل دنیا بسیار متنفر است ہرگز این سخن قبول نمی کنم و چون خبر انکار آنحضرت بگوش سید محمد بہقی رسید کثرت تجبر و تغلب و تہدید ہا نمود پس آنحضرت به بابا علی و مولانا جمال الدین را حکم فرمود که شما دریں مملکت به تجسس و تفحص نموده یک مسافرے که از خراسان یا عراق [illegible] یا از ولایت دیگر بوده باشد سید اگر ده باید تا او را بی بی آغا تزویج کنم و شما نظر بر فقر و درویشی و بے نوائی او نکنید بلکه نظر بر دین و دیانت او بکنید اگر به ہنرگاری و عبادت گزاری او باشد ہرچند غریب و فقیر باشد بیارید که من نظر بر قول مردم نه‌ام پس دراں وقت ملائے از ولایت روم آمده بود که او را ملا فاضل می گفتند و با حضرت بابا علی آشنائی داشت و مولانا جمال الدین ہم پیش وے بعض از مطول علم معانی مطالعه نموده بود و ہر دو پیش او رفته او را بریں سخنان مطلع ساختند پس وے گفت که من دریں مملکت دغدغۂ اقامت ندارم اما ہمراه من یکے از اکابر زاده روم است که وے دغدغۂ اقامت دارد اگر قبول خاطر حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی افتد اختیار بدست ایشان است و آں جوان رومی را الشیخ عبدالسلام می گفتند پس حضرت بابا و مولانا جمال شیخ عبدالسلام رومی را ہمراه گرفته پیش آنحضرت آوردند و آنحضرت پرسیدند که از کدام قبیله اید آں جوان چو اصل و نسب خود نشان نه گفت پس آنحضرت یقین کردند که اولاد عظام روم است پس ملا جمال را فرمود

Marfat.com

کہ ملّا تو از جانب بی بی آغا وکیل شو و بہ مقابلہ نوازدہ و نیم مثقال طلا و یک اشتر بار ابریشم بجہت مہر نمودہ عقد تزویج بی بی آغا بکن۔ پس ملا جمال حضرت بی بی آغا را بطریق وکالت بعقد نکاح بشیخ عبدالسلام رومی درآوردند بمقابلہ مہر مذکور و آں حضرت بملا جمال فرمودند کہ حجرۂ برائے شیخ عبدالسلام تعیّن کنید۔

و چوں خبر ایں مناکحہ و ازدواج بہ سیّد محمد بہقی رسید کینۂ ایں امر در دل او متمکن نشست و روز بروز مردم مخالف القاء نائرۂ عقد و حسد افراختند و وے گفتند کہ ایں میر عراقی از نسبت شما عار داشتہ و حرمت عہدۂ وزارت شما برابر مسافر نہ گرفت و با وجود ایں حال روزے اتفاقاً آنحضرت معہ چند مریداں بباغ دامن کوہ ماراں می رفتند ناگاہ سوارے از مقابل آنحضرت می آمد و چوں نزدیک شد آں حضرت میر را سلام نہ کرد و ہیچ تواضع ہم نہ نمود آنحضرت صوفیاں را فرمودند کہ او را بگیرید و از اسپ فرود آرید۔

پس صوفیاں او را از اسپ فرود آوردند و آنحضرت او را تادیباً و توبیخاً چند چوبے زدند و رہا کردہ آنحضرت بباغ ماراں رفتند و آں سوار ملازم سید محمد بہقی بود و صاحب دیوان حاکم وقت بدیں جہت از غرّہ کبرا سلام مسنون ادا نہ کردہ بود پس آں ملازم آں حال نمود و حضرت میر را پیش سید محمد بہقی فریاد کرد و او بدیں قضیہ برگشتہ شدہ نار غضب برافروخت و با عوان ظلمہ خود حکم نمود کہ بخانہ میر شمس بروید و بغیر از زناں و طفلاں ہر مردے کہ دراں جا بیابید بربستہ بدرخانۂ من حاضر سازید چوں مردمان ظلمہ در حویلی آنحضرت درآمدند بصوفیاں کہ در باغ آنحضرت مشغول بودند و دیگر ہم از باورچیاں و آب کشاں وغیرہ ہمہ را گرفتند و جفائے بسیار نمودہ در بند انداختند۔

مردماں چوں ایں خبر ناخوش بآنحضرت رسانیدند پس آنحضرت بدرخانۂ وے رفتند و در صحن حریم او برپا استادہ خبر بہ پیش سید محمد بہقی وزیر سلطان محمد شاہ را فرستادند کہ صوفیاں چہ گناہ دارند کہ ایشاں را چندیں جفائے کردہ در بند انداختہ

Marfat.com

پس وے جواب فرستاد کہ ملازم عمدۂ ما چہ گناہ داشت کہ اورا بضرب وکوفت قریب المرگ کردہ اید؟

آنحضرت فرمود کہ دیوانی شمارا بہ حکم شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تادیب نمودم جہت آنکہ کسوت کافراں پوشیدہ پیش ما آمد وسلام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ترک کردہ بود ازاں جہت اورا ادب کردم وایں احتساب نمودم۔

سید محمد بیہقی وزیر پادشاہ از سر غضب گفت کہ ما حاکم ایں ولایت ایم وما شمارا محتسب نساختیم وشما بے اجازت ما چرا مرداں را احتساب می کنید؟

آنحضرت فرمودند کہ اگر مرا از ارشاد خلائق وہدایت عباد اللہ وتادیب بے تہذیباں مانع ومزاحم مے شوی من در ولایت تو نہ می باشم مرا خطر راہ بجانب تبت بدہید تا من در مدت حکومت تو در ولایت تبت باشم۔

سید محمد بیہقی از سر غضب بدلوانیاں خود فرمود کہ اورا رخصت مسافرت وحکم ملک بدر وخط راہ تبت بدہید۔

وبعض خواصاں سید محمد بیہقی پیش حضرت میر عراقی آمدہ التماس نمودند کہ بالا بہ آئید وغرض ایشاں آں بود کہ مگر مشاہدۂ دیدار آنحضرت شرم آمدہ غضب او فرو خواہد شد ہر چند ایشاں آنحضرت را التماس وتکلیف در آمدن خانہ کردند آنحضرت قبول نہ نمود واز سر غیرت می فرمود کہ تا من زندہ باشم بخانۂ او نمی درآیم پس در اثنائے آں یکے از دیوانیاں خط راہداری تبت پیش آنحضرت آورد ومکث آنحضرت دریں ولایت ممنوع کردند۔ آنحضرت فرمودند تو مرا ازیں کار ارشاد واحتساب مانع گشتی من ترا بواسطۂ سیادت تو ہیچ بد دعائے نکنم وترا اجداد آبا واجداد تو سپاردم ایں گفت وازخانہ او بدر آمدہ وصوفیان محبوس را خلاص ساختہ متوجہ منزل خویش گشت۔

وبعد از روزے چند اسباب سفر مرتب ساختہ وکارخانقاہ از دروازہ ودریچہا

Marfat.com

نیم کار گذاشتہ متوجہ ولایت تبت شدند و قریب پنجاہ و شصت صوفیاں ہمراہ خود گرفتند و حضرت بابا علی را باسائر درویشاں ہمراہ ساختہ درینجا قائم داشتند تا در خانقاہ آنحضرت بخمس صلوات امامت جماعت نمایند و در صباح درواج بہ وظائف اوراد مواظبت کنند و کار مہمات عمارت وا تمام در و دریچہائے خانقاہ مشغول باشند۔

سید محمد بیہقی وزیر سلطان محمد شاہ از اولاد سید تاج الدین بیہقی سبزواری بودند کہ جد ایشاں در عہد سلطان شہاب الدین بحکم حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ در کشمیر آمدہ از مقربان سلطان بودند و بہمیں وسیلہ اولادش نسلاً بعد نسل بہ دربار سلاطین وقت بعہدۂ جلیلہ فائز بودند چوں سید محمد بیہقی را با میر شمس الدین محمد عراقی بوجہ رد رشتۂ دخترے مخالفت و مشاجرت افتاد او درایذاء و جلاوطن حضرت میر شمس الدین عراقی حیلہ و بہانہ ہائے تراشید سے آخرالامر لعبد از اخراج آنحضرت از کشمیر الزام تقیہ امامیہ در کشمیر تشہیر نمودند و نیز افتراء کردند کہ قبل ازیں سلطان حسین مرزا والیٔ خراسان از ملازمت بر طرف کردہ از خراسان لطرف عراق جلاوطن کردہ بودند تا اغراض نفسانی سید محمد بیہقی در لباس تعصب مذہبی پنہاں شود حالانکہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نہ ملازم سلطان حسین مرزا بود و نہ از خراسان جلاوطنی کردہ بود چنانچہ قبل ازیں مذکور است کہ از کشمیر بہ عراق رفتہ بودند نہ بخراسان۔

القصہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بابا مہار در سال نہ صد ۹۱۱ و یازدہ ہجری قریب بہ القضاء بود بولایت تبت خورد بمقام سکاردو رسیدند و والیٔ سکاردو را مقپون بوخا نام داشت او بہ مذہب قدیمش کہ بدھ مذہب بودند مقصر بود و جملہ رعایائے او بمعہ دیگر اہالیان و والیان تبت خورد در سنہ ہفت صد و ہشتاد و سہ ہجری بہ یمن دکرامات و بمواعظ حسنات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ از قبول اسلام مشرف شدہ بودند۔ چوں حضرت

Marfat.com

میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہ در سکاردو نزول فرمودند باولین فرصت والیے سکاردو را دعوت بہ اسلام کردند و ترغیب اسلام در دلش ذہن نشین گردانیدند پس وے تبلیغ و مواعظ حضرت اسلام قبول کردند و پسرش ہم کہ قریب بہ بلوغت رسیدہ بود بہ تربیت اسلام پرورش یافتند و نامش شیر شاہ نہادند۔

و آنحضرت اکثر اوقات بدولت سرائے مقپون بوخا مہمان بودند و او بظاہر مذہب اسلام تسلیم کردہ بود لیکن در باطن دوستی بت پرستی در دلش راسخ بود و در نہاں بت پرستی میکردند و بتے مرصع بہ ند بشکل شیر در درون قلعہ مخفی نہادہ بوقت فرصت و خلوت پرستش آں میکردند۔

روزے حضرت میر از اں کار مخفی آگاہ شدہ آں بت را بہ سنگ عظیم ریزہ ریزہ کردند بدیں جہت والیئے سکاردو آنحضرت را لقب بت شکن خطاب دادند پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن مشہور شدند و آں حضرت در عرصۂ شش ماہ باطراف تبت خورد تبلیغ احکام اسلام و ایمان سیاحت فرمودند در اں اوقات در ولایت شگر حکومت عبد اللہ خاں و در ولایت خپلو ہیگو بہرام برسر اقتدار بودند ہمہ رایان تبت آنحضرت را معزز داشتند۔

و در ولایت کشمیر ملک موسیٰ رینہ بواسطہ کمال ارادت کہ نسبت بحضرت میر شمس الدین محمد عراقی داشت او بوقت مخاصمت درمیان حضرت میر عراقی و سید محمد بیہقی در مقام چاڈورہ بود و چوں خبر اخراج و ملک بدر حضرت میر بطرف تبت ملک موسیٰ رینہ را بہ چاڈورہ رسید وے از موافقت سید محمد بیہقی متنفر گشتند و در صدد مخالفت او افتاد و راہ انتقامے متلاشی کردند و در اں اوقات سلطان فتح شاہ و بعضے از امراء کشمیر در کوہستان ہند بودند و سلطان محمد شاہ غالب شدہ سلطان فتح شاہ از کشمیر باطراف ہند فرار گشتہ بودند۔

پس ملک موسیٰ رینہ کسے از خویشاں بہ پنہانی پیش فتح شاہ فرستادند و

باایشان عهد و پیمان خود بسوگندهائے غلیظ موکد ساختند که شما در کشمیر درآئید و
من لشما موفق شوم چوں ایشان از راه هیره پور به کشمیر عازم شدند ملک موسیٰ رینه
یکسان خود از جاروره گریخته بایشاں پیوست و سید محمد بیهقی و سلطان محمد شاه
بمقابلهٔ ایشاں رفتند و نزدیک هیره آپور بیک موضعے میان ایشان محاربه واقع
شد و دراں جنگ سید محمد بیهقی کشته شد و سلطان محمد شاه مغلوب و منهزم شده
بطرف هندوستان فرار شدند و سلطان فتح شاه پادشاه ایں مملکت گشت و
زمام وزارت بدست ملک موسیٰ رینه رسید۔

و در همان روز که ملک موسیٰ رینه بدولت سرائے خود در شهر نزول فرمودند۔
حضرت شیخ دانیال که در سن دوازده [۱۲] سال بود و حضرت بابا علی با جمعے از صوفیان
همراه گرفته به مبارک بادی ملک موسیٰ رینه رفتند و فی الحال ملک موسیٰ رینه خلعت
هائے قیمتی آورده بایشاں پوشانید و تولیت خانقاه همدانیه بحضرت دانیال تسلیم
نمود و تصرف بقاع و قریات لواحق آں همه جمله بحوالهٔ ملازمان آنحضرت سپردند پس
بحضرت بابا علی نجار گفتند که بالفور دو سه صوفی تیز گام بسرعت تمام خبر گرفته بجانب بحار
تبت مرسل دارید تا حضرت مخدوم ما میر محمد شمس الدین محمد بجناح مسارعت متوجه
ایں ولایت شود و در ارسال توقف نه دارید۔

پس دو صوفی همراه ملا جوهر داده بجانب تبت رواں ساختند تا خبر فتح ملک
موسیٰ رینه را پیش آنحضرت رسانند و چوں آنحضرت را خبر کشتن سید محمد بیهقی و فتح ملک
موسیٰ رینه رسید تهیهٔ اسباب سفر برائے مراجعت به کشمیر مشغول شدند و از ربابان
تبت اجازت گرفته با آخر موسم خزاں در سن نه صد و دوازده [۹۱۲] هجری به کشمیر رسیدند
سلاطین و امرائے ایں ولایت باستقبال آں مقتدا برآمدند و بمراسم اعزاز و اکرام
تمام آنحضرت را به بقعهٔ زوبیل فرود آوردند و بعد از چند روز باسباب اتمام
خانقاه مشغول شدند و سطح خانقاه بسنگ هائے هموار مفرش ساختند و آں را
سه دروازه نهادند۔

Marfat.com

دروازۂ اول را باب الشریعت نام نہادند و دوم را باب الطریقت و دروازۂ سیوم را باب الحقیقت نام نہادند و آں حضرت بعد از اتمام خانقاہ در ایام زمستان درہماں خانقاہ ار تعین مے نشستند و صوفیاں را بار تعین نشاندند و بہ تربیت و ہدایت ایشاں اشتغال مے نمودند و قاضی محمد قدسی بعد از انکہ دست ارادت بدامن متابعت آنحضرت زدہ بودند اکثر اوقات در ملازمت آنحضرت می بود۔

روزے آنحضرت بہ قاضی فرمودند کہ می خواہم کہ "سلسلۃ الذہب" مشائخ عظام در حواشی جدار داخل خانقاہ بہ طریق کتابت بنویسیم می باید کہ توجہ نمودہ بہ طریق مثنوی تمام "سلسلۃ الذہب" را منظوم سازی پس قاضی محمد قدسی دوات و قلم و پارۂ کاغذ گرفتہ در سایۂ درختی بہ نظم سلسلۂ مشائخ عظام مشغول شدند و تا نماز پیشیں مثنوی مقبول را بداہتہ انشاء فرمود و بعد از نماز پیشیں با آنحضرت عرض نمود کہ با حضرت چند بیتے بطریق بداہت بخاطر شکستہ بہم رسانیدہ شدہ ام می خواہم کہ بہ سمع رضائے حضرت بہ آں متوجہ شوند پس بخواندن مشغول گشت چوں قاضی در اثنائے خواندن باین بیت رسید کہ ؎

مابدیں عجز و بے کسی چہ کنیم | تا بداں قدر و منزلت برسیم
لیک حسن عمل سببے داریم | کہ قدم در رہ کسے داریم

قاضی بعد از ادائے ایں بیت در پیش آنحضرت باگریہ و زاری در آورد و آنحضرت از اں حال او بخوش حال گشتند و آں حضرت ملا زین گنائی و ملا جامی گنائی کہ در اں وقت کاتب معروف بودند و فرمودند کہ ہر یکے لفظ آن بر حاشیۂ دیوار اندرون خانقاہ نور بخشیہ نوشتند و کتابت ساختند و سلسلۂ منظوم ایں است۔

Marfat.com

سلسلۃ الذہب منظوم

اِعْتَصَمْنَا بِرَحْمَۃِ الْبَارِیْ — کہ برافراخت قصر زنگاری
نہ رواق مقرنش گردوں — کرد پیدا بامر کن فیکون
بہ کمالات انبیاء عظام — داد بر کلِّ کائنات نظام
فتح کار حق و طریق رسول — داشت در اتباع شرع رسول
اہل دل راموذ راہ یقین — از رہِ خدمت اکابر دین!
ہر کہ را با خود آشنائی داد — از غمِ عالمش رہائی داد
خرم آں کو بدیں مقام رسید — وز رہِ معرفت بہ کام رسید
ما بدیں عجز و بے کسی چہ کسیم — تا بداں قدر و منزلت برسیم
لیک حسن عمل نہ بسے داریم — کہ قدم در رہ کسے داریم
آنکہ از واصلانِ راہ خدا است — آفتاب سپہرِ شرع ہدا است
عارف حق ولی روئے زمین — قطب ایام شیخ شمس الدین
صفتش کز شمار بیرون است — آخر از ہر چہ گوئم افزون است
نسبت فقر او بداں شاہ است — کہ بر اوج کمال چوں ماہ است
قبلۂ خلق و قدوۂ اقطاب — شاہ قاسم شہ بلند جناب
نسبت او بہ نیرّ اعظم — مظہر رحمت و جہان کرم
نور بخش آن محمد ثانی — غوث اعظم امام ربانی
نسبتِ او بآفتاب ہدا — خواجہ اسحاق زبدۃ الشہداء
نسبتِ او بہ پیر ربانی — قطب عالم امیر ہمدانی
ذاتِ او منبع معانی داں — نام او را علی ثانی داں
نسبت حضرتش بعارف رب — شیخ محمود مزدقانی بہ طلب
نسبت او بقطب یزدانی — شیخ عالی علی سمنانی

Marfat.com

نسبت او به مرشد دینی — عبد الرحمن اسفرائنی[۱]
نسبت او به شیخ احمد فند — آنکه از جوزقان[۲] موید شد
نسبت او به سالک والا — شیخ عالی به علی لالا
نسبت او بعالم آراشد — باز با نجم الدین کبرے شد
نسبت او بمرشد مطلق — شیخ عمار یاسر است الحق
نسبت او به بونجیب آمد — آنکه در کار دین لبیب آمد
نسبت او بشیخ بوبکر ست — کز قید و تردد و شک رست
نسبت او به پیر رحمانی — شیخ ابوالقاسم ست گرگانی
نسبت او به معدن عرفان — مرشد راه شیخ ابوعثمان
نسبت او با ختر ثاقب — پیر حق شیخ بوعلی کاتب
نسبت او بعارف رحمان — بوعلی پیر رودباری دان
نسبت او بفرد الافرادی — غوث اعظم جنید بغدادی
نسبت اوست با سری سقطی — عارف حق مصیب لایخطی
نسبت او بشیخ معروف ست — که باوصاف صدق موصوف ست
نسبت او به مقتدائے انام — شاه علی رضا امام همام
نسبت او به موسیٰ کاظم — که شد احکام شرع را ناظم
نسبت او بحجت ناطق — جعفر بن محمد الصادق
نسبت او به کامل ماهر — مظهر حق محمد باقر
نسبت او به بحر دانش و داد — قطب عالم علی زین العباد
نسبت او به مجمع تائید — قدوة الاولیاء حسین شهید
نسبت او با بن عم رسول — وارث مصطفی و زوج بتول

---

۱ اسفرائن شہریست بخراسان ۱۲ ۲ جوزقان دیہے ست بہرات خراسان ۱۲

Marfat.com

حضرت مرتضیٰ ولیؔ الٰہ　　صاحب سرّ والِ مَن والاہ
نسبت او بخواجۂ دوسرا　　خاتم انبیاء وخیر وری
سبب آفرینش افلاک　　علّمہ آخر از عالم لولاک
خواجۂ کو غلام بر در شد　　جبر ائیلش بلازم در شد
بطفیلش جہاں گرفتہ وجود　　او محمد شریعتش محمود
صلوات خدائے ورحمت او
بہ نبی و بہ آل وعترت او

ولبعد اتمام آں خانقاہ والا شان ملائک آشیاں ہرسال در ایام زمستان درچلہ خانہائے آں خانقاہ سر انجام اربعین صوفیاں ترتیب مے نمودند و ایں جماعت عالی ہمت از ماسوی اللہ ترک وتجرید نمودہ در راہ غزائے نفس وجہاد اکبر ثابت قدم می نہادند و آنحضرت پیوستہ کلیات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ وکتب تصانیف ایشاں وتصانیف حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ وتفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل تالیف علامہ صوفی علاؤ الدین علی محمد بن ابراہیم البغدادی وتفسیر حسینی ملا حسین واعظی وتفسیر معالم التنزیل وکتاب مصابیح تصنیف شیخ ابو محمد الحسین البغوی ومنطق الطیر شیخ عطار ورسائل مشائخ عظام جہت تعلیم ارباب سلوک می خواندند وفقہ احوط فارسی از عراق ہمراہ خود آوردہ بود ہماں نسخہ را ضعفاً واطفال مریداں ومخلصانِ خود را بہ درس وتعلیم می خواندند وفرائض ونوافل وواجبات وسائر عبادات وطاعات موافق آں نسخہ ادا می کردند واطفال ذی شعور ومعتقدانِ ناخواندہ گاں را کلمات بنیاد ایمان وبنیاد اسلام وچہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ مے آموختند

Marfat.com

کلمۂ بنائے ایمان

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

کلمۂ بنائے اسلام

کَلِمَۃُ شَہَادَتَیْنِ وَالصَّلٰوۃُ الْخَمْسُ وَصَوْمُ الرَّمَضَانَ وَزَکٰوۃُ الْمَالِ وَحَجُّ الْبَیْتِ ۔

و می فرمودند کہ ایں ہر دو کلمات اصول ایمان و ارکانِ اسلام است و منقول است از حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ ہر کہ ایں کلمات بر زبان اقرار دارد و بہ دل تصدیق و بہ تن عمل و متابعت سنت نبوی باشد مومن کامل است ۔

اگر عمل بہ متابعت سنت نہ باشد بدعت است و صاحب بدعت کلاب اہل نار اند ۔ اگر بہ تن عمل نہ دارد او فاسق است و فاسقاں بقدر قصور عمل در دوزخ معذب باشند پس نجات شوند و اگر بہ دل تصدیق نہ باشد او منافق است ۔ منافقاں در زیریں درکات جہنم باشند و اگر کسے بر زبان ہم اقرار نباشد او کافر مطلق است

چہاردہ کلمات قدسیہ صوفیہ

(۱) بندۂ خدا
(۲) ذریت آدم
(۳) ملتِ ابراہیم
(۴) امتِ محمد
(۵) دین اسلام
(۶) کتاب قرآن
(۷) کعبہ قبلہ
(۸) متابعت سنت
(۹) محبت علیؑ
(۱۰) سلسلۂ ذہب

Marfat.com

(۱۱) مذہب صوفیاء (۱۲) مشرب ہمدانیہ

(۱۳) روش نوربخشیہ (۱۴) مرید مرشد

شرح آں کلمات قدسیہ در جملہ کتب متداولہ چوں فقہ و اعتقادیہ و تصوف مفصل است۔ اما مختصراً قریب بہ فہم عوام الناس باشد این است کہ

بندۂ خدا

یعنی ما ہمہ بندہ خدائے یکتا ست واو تعالے مالک الملک است و خالق کل۔

ذریت آدم

یعنی ما ہمہ نوع انسان ذریت آدم علیہ السلام اند واو پدر ما ست بلحاظ رنگ وذات تخلیق ما جدا نیست بلکہ از یک نسل بخلاف اعتقاد فاسد دہریہ کہ ایشان از وجود خدا جل جلالہ وخلقت ذات واحد حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام منکر اند وتخلیق انسان بلحاظ رنگ وذات وملک جدا جدا مے پندارند۔

ملت ابراہیمؑ

یعنی ما بہ ملت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام در توحید الٰہی جاں نثاریم و از عبادت غیر اللہ ودر امورے کہ از طاقت انسان بیرون است استعانت من غیر اللہ بیزاریم۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ما ہمہ امت محمد رسول اللہ ایم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ امت دیگر پیغمبراں

Marfat.com

سابقہ کہ شرایعت ایشاں منسوخ است و پیغمبر ما خاتم الانبیاء است لا نبی بعدہ۔

دین اسلام

دین ما اسلام است کہ برگزیدۂ خدا است و مکمل است۔

کتاب قرآن

کتاب ما قرآن مجید است د بآں تمسک کردیم و دراں کتاب عزیز بہیچ سببے و تحریفے ماراہ نیست و نخواہد بود۔

کعبہ قبلہ

یعنی قبلۂ ما کعبہ شریف است ہر کجا باشیم نماز بطرف کعبہ متوجہ شدہ ادا کنیم

متابعت سنت نبوی

یعنی ما جملہ عملیات چہ اصول باشد و چہ فروع متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کنیم نہ بظن خود۔

سنت نبوی سہ قسم است فعل رسول قول رسول تقریر رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد از سنت طریقہ رسول خدا است صلی اللہ علیہ وسلم پس فعل رسول آن است کہ ذات مبارک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درعمل آوردہ است چوں بیان نماز و تعاقبات و نماز سنت راتبہ و صوم روز عاشورا وغیرہ۔

قول رسول۔ آن است کہ آنچہ بزبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

امرے یا ترغیبے دادہ است لیکن ثبوت بفعل ذات خود ندارد چوں نماز تسبیح وصوم داؤد وحج تمتع وغیرہ۔

تقریر رسول۔ آن است کہ آنچہ بقول وفعل رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثبوت نیست اما در حضور آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسے از صحابہ در عمل آورد وآنحضرت علیہ السلام آں عمل را برقرار نہاد و برآن تعرضے نہ فرمود چوں قول یک صحابہ کہ در اثنائے نماز کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بوقت قومہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فرمودند او گفت رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد فراغت نماز آں صحابہ را تعرضے نہ فرمودند بلکہ آں دعا برقرار نہادند۔

محبتؐ علیؑ

یعنی ما ہمہ محب حضرت علی مرتضیٰ ایم نہ مبغض ایشاں علیہ السلام بفرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یَا عَلِیُّ یُحِبُّکَ مُؤْمِنٌ وَّ یُبْغِضُکَ مُنَافِقٌ۔

سلسلۃ الذہب

یعنی ما ہمہ در سلسلۃ الذہب اولیاء اللہ اعتصام کردیم کہ در صحت سند وقدر منزلت مشائخ عظام اہل طریقت ہچو زنجیر زر خالص اند دست بدست مضبوط گرفتہ سند متصلہ غیر منفصلہ از حضرت امیر کبیر علی ہمدانی قدس سرہ تا حضرت امام علی رضا علیہ السلام واز اں حضرت تا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام واو از حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم احکام شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت حاصل کردہ اند ازیں جہت ایں

Marfat.com

سلسلہ را حبل اللہ المتین خواندہ شود۔

مذہب صوفیہ

ما از جملہ مذاہب مذہب صوفیہ اختیار کردیم کہ ازیں مذہب تصفیۂ قلوب و تزکیۂ نفوس حاصل شدہ تقرب باری تعالےٰ بقدر عبادات و ریاضات طالبان حق حسب مشیّتِ مسبّب الاسباب فیض یاب شوند

مشرب ہمدانی

یعنی آنچہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ رحمۃ الباری شربتِ تصوف از ظروف سلسلۂ ذہبیہ تشرّب فرمودہ اند ازاں مشرب ماہم تشرب کنیم زیرا کہ از ارشاد و ہدایت حضرت امیر کبیر ہمدانی مارا نور ایمان و نعمت اسلام حاصل شدہ است۔

روش نوربخشیہ

یعنی طریقۂ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ اختیار کردیم کہ از افراط و تفریط راہ وسطی و استقامت گزیدہ باحکام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت بقدر کسب طالبانِ حق راہنمائی فرمودہ اند۔

مرید مرشد

یعنی ایں طریقۂ تقرب الٰہی و دولت نامتناہی بہ صحبت مرید صادق دم و ثابت قدم با مرشد سے کامل کہ عالم باعمل از اغراض نفسانی و علائق دنیاوی مبرا باشد حاصل شود اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا کَمَالَ الْحُسْنٰی بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

Marfat.com

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ہمیشہ این کلمات قدسیہ را بعد اوراد فجیہ و اوراد عصریہ وظیفہ مے داشتند۔

حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اکثر اوقات بعد از فراغ نماز ظہر کتاب منطق الطیر را درس مے فرمودند و جملہ صوفیاں بسمع رضا استماع میکردند

روزے آنحضرت فرمودند کہ امروز منطق الطیر شیخ عطار حاضر کنید چوں آں کتاب را حاضر کردند بابا علی نجار را فرمودند کہ از منطق الطیر آں محل بجار
را بکشید کہ چوں مرغان سیمرغ برائے رہنمائی خود طریق مشورت نمودند جہت تحقیق رہبر قرعۂ امتحان انداختند و قرعۂ ایشاں بنام ہدہد ہادی افتاد و سوال سائلے دراں وقت از وقوع ایں امر و جواب ہدہد ازیں احوال۔

پس حضرت بابا علی آں محل را کشیدند و حضرت میر فرمودند تا آں حکایت بخوانید و آں حکایت لطیفہ دراں کتاب شریف بایں طور مذکور است

سوال سائلے

سائلے گفتش کہ اے بردہ سبق — تو بچہ از ما سبق بردی بہ حق
چونکہ راہ ما بقرعہ رہ کشاد — قرعۂ ما ہم بنام تو فتاد
چوں تو چوں مائی و ما چون تراست — درمیان ما تفاوت از چہ خاست
چہ گناہ آمد ز جسم و جان ما
قسم تو صافی و دُردی زانِ ما

جواب ہدہد

بعد ازاں ہدہد سخن آغاز کرد — پردہ از روئے معانی باز کرد
گفت اے سائل سلیماں باہمی — چشم افتاد است بر من یکدمی
نے بسیم ایں یافتم و نے بزر — ہست ایں دولت ہمہ ازاں یک نظر

Marfat.com

یک زماں از زیر چشم پادشاه — کرد در من از سر رحمت نگاه
این همه تشریف و صد چندین دگر — یافتم از عزت آں یک نظر
خلعت عزت کشیده در برم — افسر شاهی نهادم بر سرم
هر که چشم دولتے بروے فتاد — جان صد کس مرد را در پے فتاد
تا نیفتد بر تو مردے را نظر — کے تواں یافت دولتے از سیم و زر
نے بہ طاعت این بدست آرد کسے — زانکہ کرد ابلیس از طاعت بسے
ور کسے گوید نباید طاعتے — لعنتے بارد بر و ہر ساعتے
تو بطاعت عمر خود می بر بسر — تا سلیمان بر تو اندازد نظر

چوں تو مقبول سلیماں آمدی
ہر چہ گویم بیشتر زاں آمدی

حضرت بابا مادام این ابیات را خواندند و در پیش آنحضرت منتظر بود تا آنحضرت چہ چیز فرماید و چوں از خواندن این ابیات فارغ شدند حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ بجملہ صوفیاں متوجہ شدہ فرمودند۔
"آں نظر رحمت کہ حضرت سلیمان علیہ السلام درباره ہدہد مبذول داشت جہت خدمت و اطاعت ہدہد بود پس ہر کسے در خدمت و اطاعت استاد و شیخ خود کمر بستہ جانبازی باشد آں کس بہ نظر مربی و مرشد و معلم خود مقبول شوند و سربستہ کارہا بیک نظر آں مخدوم و مرشد کشودہ سرفرازی بہ ہمسراں و ہم قرناں خود مشوند"۔
و از تربیت آں حضرت میر والاشان و با طاعت مریدان اخلاص نشان ہمچوں بابا علی و حاجی علی و درویش زیرک و درویش کمال و ملا عبد الرحمن و صوفی جمال و بابا شمس و غیرہم اسباب کشف و کرامات و تعبیر واقعات بغایت مشہور بودند۔
و از حضرت بابا شمس الدین حکایتے مشہور است کہ در یک مجلس در

Marfat.com

تعزیتے وفات یک صوفی جمع کثیر از علماء و فضلاء و اکابر جمع بودند و دراں مجلس میان علماء از معنیٔ ایں حدیث کہ اَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ دریافت برآمد و جملہ علماء رجوع بہ معلّم اہل کشمیر کاشف معضلات احادیث و تفاسیر مولانا حافظ بصیر نمودند۔

و حضرت مولانا حافظ بصیر معنیٔ ایں حدیث بدیں طور تقریر نمود کہ اکثر اہل جنّت آنہا باشند کہ در کاروبار دنیوی بلہ وار و بے پروا می زیند و تمامی ہمت ایشاں بہ مہمات آخرت پیوستہ باشد و جملہ علماء تقریر حضرت حافظ مسلّم داشتند و ایں بابا شمس مرید حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن دراں مجلس حاضر بود باوجود آنکہ از علوم ظاہری چنداں نخواندہ بود بجانب مولانا حافظ بصیر متوجہ شدہ بطریق مسالت پرسید کہ

"حضرت مخدومی ایں حدیث را احتمال ایں مفہوم ہم داشتہ باشد کہ اَکْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ یعنی آنہا کہ در دنیا معبود خود را عبادت و طاعت از برائے تحصیل جنت کردہ باشد و پروردگار خود را بجہت الوہیّت و ربوبیّت نپرستند بلکہ طاعت و عبادت خود را وسیلۂ نعیم جنت ساختند تمامی آنہا ابلہ و نادان اند و از تجلّیات انوار الٰہی غافل نشستند و جملہ آں ہا بے عقل اند کدام نادان جاہل از و ابلہ تر باشد کہ صاحب خانہ را گذاشتہ بہ نعیم خانہ مشغول شود و از خداوند خانہ بے خبر گشتہ۔

و چوں مولانا حافظ بصیر از زبان بابا شمس الدین ایں معنی را استماع نمودہ از سر شوق در گریہ افتادند و بعد از گریۂ بسیار بہ بابا شمس الدین تحسین نمودہ فرمود کہ

"اصل معنی ایں حدیث ہمیں تواند بود زیرا کہ ایں معنی موافق ایں حدیث نبوی است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ۔

Marfat.com

زاہد در ہوائے حور و قصور　　ماندہ از وصال جاناں دور
شو گرفتارِ عشق چوں مجنوں　　یا خریدار دار چوں منصور
تا بیابی ز بحرِ بے پایاں　　ذوق یک قطرۂ شراب طہور
زیں چنیں آفتاب عالم سوز　　پس دلدار گشتۂ مستور
سایہ بگذار و آفتاب طلب　　کہ مساوی نیسند ظل و حرور

ایں طائفہ اہل اللہ در کتاب باری تعالیٰ بہ اولوالالباب موسوم اند کہ ہمہ احوال ایشاں در ذکر حق و تفکر کائنات مستغرق و ثابت قدم اند و نظر ایشاں بر قدم و ہوش در دم یعنی دوام آگاہی اند و در حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایں طائفہ مخلصاں را قدم موسوم اند کہ چوں بروز حشر رضوان جنت را حکم شود کہ ایں طائفہ مخلصاں را بلا حساب در جنت داخل کنید و برائے ایشاں ابواب جناں مفتوح دارید ایشاں از عرصۂ محشر آوردہ شوند چوں بدروازۂ جنت می رسند ایشاں از دخول جنت انکار کنند بلکہ قدم ایشاں بر عتبۂ جنت سے زنند و میگویند کہ در دار دنیا برغبت جنت طاعت و عبادت نکردہ ایم و نہ بطمع نعیم جنت مجاہدات و ریاضات کشیدہ ایم مارا بہ جنت چہ کار
و باری تعالیٰ آں از خداوند عالم جہنم را فرمان شود کہ هَلِ امْتَلَأْتِ جہنم استدعا کند هَلْ مِنْ مَزِيدٍ پس آں طائفہ قدم بہ جہنم سے نہند و جہنم ہماں لحظہ نیست سرد بشود و گوید قط قط یعنی بس بس و بہ سوگند ہا فریاد کند کہ بعزتک وجلالک ایں طائفہ قدم از من دور دار کہ از ایشاں بغایت سرشندہ ام بذوق سوز سے من سلب لذت شدہ است۔
پس ایشاں از جہنم بیروں کردہ پرسیدہ می شوند کہ شما چہ خواہید و مقصود شما چیست گویند مطلوب ما وصول معبود و تجلی بلا محجوب غایت مقصود ایم نیست ذات بے مثل حجاب بر داشتہ بہ تجلی رویت بے چون را مشرف کنند و بہ جہت دوامی رویت باری تعالیٰ دخول جنت منظور کنند کما فی

Marfat.com

قوله تعالیٰ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ و ایشاں قلیل اند کما فی قوله تعالیٰ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ و ایضاً ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

ما سوائے پیغمبراں وایں طائفہ قلیلہ۔ باقی اکثر اہل جنت حسب مراتب بعض را در ہفتہ یک بار و بعض را دو بار و بعض را چہار بار از رویت الٰہی مشرف گردانند۔

غرض آنکہ بعض مریدان حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ از علوم ظاہری چنداں بہرہ نہ داشتند اما الواح قلوب ایشاں سادہ بودند و بہ کثرت ریاضت صفائی بواطن خود را بداں مرتبہ رسانیدہ بودند کہ معانی احادیث و تاویلات آیات را بہ چنینے تفسیر مے نمودند کہ علمائے بلا نظیر آں معانی را بسمع رضا اصغاء مے فرمودند۔

زملک تا ملکوتش حجاب بردارند کسیکہ خدمت جام جہاں نما کنند

و حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ سرہ شریف در ایام کمال بنفس خود با ربعین نشستہ بہ تربیت سالکان اشتغال می نمودند و بعد ازاں بقیہ عمر مبارک خود در حصہ آخر شب بخانقاہ متبرکہ آمدہ بوظائف اوقات بہ تہجد و نوافل و اذکار مشغول مے شدند و تا نماز صبح اوراد صبحیہ بآواز دلسوز می خواندند و بعد ادائے جماعت صبح باوراد صبحیہ مے نشستند بعد از فراغ اوراد بہ تدریس کتب و بہ کار و بار مناسبہ و بمواعظ حسنہ وغیرہ اشتغال داشتند و بعد از نماز اشراق از خانقاہ بیروں آمدہ بجماعت صوفیاں بکار ... مشغول داشتند و بوقت نماز پیشیں بخانقاہ در آمدند و نماز با جماعت مے گذاردند و از وظائف فارغ شدہ باز بیروں برآمدند و تا نماز عصر با مردمے کہ بملاقات آنحضرت می آمدند صحبت می داشتند و بحرف و حکایت ایشاں اشتغال می نمودند پس نماز دیگر بجماعت ادا کردہ باوراد عصریہ می نشستند

Marfat.com

وبعد از نماز شام وخفتن بخلوت خود می درآمدند وبعد از طعام وبعد از ادائے چند تسبیح آرام می داشتند وبه همیں نہج پانزده سال گزرانیدند۔

وحضرت شیخ دانیال در مدت حیات والد بزرگوار چند سال اربعینہائے نشست وانواع عزلت مداومت مے ورزیدند وبوظائف اوراد واذکار وقواعد لیل ونہار مواظبت می نمودند وحضرت والد بزرگوار ہم در تربیت وارشاد او مساعی جمیله ارزانی می فرمودند وبعد از اربعینے چند خلعت اجازت اخذ بیعت مریدان مرخص شدند۔

وحضرت شیخ دانیال بعد از تحصیل ایں اجازت ارشاد تمام مریدان پدر بزرگوار را دعوتے بزرگ دادند ومجلس عظیم ساختند وبعد از فراغ طعام جمله اکابر خلفائے حضرت میر قدس سره دست ارادت بدامن بیعت حضرت شیخ دانیال دادند بعد وقوع مراسم ایں بیعت بسه سال یا چہار سال حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن ادام الله برکاته نود ونه سال عمرش رسیده در سال نهصد وسی ودو هجری از ایں دار ملال بقرب جوار ذوالجلال ارتحال فرمودند اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔ تاریخ وفات آں صاحب کمال مضمون ذَاهِبٌ اِلَی اللّٰهِ متقی برشته گزارش کشیده شد ومرقد مبارک آنحضرت در موضع زڈیبل زیارتگاه عام وخاص گردیده شد۔

Marfat.com

احوال حضرت شیخ دانیال شہید قدس اللہ سرہ خلیفۂ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن ادام اللہ برکاتہٗ

حضرت شیخ دانیال بن میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہم در سنہ نہ صد ہجری بمقام درشت در ولایت رے ملک عراق عجم تولد فرمودند واسم شریف دانیال بہ تجویز حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ موسوم کردند و بعمر دو سالگی ہمراہ والدین بزرگوار از ملک عراق بولایت کشمیر در آمدند و بعمر شریف دوازدہ سالگی بہ تربیت و تعلیم پدر بزرگوار بعلوم ظاہری و باطنی فائق شدند و در حیات والد بزرگوار چند سال باربعینہا نشست و تمام طریق و قواعد سلوک حاصل نمودہ خط اجازت اخذ بیعت از پدر بزرگوار خود حاصل کردند و بوقت وفات حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سی و دو سال عمر شریف رسیدہ بودند و بعد از وفات آن صاحب کمال سہ سال بمعیت صوفیان در اربعین نشستند و بعد از ان بطریق والد بزرگوار بوقت نشاندن درویشان باربعین حاضر مے شدند و درویشان را باربعین نشاندہ بحجرۂ خاص خویش میرفت و ہمیشہ در صحت و مرض ایشان خبرگیری مے کردند خود از علائق دنیوی منقطع و یکسو گزیدہ مدام متوجہ الی اللہ می بودند۔

ازین جہت بعض مریدان حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن و مریدزادگان ناعاقبت اندیشان در طریق و روش آنحضرت بفرط محبت یا از اغراض دیگر افراط تفریط کردند و بعضے سخنان نامناسب و رسومات نامشرع احداث کردند و بغلو محبت یا بد اعتقادی اختیار نمودہ آن سخنان و رسومات

Marfat.com

نامشروع را بآں حضرت میر محمد عراقی و بہ بزرگان متقدمین منسوب کردہ بزبان گفتند و در کتب و رسائل مصنفات ایشاں نوشتند کہ

(۱) پیر طریقت را سجدۂ تعظیم کردن طریقۂ مرشد ما است بلکہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی فرمودہ اند کہ سجدۂ تعظیم برائے مشائخ طریقت سنت خیر الانام است۔ بلکہ

(۲) حضرت میر شمس الدین محمد عراقی فرمودہ است کہ خانقاہ نوربخشیہ ہمرتبۂ خانہ کعبہ است بلکہ از کعبہ برتر

(۳) ہر کہ بخانقاہ نوربخشیہ یک طواف کند برابر ہفت طواف خانہ کعبہ است (نعوذ باللہ)

پس بہ ہمیں اعتقاد فاسدہ عوام سادہ دلانِ نوربخشیہ ہر روز و شب بطوافِ خانقاہ نوربخشیہ در زدو بیل مشغول بودند و لیل و نہار دراں جا مردو زناں ہجوم مے گشتند۔

(۴) و ایضاً ہر جائے کہ اسم حضرت سید محمد نوربخش مذکور شدے ایشاں دراں جا امام محمد نوربخش مہدی موعود علیہ السلام مے گفتند و در کتب و رسائل ایشاں مے نوشتند۔

(۵) و ہر جائیکہ ذکر حضرت شاہ قاسم فیض بخش کردہ شود ایشاں دراں جا "حضرت شاہ ولایت" بزبان مے گفتند و بہ قلم مے نوشتند حالانکہ "حضرت شاہ ولایت" صفت امیر المومنین علی علیہ السلام مخصوص است۔

(۶) نیز ہر جائے کہ اسم حضرت میر شمس الدین محمد عراقی مذکور شود بر آنجا "حضرت امیر کبیر" می گفتند و مے نوشتند حالانکہ "امیر کبیر" صفت حضرت سید علی ہمدانی مشہور است۔

پس آں رسومات طواف و سخنانِ نازیبا باعث بدنامی حضرات بزرگانِ نوربخشیہ شدند و موجب ایذا و تکلیف جملہ اہل نوربخشیان کشمیر

Marfat.com

شدندے

چو از قومے یکے بیدانشی کرد | نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علف زار | بیالاید ہمہ گاوان دہ را

چوں میرزا حیدر گورگان باوصاف گرگان بہ کشمیر متسلط شدند و از سن نہ صد و چہل و ہشت ۹۴۸ ہجری تا نہ صد و پنجاہ و ہشت ۹۵۸ دراں مملکت مستولی شدند جملہ علمائے تسنن و تشیع اگرچہ درمیان ایشاں منافرت و در عقائد و اعمال بعد المشرقین بودند ولیکن در افتاء و ایذائے طوائف صوفیاں بہ شامت افعال ناعاقبت اندیشاں موضع قدح و الزام یافتہ آن سخنانِ ناموزوں پیش مرزا حیدر عرض نمودند و کتب ہائے ایشاں در ثبوت پیش کردند و بہ کفر و زندقہ فتوائے دادند۔

پس میرزا حیدر گورگان بلاتحقیق حقیقت امر مصائب و شدائد بہ جملہ صوفیانِ نوربخشیہ یارید نداخراج و جلا وطن و بہ قتل عام و لبسوختن خانقاہ نوربخشیہ در زدیل و کتب ہائے ایشاں و بہ تبدیل روش نوربخشیہ بجبر و قہر اشتغال نمودند۔

و حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ ازاں خطرات ہا کہ از توطن کشمیر ملول خاطر گشتہ عازم مسافرت باچند صوفیاں روئے بہ تبت خورد نہادند و چوں ولایت گریز نصف راہ تبت رسیدہ بودند لشکریان پےبردی صفت را وقوف یافتہ در پئے حضرت شیخ تعاقب کردند و از گریز گرفتار کردہ بہ کشمیر باز آوردند پس آنحضرت بہ حضرت سید الشہداء کربلاء جام شہادت چشیدہ ملحق شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تاریخ شہادت حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ مضمون "دشت کربلا" ۹۵۶ سنہ بہ تحقیق و صحت درست افتاد۔

حضرت شیخ دانیال شہید اگرچہ ازاں اعتقاد نامشروعہ و سخنان مخترعہ

Marfat.com

ملوث نہ بودند تاہم آں ظالمان بآں حضرت ہم متہم کردند بعد ازاں عمر سلطنت مرزا حیدر گورگان مثل حکومت یزیدی شش ماہ بود و سلطنت از قبیلہ گورگان رفت۔

بعد از شش ماہی قبیلہ کھچ کشمیری بوصف مختار ثقفی بواسطۂ انتقام آن بدانجا مے کمربستہ شدند و در سنہ نہصد و پنجاہ و ہشت ہجری بہ قتل رسانیدہ منقضی شدند۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ‎و سلطنت کشمیر قبیلہ کھچ بآں حد غالب گشتند کہ دساں زمان کشمیر را کھچول مے گفتند و اہل تبت تا ایں زماں کشمیر را کھچول و کسان کشمیری را کھاچی مے گویند۔ والحمد للہ وحدہ والسلام علی من اتبع الہدی۔

بحمد اللہ و فضلہ و بحسن توفیقہ کتاب طبقات نوریہ و احوال مشائخ نوربخشیہ بہ اتمام رسیدہ شد

قطعہ

الٰہی عاقبت محمود گردان	گل امید ز غنچہ کن بخنداں
مولف را بہ بخش الفت زیاکاں	شود تا در جہاں مسرور و خنداں
ہمی طبقات نوری شد بانجام	شدند ارواح قدسیاں بخنداں

بحمد اللہ سعیم شد بہ انجام
چو توفیقش رفیق شد کرد آساں

(صوفی محمد بن ملا محمد مرید با لواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن قدس سرہ)

Marfat.com

ضمیمہ

شجرہ نسب سلاطین کشمیر متعلقہ این کتاب و مدت حکومتِ ایشان

- سلطان (شاہ میر) شمس الدین ۷۴۵ – ۷۴۸ھ
  - سلطان جمشید ۷۴۹ – ۷۵۰
  - سلطان علاء الدین ۷۵۱ – ۷۵۲
    - سلطان شہاب الدین ۷۵۳ – ۷۷۶ھ
    - سلطان قطب الدین ۷۷۷ – ۷۹۵
      - سلطان سکندر ۷۹۶
        - سلطان زین العابدین (بڈھ شاہ) ۸۲۶
          - سلطان حیدر ۸۷۹
            - سلطان حسن شاہ ۸۸۰ – ۸۸۸
              - سلطان محمد شاہ ۸۹۰ – ۸۹۲، ۹۰۲ – ۹۱۰
          - آدم خان ۸۹۰
            - سلطان فتح شاہ ۹۱۱ – ۹۴۴
              - سلطان نازک شاہ ۹۴۵ – ۹۴۷ زوال شد

حکومت مرزا حیدر گرگان ۹۴۸ – ۹۵۸

حکومت چک ۹۵۹

Marfat.com

Marfat.com

ترجمہ

کتاب طبقات نوریہ

و

احوال مشائخ نوربخشیہ

مترجم

محمد سلیمان کیلانی

Marfat.com

Marfat.com

طبقات نوریہ

حالات مشائخ نوربخشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تمام تر تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالےٰ ہی کے لیے ہیں اور درود و سلام اللہ تعالےٰ کے حبیب اور ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر ہوں جو ہر صاحب "حال" کا ملجا و ماویٰ ہیں اور آپ کی آل اور آپ کی امت کے اولیاء پر بھی جو صاحب "حال" ہیں۔

اما بعد:۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں طبقات نوریہ کے حالات ہیں یعنی نوربخشی مشائخ کے سوانح حیات۔ حاسدانِ زمانہ اور غالی ارادتمندوں نے چونکہ ان کی تعریف اور مذمت میں اعتدال کی راہ چھوڑ دی اور افراط و تفریط کی راہ اختیار کر رکھی ہے یہانتک کہ حاکمانِ وقت ہر زمانہ میں ان کے متعلق کچھ ایسے شکوک و شبہاتؔ میں مبتلا رہے کہ ان کی تکلیف اور مضرت کا باعث ہوئے بعض ان میں سے قتل ہوئے اور شہادت کا شربت نوش کیا بعض قید و بند کے مصائب میں مبتلا رہے بعض اپنے شہر میں رہنے کے پابند رہے اور بعض کو ملک بدر کیا گیا اور ایسے حالات "سید العارفین" کے زمانہ سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہیں۔

ان حالات میں میں نے مناسب سمجھا کہ وہ حالات صحیح صحیح بیان کر دیئے

Marfat.com

جائیں جن پر دشمنوں اور غالی دوستوں نے پردہ ڈال رکھا ہے اور ان مشائخ کی سیرت و حالات منکشف ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کے قول کہ "ہم نے تیرا پردہ دور کر دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے" کے مطابق ایک حقیقت نما آئینہ چند اوراق میں ناظرین اور معتقدین کے سامنے رکھ دوں اور دریا کو کوزہ میں بند کر دوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے پوری توقع رکھتا ہوں کہ اس ارادے کی تکمیل میں اس کی مدد ضرور شاملِ حال ہو گی۔

اور ان اوراق کی تسوید و تحریر کا مقصد یہ ہے کہ طالبانِ حق کو شوق اور عالمانِ دین کو ذوق پیدا ہو اور حاکمانِ وقت مشائخ طریقت اور پیرانِ حقیقت کے صحیح حالات سے واقف ہو کر ان پر زیادتی نہ کریں اور بدگمانی کو حسن ظنی سے تبدیل کر کے ان سے اچھا سلوک کریں۔ اور واصلانِ حق نے فرمایا ہے کہ جس زمانہ میں عالم ربانی اور مرشد حقانی نہ مل سکے اس زمانہ میں واصلان حق کی حیات طیبہ کے اوراق کا مطالعہ کرنا بمصداق مقولہ کہ "صحبت تاثیر رکھتی ہے"۔ پیر کامل اور مرشد واصل کے قائم مقام ہوتا ہے سے

"نیک آدمی کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی اور اسے ان کے ہم نشین تجھے خوش وقت کر دے گی"۔

اور وہ رسومات کے غبار جو انقلابات زمانہ اور طویل مدت کے بعد بے علم اکابرین اور بے حوصلہ پیشواؤں کی وجہ سے ان ائمہ دین کے اعمال و عقائد اور سلف صالحین کے طریقہ پر تہ بہ تہ چڑھ گئے ہیں ان نیک لوگوں کے حالات کی مصاحبت اور ان کی تصنیف کردہ کتب کی محبت کی برکت سے حقیقت کی راہ کھل جائے اور اطاعت نما رسومات کا زنگ تحقیق کی صیقل سے دور ہو جائے اور عارفین یعنی مشائخ "سلسلہ ذہب" کی کتابوں کے تقابل کی کسوٹی سے جاہلوں کی بدعات اور نیک لوگوں کے معمولات میں تمیز ہو سکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حق کی تائید کرنے والا اور توفیق کا والی ہے اور اللہ تعالےٰ بلند و بالا کی مدد کے بغیر نہ تو

Marfat.com

گناہ سے اجتناب ہوسکتا ہے اور نہ کوئی نیکی ہی کی جاسکتی ہے۔

اپنے زمانہ کے امام العارفین اور اپنے وقت کے خاتم المجتہدین سیّد محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ وعلی جمیع الاولیاء کے حالات

اللہ تعالےٰ تیرے دل اور نگاہ کو ظاہری اور باطنی طور پر منور فرمائے۔ تجھے معلوم ہونا چاہئیے کہ جزیرہ نمائے عرب کی مشرقی سمت خلیج فارس کے مغربی کنارے کے پاس جو علاقہ ہے اس کو "لحصا" کہتے ہیں۔ اس کے صدر مقام کا نام بھی لحصا ہے یہی مقام حضرت سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کی جائے سکونت ہے اور اسی نسبت کی وجہ سے آپ اپنے بعض اشعار میں اپنا تخلص لحصوی لکھتے ہیں کہ آپ کے دادا عبداللہ کی پیدائش یہیں ہوئی تھی اور آپ کے والد بزرگوار مقام قطیف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ سترہ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جا ملتے ہیں اور آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے فرزند اسحاق کی اولاد سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی بعض تالیفات میں اپنے آپ کو "موسوی" لکھتے ہیں ؎

(۱) خانہ بردوش سلوک معنوی   والہٗ سید محمد موسوی (نجم الہدیٰ)

(۱) بلند مقام سید محمد موسوی معنوی سیر وسیاحت میں خانہ بدوش تھے۔

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی بھی محمد تھا۔ انہوں نے دنیا سے قطع تعلق کر رکھا تھا اور تجرّد کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کے لیے مشہد مقدس تشریف لے گئے اور امام عالی مقام

Marfat.com

علیہ السلام کی زیارت کے بعد قہستان کے علاقہ میں مراجعت فرما ہوتے اور قصبہ قائن میں سکونت اختیار کی اور یہیں نکاح کر لیا اور اس شادی کا نتیجہ یہ ہوا کہ قصبہ قائن ہی میں ۷۹۵ھ میں حضرت سید محمد نوربخش کی ولادت ہوئی۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم شریعت میں عالم متبحر ہو گئے۔ اور سلوک طریقت میں حضرت خواجہ اسحق ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی جو کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور قلیل مدت میں طریقت و حقیقت و معرفت کی منزلیں طے کیں اور اپنی استعداد و قابلیت کی بنا پر واصلین حق کی صف میں شامل ہو گئے اور آپ کے مرشد خواجہ اسحاق ختلانی نے اپنے ایک خواب کی بنا پر خود آپ کو "نوربخش" کا لقب عطا کیا چنانچہ حضرت شاہ سید نے خود اپنی واردات میں اس کا اظہار کیا ہے کہ

(ترجمہ اشعار)

(۱) میرے والد نے میرا نام محمد رکھا اور میرے بزرگ پیر نے مجھ کو "نوربخش" کا لقب دیا۔

(۲) میرے پیر شاہ اسحاق ختلانی ہیں اور وہ پیر کامل سید علی ہمدانی کے مرید ہیں

(۳) اور یہ علی ثانی شیخ محمود کے مرید ہیں اور شیخ محمود علاؤ الدولہ سمنانی کے مرید ہیں۔

(۴) اور علاؤ الدولہ کے پیر شیخ عبد الرحمن ہیں اور ان کو شیخ احمد جوزجانی سے ارادت ہے۔

(۵) اور ان کے پیر علی لالہ ہیں جو کہ شیخ نجم الدین کبریٰ کے مرید ہیں۔

(۶) اور ان کے پیر شیخ عمار تھے اور ان کے پیر شیخ ابو النجیب سہروردی ہیں

(۷) اور سہروردی شیخ غزالی کے مرید ہیں اور غزالی کو شیخ لساجی سے ارادت تھی

(۸) اور لساجی کے پیر ابو القاسم گورگانی ہیں اور ابو القاسم شیخ ابو عثمان غربی کے

Marfat.com

مرید ہیں۔

(۹) اور ابو عثمان علی کاتب کے مرید ہیں اور ان کے پیر شیخ غالب رودباری تھے۔

(۱۰) اور شیخ غالب شیخ جنید بغدادی کے مرید ہیں جو کہ خدا داد قابلیت کی بنا پر اس راہ کے سردار ہیں۔

(۱۱) اور ان کے پیر اور ماموں شیخ سری سقطی ہیں جو کہ شیخ ثانی معروف کرخی کے مرید تھے۔

(۱۲) اور شیخ کرخی حضرت علی موسیٰ رضا کے مرید تھے۔

(۱۳) مرید، خادم اور فرمانبردار تھے دن رات ان کی کفش برداری کرتے تھے۔

(۱۴) انہی سے آپ نے نور باطن حاصل کیا اور علی موسیٰ رضا نے ظاہری و باطنی علم اپنے باپ سے حاصل کیا۔

(۱۵) یعنی موسیٰ رضا نے اپنے باپ جعفر صادق سے حاصل کیا اور وہ اپنے باپ محمد باقر کے شاگرد تھے۔

(۱۶) امام باقر ان کا لقب اس لیے ہوا کہ ان کا علم حدود سے بہت آگے نکل چکا تھا

(۱۷) امام باقر اپنے باپ علی زین العابدین کے مرید تھے جو کہ اپنے باپ اور چچا کے ظاہری باطنی شاگرد تھے۔

(۱۸) امام حسن حسین ان کے شاگرد تھے جنکو شہر علم کا دروازہ کہا گیا ہے۔

(۱۹) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں علوم کا شہر ہوں اور علی میرے علوم کا دروازہ ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ خواجہ اسحاق ختلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا وہ خرقہ جو کہ حضرت امیر کبیر علی ہمدانی قدس سرہ نے ان کو آخری مرتبہ دیا تھا جناب سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کو خود اپنے ہاتھ سے پہنایا اور مسند ارشاد پر بٹھایا اور خانقاہ کے امور اور تمام مریدان کے سپرد کیئے اور فرمایا کہ میں کو راہ سلوک طے کرنے کا

Marfat.com

خیال ہو وہ سید محمد نوربخش کی خدمت میں حاضر ہو۔ کیونکہ اگرچہ وہ ظاہری طور پہ ہمارے مرید ہیں لیکن حقیقت میں ہمارے پیر ہیں۔ حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ نے اپنے بعض اشعار میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

"ہم اس خواجہ اسحاق کے پیر بھی ہیں اور مرید بھی جو کہ زمانہ میں شہید کے لقب سے مشہور ہیں"۔

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی نے جو کہ حضرت سید کے مرید تھے آنحضرت کے مقامات واحوال کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ

"جب خواجہ اسحاق کو کشفی طور پہ حضرت سید کی صحت وسیادت اور بلند مرتبہ کا علم ہوا تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا کہ میں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں اور اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ "جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پھر جس نے اس عہد کو توڑ دیا تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا اور جس نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا تو اللہ اسے بہت بڑا اجر دے گا"۔

اس کے بعد فرمایا۔ کہ "ہم جان کی بازی لگا دیں گے اور کبھی منہ نہ پھیریں گے" اور یہ شعر بھی اس وقت آپ کے دل پر نور کے مطلع سے ظاہر ہوا کہ ؎

"میں ایسے عشق کا غلام ہوں کہ اس سے خون کی بو آتی ہے اس سے خدا کی پناہ کہ یہ خیال دماغ سے نکل جائے"۔

اور حضرت خواجہ اسحاق قدس سرہ کے مریدوں میں سے بارہ آدمیوں نے اس روز آپ کے ہاتھ پہ بیعت کی اور کہا کہ آج ہم اسی عدد پہ اکتفا کرتے ہیں۔ اس وقت خواجہ اسحاق خانقاہ سے باہر آئے اور باقی ساتھیوں اور مریدوں نے بھی اسی وقت بیعت کر لی۔ لیکن عبداللہ برزش آبادی اور شیخ سلطان اور شیخ بہاؤالدین کشمیری جو حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے تھے وہ اس واقعہ سے پہلے رخصت ہو

Marfat.com

جا چکے تھے اس وجہ سے وہ بیعت میں شریک نہ ہو سکے۔

آپ نے دعوتِ خلق کے ارادہ سے بیعت لینا شروع کیا اور اس بیعت کے چودہ دن بعد یعنی ۸۲۶ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جمعہ کے روز آپ کوہ ہرتی کی طرف چلے گئے جو کہ ختلان کے علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے اور طریقت کی رسم کے مطابق آپ نے مخصوص لباس پہنا اور سیاہ پگڑی باندھی اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دینا شروع کی۔

اس زمانہ میں مرزا شاہرخ امیر تیمور لنگ کا بیٹا اپنے باپ کی وسیع سلطنت کے ایک حصہ پر حکمران تھا جو کہ ایران۔ توران۔ ہند اور عرب پر مشتمل تھی اور ختلان کا حاکم سلطان بایزید مرزا شاہرخ کی طرف سے مقرر تھا اس کو جب خواجہ اسحٰق اور حضرت سید کی اطلاع ہوئی کہ وہ بیعت لے رہے ہیں تو بعض مخالفوں نے سلطان بایزید کو حضرت خواجہ و سید کے ارادہ کے خلاف اطلاع بہم پہنچائی کہ یہ لوگ ظاہری خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پیشتر اس کے کہ بایزید ان سے ملاقات کر کے اصل حالات معلوم کرتا اس کو ہمراہ لے کر ان پر چڑھائی کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی ایک جماعت سمیت ان کو گرفتار کر لیا اور دارالخلافہ ہرات کی جانب ان کو روانہ کر دیا اور مرزا شاہرخ کو صورتِ حال کی رپورٹ کر دی۔ جب مرزا شاہرخ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ قاصد کی جہاں بھی ان سے ملاقات ہو جائے وہیں خواجہ اور ان کے بھائی اور حضرت سید نوربخش کو قتل کر دیا جائے۔

بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ اسی وقت مرزا شاہرخ کو پیٹ میں شدید درد اٹھا اور نہایت لاچار ہو گیا اور حسبِ عادت بہت علاج معالجہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور نہ آرام آیا۔ حکیم قوام الدین شاہرخ کے مقربین سے تھا اور علم طب میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ وہ علاج سے عاجز آ گیا تو اس نے عرض کیا کہ آپ نے سید محمد نوربخش کے قتل کا حکم نافذ کیا ہے حالانکہ دنیا میں اس وقت

Marfat.com

زہد، تقویٰ، علم، ریاضت اور کمالات صوری و معنوی میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے درد اٹھا ہے اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ اپنے اس سابقہ حکم کو واپس لے لو۔

مرزا شاہرخ نے اسی وقت قاصد بھیجا کہ سید محمد نوربخش اور خواجہ کو قید کر کے ہرات میں لایا جائے اور ان کو قتل نہ کیا جائے اسی وقت اس کے پیٹ کا درد بند ہو گیا اور وہ حیران رہ گیا۔

اور جب قاصد بلخ پہنچا تو خواجہ اور سید اور ان کے ہمراہی بھی بلخ پہنچ گئے مرزا شاہرخ کے پہلے حکم کے مطابق خواجہ اور ان کے بھائی کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد مرزا کا دوسرا قاصد پہنچ گیا تو اس کے مطابق حضرت سید کو قید کر کے ہرات میں لایا گیا اور جب ان سے حالات دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا ہم نے کسی مسلمان کے سر کا ایک بال بھی نہیں کاٹا اور کسی آدمی کی طرف کبھی کوئی تیر نہیں پھینکا لیکن اس واضح بیان کے بعد بھی زنجیروں میں جکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں بھیج دیا گیا اور اٹھارہ دن کے بعد آپ کو اس اندھیرے کنوئیں سے باہر نکالا گیا جو اس قلعہ میں تھا اور اسی طرح زنجیروں میں جکڑا ہوا آپ کو شیراز بھیج دیا گیا۔ اور ایک مدت تک بہبہان میں ان کی نگرانی ہوتی رہی اور بہبہان خوزستان کے قریب ایک مقام ہے اور شاہی پہریدار ان پر مقرر ہو گئے اور اس کے بعد آپ کو تکلیفیں بھی دی گئیں اور پھر کچھ مدت کے بعد والیٔ شیراز سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ ان کے پاؤں سے بیڑیاں اتار دی جائیں اور ان کو آزاد کر دیا جائے کہ وہ جہاں بھی جانا چاہے چلا جائے۔

اس کے بعد حضرت سید وہاں سے شوستر اور بصرہ کی طرف چلے گئے اور حلہ میں قیام کیا۔ لوگوں نے حضرت سید کی خدمت گذاری شروع کی۔ پھر آپ وہاں سے بغداد کی متوجہ ہوئے اور متبرک مقامات کی زیارت کی اور اس کے بعد کردستان میں آ گئے اور خیلی اور بختیاری قبیلے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت

Marfat.com

میں داخل ہوئے اور محبت اور خدمت گذاری کا وظیفہ بجالائے اور اس جگہ کے امرا اور اکابرین بھی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری کی راہ پر چلنے لگے بڑی مدت تک آپ کے نام کا سکہ جاری رہا اور منبروں پر آپ کے نام کا خطبہ بھی تا دیر پڑھا گیا۔

پھر حضرت سید قدس سرہ اس جگہ سے گیلان میں آئے اور پھر کردستان میں واپسی ہوئی اور اس وقت مرزا شاہرخ آذربائیجان میں تھا جب اس کو آپ کے کردستان واپس آنے کی خبر پہنچی اور حضرت سید کی کارروائیوں سے اس کو آگاہی ہوئی تو اس علاقہ کے امراء کو اس نے حکم بھیجا کہ جہاں بھی سید اور ان کے تابع لوگ مل جائیں ان کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں بھیج دیا جائے۔ جب مرزا شاہرخ کے لوگ آپ کو طلب کرنے لگے تو حضرت سید ختلان میں چلے آئے اور وہاں سے حضرت سید کو قید کر کے مرزا شاہرخ کے دربار میں لے آئے مرزا نے آپ کو مجلس میں طلب کر کے خوب ڈرایا دھمکایا اور جب حضرت سید کو معلوم ہوا کہ مرزا آپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو آپ اکیلے تن تنہا جان بچانے کے لیے وہاں سے فرار ہو گئے اور تین راتیں برف پوش پہاڑوں میں بسر کیں آپ کو کسی آبادی کا راستہ نہ ملا تو بالآخر آپ وہاں سے پھر ختلان کی طرف چلے آئے۔

والیٔ ختلان نے آپ کو گرفتار کر کے مرزا شاہرخ کے دربار میں بھیج دیا اور اس نے حکم دیا کہ ان کو اندھیرے کنوئیں میں قید کر دیا جائے۔ ترپن دن کے بعد آپ کو قید سے باہر نکالا گیا اور قید کر کے ہرات میں لے آئے جب آپ ہرات پہنچے تو مرزا شاہرخ نے آپ کو حکم دیا کہ جمعہ کے دن منبر پر چڑھ کر بر سرعام اعلان کریں کہ میں ظاہری خلافت و حکومت کا مدعی نہیں ہوں اور نہ میں امام محمد مہدی آخر الزمان ہوں اور اس مطالبہ میں بڑا اصرار کیا چنانچہ حضرت سید اسی طرح مقید اور پابزنجیر منبر پر آئے اور فرمایا کہ لوگ اس فقیر کے متعلق کچھ باتیں کہتے ہیں میں

Marfat.com

نے وہ باتیں بالکل نہیں کہی ہیں بہر حال میں کہتا ہوں کہ

"اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے"۔

اس کے بعد آپ نے فاتحہ پڑھا اور منبر سے نیچے اتر آئے۔ اس کے بعد جمادی الاول ۸۴۰ھ ہجری میں آپ کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور مرزا نے حکم دیا کہ آج کے بعد

(۱) اپنے پاس لوگوں کو جمع نہ ہونے دو۔

(۲) آپ سیاہ پگڑی نہیں باندھ سکتے۔

(۳) درس کی مجالس میں طریقت کی تلقین نہیں کر سکتے

(۴) آپ صرف علوم رسمی (ظاہری) کا شغل اختیار کر سکتے ہیں۔

لیکن ان احتیاطی تدابیر نے بھی مرزا شاہرخ کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور حضرت سید کا اثر و رسوخ روز بروز بڑھتا گیا اور اندازاً ایک لاکھ آدمی کے قریب آپ کی معیت میں پہنچ گئے۔

پھر مرزا کو خطرہ لاحق ہوا تو تیسری مرتبہ اس نے حضرت سید کو ماہ رمضان المبارک میں پاؤں میں بیڑیاں پہنا کر تبریز بھیج دیا اور حکم دیا کہ والی تبریز ان کو روم پہنچا دے۔ حضرت سید جب تبریز پہنچے تو ان کے پاؤں سے بیڑیاں اتار دی گئیں۔ آپ وہاں سے شیروان چلے گئے اور کچھ مدت وہاں قیام فرمایا اور مرزا شاہرخ کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا تعالیٰ کی حمد اور اسکے نبی پر درود کے بعد کہ جس نے کہا تھا ہمیں اس طرح اشیا دکھا جیسی کہ وہ حقیقت میں ہیں۔ حضرت بادشاہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ بیس سال کی مدت گذر رہی ہے کہ بادشاہ اس عاجز کی ایذا رسانی میں انتہائی کوشش کر رہا ہے۔ تین بار قید کیا ہے اور دو مرتبہ کنوئیں میں ڈالا ہے

Marfat.com

اور تقریباً ہزار فرسخ کا فاصلہ ہوگا کہ جس میں مجھ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرایا گیا۔ اور اب جبکہ بادشاہ کی آخری عمر ہے اور بادشاہی کا زمانہ ختم ہونے کو ہے اب بھی بادشاہ اسی فکر میں ہے کہ اس فقیر کو پھر پکڑ کر قید کر دے اور کشف والوں کے نزدیک اب یہ ناممکن ہے کیونکہ دیدہ وروں نے تین ہی قیدیں دیکھی تھیں اور جاننے والوں نے جانی تھیں۔ اب بادشاہ سے یہ امید ہے کہ اپنے کیے پر پشیمان ہو اور خدا سے بخشش مانگے اور اب اس سے زیادہ خاندان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی کی اور تکلیف دہی کی کوشش نہ کرے اور بڑائی و بلندی صرف اللہ کے لیے ہے

میں ہوں محمد نور بخش

بعض مخلص مریدوں نے حضرت سید سے اس عبارت کے معمہ کے متعلق دریافت کیا کہ "کشف والوں کے نزدیک محال ہے اس لیے کہ دیدہ وروں نے تین ہی قیدیں دیکھی تھیں"۔

تو آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش سے پہلے جناب تجلی مآب قدوۃ المرشدین شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب عوارف المعارف نے ہرات میں رمضان شریف کے ابتدا میں ایک سچا خواب دیکھا تھا کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام تین مرتبہ آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور تیسری بار وقت پہلی دو مرتبہ سے کمتر تھا۔ پھر بعینہ اسی طرح تعبیر واقع ہوئی۔ کہ پہلی مرتبہ مدت قید چھ ماہ تھی اور قید سخت تھی اور اس کے ساتھ ہی قتل کا حکم بھی تھا۔

دوسری مرتبہ قید کی مدت چار ماہ تھی اور کنوئیں کی قید اور پابندیاں سخت تھیں اور قتل کا حکم تھا۔

اور تیسری مرتبہ مدت قید دو ماہ تھی۔ پابندیاں ہلکی تھیں اور قتل کا حکم نہ تھا۔

پس اب اسکی حکومت کی مدت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اب آل محمد صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کی نوبت ہے

آپ کا یہ خط پہنچنے کے بعد بدنصیب میرزا شاہرخ صرف ایک سال تخت سلطنت پر فائز رہا بلکہ سال سے پہلے ہی اس دنیا سے جہنم اور ہلاکت کے درکات میں پہنچ گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت سید قدس سرہ کی پیشگوئی اور اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا کہ مرزا شاہرخ ۸۵۰ھ میں مر گیا اور شہر بلخ میں دفن ہوا۔

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے منقول ہے کہ شیخ محمد غلبی بھی حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے آخری طبقہ کے مریدوں میں سے تھا۔ یہ سولغان کا رہنے والا تھا اور اس علاقہ کی اکثر زمین اس کے آباؤ اجداد کی ملکیت تھی۔ جب اس علاقہ میں حضرت سید قدس سرہ کے متعلق سنا گیا کہ اہل عراق اور اہل خراسان میں آپ کی شہرت ہو رہی ہے اور مرزا شاہرخ نے حضرت سید محمد نوربخش کو سرحد ماوراء النہر سے نکال دیا ہے اور وہ مملکت گیلان میں جو کہ جہان شاہ میرزا کے تحت تصرف علاقہ ہے تشریف لا چکے ہیں اور موضع شفتا میں جو کہ گیلان کے قریب ہے مقیم ہو گئے ہیں اور لوگ جوق در جوق آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور اپنے شہروں سے نکل کر آپ کے پاس جمع ہو رہے ہیں تو شیخ محمد غلبی کے دل میں بھی ایک بے پناہ جذبہ پیدا ہوا اور حالات کی جستجو کے خیال نے اس کو کھینچا وہ اپنے وطن مالوف اور اہل و عیال سے نکل کر گیلان کی طرف متوجہ ہوا۔

جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اطراف بلاد عرب و عجم سے لوگ آنحضرت کی خدمت میں دھڑا دھڑ پہنچ رہے ہیں۔ ان کی ریاضات شاقہ کو دیکھ کر اپنے آپ کو ابتدائے حال میں اس جانبازی کے قابل نہ پایا اور اپنے اندر اتنی طاقت نہ دیکھی تو ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور سوچنے لگا۔ کچھ مدت کے بعد ایک آدمی سے اس کی ملاقات ہوئی جس سے پہلے سے کچھ آشنائی تھی اس کو اپنے پاس بلا کر

Marfat.com

کیفیت احوال اور اس آسمان کمال کے سورج کے وصال سے مشرف ہونے کی صورت اور مجاورین اور مریدین کے مجاہدات و ریاضات کے کوائف کے متعلق سوال کیا۔ جب اس آشنا نے سالکین کے مجاہدات کی تکالیف اور ریاضات کے شدائد کچھ بیان کیئے تو شیخ محمد غلبی نے اپنے اندر کمزوری و ناطاقتی محسوس کی اور ایسی ریاضات سے مایوس ہوا تو اس آشنا سے سوال کیا کہ

"کوئی ایسی خدمت بتاؤ جس سے حضرت شاہ سید خوش ہو جائیں؟"

تو اس دوست نے بتایا کہ

"ملازمین کی کثرت اور مریدین کی بھیڑ کا یہ عالم ہے کہ اگر تو ایک سال تک یہاں بیٹھ کر انتظار کرے تو بھی تجھے کسی خدمت کا موقع نہ مل سکے گا۔ ہاں ایک بات میں نے آپ کی زبان مبارک سے ضرور سنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو آدمی بھی مجھے مرزا شاہرخ کی موت کی خوشخبری پہلے سنائے گا تو میں اس کو بغیر کسی خدمت کی تکلیف اور ریاضت کی مشقت کے مطلوب اصلی اور مقصود حقیقی تک پہنچا دوں گا۔

شیخ محمد غلبی نے جب یہ بات سنی اور اپنے اندر ریاضت کی محنت اور مجاہدہ کے جد و جہد کی طاقت نہ دیکھی تو اس کے مقابلہ میں اس پیغام رسانی کو آسان سمجھا تو اسی وقت وہاں سے اپنا سامان اٹھایا اور ماوراء النہر کے علاقہ کا قصد کیا تاکہ اس بدنصیب کی موت کی خبر آپ تک پہنچا سکے۔ جب اس علاقہ میں پہنچا تو دارالخلافہ بلخ میں لنگر اقامت ڈال دیا کہ اس بدبخت کی سلطنت کا دارالخلافہ وہی تھا اور یہاں ٹھہر کر اس بدگوہر کی موت کا انتظار کرنے لگا اور جب وہ اس کی موت کے انتظار میں کافی مدت گذر گئی تو ایک دن اس نے سنا کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کی طرف سے ایک قاصد مرزا شاہرخ کے پاس آیا ہے اور انہوں نے ایک خط میں اس دجال صفت انسان کو کچھ پند و نصائح لکھ کر اس کے ہاتھ بھیجے ہیں۔

Marfat.com

تو شیخ محمد غیبی نے اہتمام کیا اور بعض آشناؤں سے التماس کی اور وہ خط قاصد سے حاصل کیا۔ جب اس کا مطالعہ کیا تو اس کے مضمون پر بہت خوش ہوا اور اس کو امید بندھ گئی کہ اس کے انتظار کی مدت ختم ہونے کو ہے۔

اور جب مرزا شاہرخ کا انتقال ہوا اور دفن ہو گیا تو شیخ محمد غیبی شہر بلخ سے نکلا اور نہایت تیزی کے ساتھ گیلان کی طرف متوجہ ہوا اور دو تین منزلوں کو ایک منزل بنا کر آنحضرت کی مقدس خانقاہ کے صحن میں پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اترا اور بلا توقف حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کا تحفہ عرض کرنے کے بعد اس بد انجام کی موت کی بشارت پہنچا دی اور کہا اے حضرت شاہ مرزا شاہرخ جہنم رسید ہوا ہم نے اپنے ہاتھ سے اس کو زیر زمین دفن کیا ہے۔ حضرت اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ نے یہ خوشخبری سنتے ہی پوری بینا سے اس لائق ولایت کے چہرہ پر شفقت کی نگاہ اور رحمت کی نظر ڈالی اور حضرت آپ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے وہ کند ذہن کاملین کے درجہ پر پہنچ گیا۔ اور مجذوبین میں شامل ہو گیا ہے

(۱) ایک آدمی یہ خوشخبری لے کر حضرت شاہ سید کی خدمت میں آیا کہ شاہرخ کو زوال آ گیا۔

(۲) ہم نے خود اس کو زیر زمین دفن کیا ہے اور اس خوشخبری سے حضرت سید نہایت خوش ہوئے

(۳) حضرت شاہ صاحب نے اس پر کیمیا اثر نگاہ ڈالی تو اسی وقت وہ آدمی راہ سلوک کا مجذوب ہو گیا۔

اس وقت حضرت شیخ محمد سمرقندی حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر تھے جب انہوں نے حضرت شاہ سید کی نگاہ پر انوار کا فیض ملاحظہ کیا تو اسی وقت خود حضرت شاہ سید محمد نور بخش نے اپنی زبان مبارک سے یہ غزل بداہتہً لکھی اور پورے شوق سے اس کو پڑھا۔

Marfat.com

(۱) میں وہ ہوں کہ میرے ہاتھ میں زہر بھی شہد ہو جاتا ہے اور میری لطافت سے دیو بھی حور عین کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۲) میں وہ ہوں کہ اگر بادشاہ پر نگاہ ڈالوں تو وہ فقیر کی نیازمندی کے دروازہ پر خادم بن جائے۔

(۳) میں وہ ہوں کہ اگر جہنم پر گذر کروں تو دوزخ بہشت بن جائے اور آگ پھول اور چنبیلی ہو جائے۔

(۴) جو میرے آستانہ پر صدق دل سے اپنا سر رکھے تو نو آسمانوں کی بلندی اس کے قدموں کی زمین بن جائے۔

(۵) درویش کے دل میں تو سارے جہان کے لیے عام لطف ہے لیکن یہ لطف کسی دردمند دل میں ٹھہرتا ہے۔

(۶) ایک آدمی حیران ہوا کہ اتنی جلدی یہ خدا تعالےٰ تک کیسے پہنچ گیا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ چلہ کشی کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔

(۷) نہیں میری جان نوربخش کی نگاہ کیمیا اثر ہے وہ جس کو بھی دیکھتا ہے وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

اور اسی روز حضرت شاہ سید نے اس کو بیعت لینے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور لوگوں کو راہنمائی کرنے کی سند عطا فرمائی اور شیخ محمد قلبی کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

اس کے بعد حضرت شاہ سید گیلان سے رے کے علاقہ کی طرف چلے گئے اور ایک لقفیر بستی وہاں آباد کی جسے صولقان کہتے ہیں اور جمعیت خاطر سے وہاں ایک باغ لگوایا اور جسمانی رفیقۂ حیات نسل انسانی کے لیے نکاح میں لائے حضرت شاہ قاسم اور سید جعفر اور میر سعد الحق آپ کے فرزند ارجمند اسی نکاح کا نتیجہ ہیں جو کہ سولقان نامی بستی ہی میں پیدا ہوئے اور بقیہ زندگی حضرت شاہ سید نے پوری فارغ البالی سے عبادت الٰہی اور ارشاد لطیفۂ قلبی میں گذاری

Marfat.com

اور جب حضرت شاہ سیار نے بیت الحرام کی زیارت کا ارادہ فرمایا تو طالبان راہ طریقت کی راہنمائی اور بیعت لینے کے لیے حضرت شاہ قاسم انوار کو سند عطا فرمائی اور لکھا کہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

سلام کے ساتھ صرف تمام اقطاب و افراد و اوتاد و ابدال و ابرار اور تمام رجال اور سادات، فضلاء اور علماء اور خواص و عوام اور حضرت سردار دوجہاں کی امت ہی مخصوص ہے۔

اس کے بعد اطلاع دی جاتی ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے فرزند دلبند اللہ اس کی عمر کو دراز کرے شاہ محمد قاسم چونکہ فنون ادبیہ و شرعیہ اور حکمیہ اور ریاضیہ اور لطائف سبعہ اور انوار مکاشفات و تجلیات اور آداب طریقت و معرفت و حقیقت میں پوری مہارت رکھتا ہے اور اس کی بلند ہمت نے یہ تقاضا کیا کہ دنیا کے عقلا اور دیدہ ور لوگوں کو تلاش کرے اور اسی لیے میں نے بھی سفر کا ارادہ کیا اور معنوی اجازت کے بعد میں نے اس کی درخواست کو قبول کیا۔

اور چونکہ یہ پایۂ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ چاند جتنا بھی سورج سے زیادہ دور ہوتا اتنا ہی وہ اس سے زیادہ بے نیاز اور روشنی میں اتم و اکمل ہوتا ہے۔ ہم اجازت دیتے ہیں کہ ایران، توران، عرب و عجم اور ہندوستان میں جہاں بھی جائے تو بندوں کو خدا اور سالکوں کو انتہائی مراتب اور عارفین کو درجۂ بلند اور علماء کو راہ ہدایت تک پہنچائے۔ اور ارشاد طریقت اور احیائے حقیقت اور شریعت کی ترویج میں پوری طرح کوشش کرے۔

اور دنیا والوں پر لازم ہے کہ اس کی صحبت کو غنیمت سمجھیں اور اس سے فیض اور فائدہ حاصل کرنے اور اس کی خدمت گذاری میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں کیونکہ صدیاں گذرنے کے بعد اس طرح کا کوئی صاحب کمال پیدا ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس قرۃ العین کی برکات دنیا والوں تک پہنچائیں اور اس کی ذات

Marfat.com

شریف کو بہت سے سال صحت اور سلامتی کے ساتھ قائم رکھیں فقط۔

میں ہوں محمد نور بخش

اور حضرت شاہ سید زیارت حرمین شریفین سے واپسی کے بعد سولتان کی بستی میں جو کہ رتے کے علاقہ میں انہوں نے خود تعمیر کی تھی اقامت اختیار فرمائی اور جب آنحضرت کے مبارک کانوں میں انجام کی بشارت کا اشارہ ہوا کہ "نیک لوگوں کو میری ملاقات کا بڑا شوق ہے اور میں ان کی ملاقات کا ان سے بھی زیادہ شوق رکھتا ہوں" کی آواز پہنچی تو آپ پر اپنے اصلی گھر کی یاد بہت زیادہ غالب ہو گئی اور جنت کے خلوت خانہ میں ہمیشہ کے چلہ کی نیت کی کہ بروز جمعرات بہ وقت چاشت مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۸۶۹ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس جہان فانی سے دار القرار کے باغوں کی طرف چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

اور جو باغ انہوں نے خود تعمیر کیا تھا اسی میں آپ نیاز نگاہ خاص و عام ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بحری نے آپ کی تاریخ وفات اور ایام زندگی کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

(۱) وہ عقلمندی کے آسمان کا سورج اہل دین کی آنکھوں کا نور جسم و جان کو نور بخشنے والا اور جسم پر غالب آنے والا۔

(۲) آپ کی زندگی تہتر سال تھی اور وفات ماہ ربیع الاول ۸۶۹ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

(۳) ربیع الاول کی چودہ تاریخ تھی جمعرات کا روز اور چاشت کا وقت تھا کہ وہ دنیا کا امام اس عالم فانی سے گیا۔

اس جاں سوز مصیبت میں مخلصوں کے دل غم کی آتش پر جلے اور مریدوں کی آنکھیں ساون کے بادل کی طرح حسرت کے آنسو بہانے لگیں اور حضرت شیخ محمد غیبی نے یہ چند بیت بطور مرثیہ کہے ؎

Marfat.com

(۱) اے غافل آدمی کسے دل اس دنیا کا پابند نہ ہو کہ دنیا اور اس کی کل کائنات بھروسے کے لائق نہیں ہے۔

(۲) اس "ہونے" سے کیا حاصل جو "ہونا" نہ رہے اور اس کا کیا فائدہ کہ اس سودا سے نقصان ہی پہنچتا ہے۔

(۳) ایک شہد کے لیے ہزار ڈنک لگتے ہیں اور ایک کھجور کی امید پر ہزار کانٹے چبھتے ہیں۔

(۴) آ، اور دامن ہمت کو خاک کی گرد سے پاک کر اور اپنی دو روزہ عزیز زندگی کو برباد نہ کر۔

(۵) دیدۂ عبرت سے اس پرانی سرائے کو دیکھ کہ آنا کہاں سے ہوا تھا اور جانا کہاں ہے۔

(۶) تو کیسے آیا کس کام کو آیا اور تیرے پاس کیا ہے اپنے حال سے آگاہ ہو اور دل کی آنکھیں کھول۔

(۷) فنا کے سمندر کی گہرائی سے گوہر مقصود حاصل کر۔ دریا کی جھاگ کی طرح خواہشات کی ہوا پر مغرور نہ ہو۔

(۸) دیکھ کہ آدم اور نوح اور خلیل اور صالح کہاں ہیں اور حضرت موسیٰ اور دو جہانوں کے سردار کہاں ہے؟

(۹) امام اور اہل بیت رسول کہاں گئے اور جنید بغدادی اور سری سقطی اور ابن عطا کہاں گئے۔

(۱۰) بادشاہ اپنی تمام قدر و منزلت سمیت کہاں گئے جیسے کیقباد اور فریدوں اور سکندر و دارا۔

(۱۱) یہ لوگ موت کی دست برد سے نہ بچ سکے اور کوئی بھی بوڑھا اور جوان اور بادشاہ اور فقیر نہ بچ سکے گا۔

(۱۲) اس بے مثال ذات کا جسم کہاں گیا جو دنیا کو روشنی بخشتا تھا اور ہدایت

Marfat.com

کا امام تھا۔

(۱۳) افسوس اور حسرت کہ دنیا کو نور بخشنے والا چلا گیا کہ وہ زمانے کا ہادی اور مہدی اور امام تھا۔

کتاب فقہ احوط اور اصول عقاید اور نجم الہدی اور انسان نامہ اور کتاب سلسلۃ الذہب یعنی شجرۂ اولیاء اور صحیفۂ اولیاء اور مجموعۂ غزلیات اور رسالۂ اخلاقیہ حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تالیفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور اپنے تمام نیک بندوں سے خوش ہو۔

Marfat.com

حضرت شاہ قاسم انوار معروف بہ فیض بخش کے حالات جو کہ حضرت سید محمد نور بخش کے طبقۂ اولی کے خلفا میں سے ہیں

حضرت شاہ قاسم مقام سولغان میں جو کہ علاقہ رے ملک خراسان یعنی عراق عجم کا ایک قصبہ ہے پیدا ہو کر زیب دہ دنیا ہوئے۔ علوم ظاہری اور باطنی اور دولت معنوی کا کمال سات سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار اور مشائخ واصلین سے حاصل کیا۔ چنانچہ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کے کمال کی مدح اور قابلیت کو سند کی تحریر میں ظاہر کیا اور رقعۂ آخوط میں آپ کو ان القاب سے مخاطب فرمایا۔ کہ

"اے قابل، عالم، فاضل۔ صاحب کشف مواصل باللہ، مرشد کامل مکمل فرزند عزیز تجھے معلوم ہونا چاہیئے خدا تجھے شریعت، طریقت، اور حقیقت کے لحاظ سے اشیاء کی حقیقت کی کمال معرفت عطا فرمائے۔"

اور رسالہ اصولِ عقائد میں آپ کو ان اوصاف سے موصوف فرمایا۔

"اے روح سے زیادہ عزیز، صاحب نصرت و ظفر اور صاحب فتوح بادشاہ عادل، صاحب بلند اقبال پاکیزہ نسب نبوت کے خاندان والے بلند حسب و نسب والے فرزند جو کہ اہل کشف و عرفان کے دلوں کی قبولیت کے لیے زمانہ کے بادشاہوں سے ممتاز ہے اور اپنے ہمعصروں پر عقل، فہم اور پاکیزہ عقیدہ کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے اور اس آخری زمانہ میں اسلام کی تقویت

Marfat.com

کے لیے خاص کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ تجھے کمال یقین کی توفیق عطا فرمائے"

اس کے علاوہ حضرت شاہ سید نے اپنی زبان مبارک سے صحیفۃ الاولیأ میں فرمایا ہے۔ کہ

(۱) قاسم اپنے حالات، معرفت، کشف و عیان کے لحاظ سے یقیناً اولیاء اللہ میں سے ہے۔

(۲) اس کے بعد دو تین آدمی کشف حال کے لیے آئے اور بلاشبہ ان کی آنکھیں کھل گئیں۔

(۳) اے اللہ اسے عمر دراز عطا فرما کہ حقیقت میں وہ ایک شہباز ہے۔

حضرت شاہ سید نور بخش نے اپنی زندگی ہی میں ان کو مسند ارشاد پر بٹھایا اور اپنی جانشینی سے ان کو سرفراز کیا اور اپنی غزلیات میں اس کا اظہار فرمایا کہ؎

جو شخص نور بخش سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے کہو کہ قاسم کے پاس آئے اور مرد متبین بنے۔

اور حضرت شاہ قاسم کے تین لقب مشہور ہیں یعنی شاہ قاسم انوار، فیض بخش اور نور بخش اور حضرت شاہ قاسم اور ان کے بھائی سید جعفر نور بخش۔ سلطان حسین بن مرزا[1] والیٔ خراسان کے زمانہ میں جو کہ ۸۷۵ھ ہجری میں تخت نشین ہوا اور ۹۱۲ھ میں اس کی وفات ہوئی خراسان چلے گئے تھے اور سید جعفر نور بخش پھر خراسان سے عرب کے علاقہ میں چلے گئے اور اپنی باقی عمر عبادت الٰہی میں گذار کر وہیں فوت ہوئے

اور حضرت شاہ قاسم کے عراق عجم سے خراسان میں آنے کا سبب یہ ہوا کہ صاحب قران فرخندہ نشان سلطان حسین مرزا والیٔ خراسان کو سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے بڑے بڑے خلفا سے بیٹھنے کا اتفاق ہوا جو کہ

---

[1] سلطان حسین مرزا ابن سلطان غیاث الدین منصور بن امیرزادہ بایسنقر بن عمر مرزا شیخ بن امیر تیمور گورگان ۱۲ (تاریخ روضۃ الصفا)

Marfat.com

اس علاقہ میں مشہور تھے وہ ان کی زبان سے حضرت شاہ قاسم کی تعریفیں سنتا تھا اور تعریفیں سننے کے بعد آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوا۔ حضرت شاہ قاسم کے دربار میں اس نے متواتر خطوط لکھے۔ اور حضرت شاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی اور لکھا کہ

"اگر ہمارے مقام پر آپ کا گذر ہو تو سعادت کے آسمان کا ہما ہمارے جال میں آجائے"۔

اور سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ قاسم کی تشریف آوری کے لیے سلطان یعقوب والیے عراق کی خدمت میں درخواست پیش کی اور یہ سلطان یعقوب قوم آق قوینلو سے ترک تھا۔ عراق اور آذربائیجان وغیرہ ایران سے ملحقہ علاقے ۸۸۴ھ ہجری سے ۸۹۶ھ ہجری تک اس کے زیرنگین رہے اور سلطان حسین مرزا ان دنوں ایک بیماری میں مبتلا تھا اس کو یہ امید تھی کہ حضرت شاہ کے دم کرنے اور آپ کے قدم مبارک کی وجہ سے اس کو شفا حاصل ہو جائے گی اور درخواست کے ہمراہ اس نے سمنان کا قصبہ جو کہ خراسان کے علاقہ میں بڑا بارونق اور مشہور قصبہ تھا بھی سلطان یعقوب کو پیش کر دیا تا کہ سلطان حضرت شاہ قاسم کو خراسان جانے کی اجازت دے دے

چونکہ حضرت شاہ قاسم سے سلطان یعقوب کو کمال درجہ کی محبت تھی اور اکثر اوقات آپ کے اقوال طیبہ اور فکاہات دربار کی زینت بنتے۔ لہذا بادشاہ خراسان کی درخواست کے بعد سلطان یعقوب کی اجازت سے ملک ایران کا ارادہ کر کے خراسان کی طرف توجہ فرمائی اور اپنے ہمراہ اپنے بھائی سید جعفر نوربخش اور تمام خادموں اور دربانوں، ماشکیوں، باورچیوں، خیمہ بردار اور چارہ لانے والوں کو بھی ساتھ لے لیا ان کے علاوہ مخلص مریدوں کی ایک جماعت بھی تھی جن میں میر شمس الدین محمد عراقی بھی تھے۔ حضرت شاہ قاسم منزلیں طے کرتے ہوئے مشہد مقدسہ میں امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ کی زیارت سے

Marfat.com

مشرف ہوئے۔ چند دن وہاں قیام کیا۔

جب سلطان حسین مرزا کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع پہنچی تو اس نے اپنے خاص مقربین کی ایک جماعت کو حضرت شاہ قاسم کے استقبال کے لیے مشہد مقدسہ بھیجا۔ وہ جماعت مشہد مقدسہ پہنچ کر ان کے ہمراہ ہو لی اور بادشاہ کے دار الخلافہ ہرات کی طرف ان کو پوری عزت و احترام سے لانے لگی اور سلطان حسین مرزا بذات خود نو کوس تک حضرت شاہ قاسم کے استقبال کے لیے آگے آیا اور حضرت شاہ صاحب کو ہمراہ لے کر پوری عزت و احترام سے آئے اور ان کو "باغ زاغاں" کے محلات میں اتارا اور طرح طرح کی ضیافتیں اور مہمانیاں ان کے سامنے رکھیں۔

چند دن کے بعد سلطان حسین مرزا اور ان کی محترم المقام بیوی جس کا نام خدیجہ بیگم تھا دونوں مل کر آئے اور حضرت شاہ قاسم کے ہاتھ پر بیعت کی اور بادشاہ کے امراء اور مقربین نے بھی باری باری آپ کی مہمانیاں کیں اور بعض ان میں سے سامنے آکر بیعت سے بھی سرفراز ہوئے اور بادشاہ کا وزیر جس کا نام شاہزادہ محمد المعروف کیچک مرزا تھا اپنی انتہائی صداقت و صفائی کی وجہ سے آنحضرت کا مخلص دوست ہوا اور آپ کی بیعت کے دائرہ میں آگیا۔

اب روز بروز سلسلہ عالیہ نوربخشیہ ترقی کر رہا تھا اور روش ہمدانیہ پوری آب و تاب سے رونق پا رہی تھی اور اکثر علماء و مشائخ مثلاً شیخ الاسلام علامہ تفتازانی اور مولانا حسین واعظی اور مولانا علی قوسجی وغیرہ جو کہ تمام منقولات و معقولات میں تمام علماء زمانہ سے مشہور تھے اور ان کی تصنیفات و تالیفات مقبول اذہان تھیں حضرت شاہ قاسم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہوئے اور ان لوگوں نے مشائخین عظام کی کتابوں اور رسالوں سے خوب استفادہ کیا جو کہ حضرت شاہ قاسم کے ہمراہ تھیں۔

Marfat.com

اور جب سردیوں کا موسم آیا تو سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ قاسم سے التماس کی کہ ہماری آرزو ہے کہ حضرت اس جگہ چلہ کشی کریں۔ تاکہ ہم لوگ آداب طریقہ ہمدانیہ اور قواعد سلسلہ نوربخشیہ سے مطلع ہو سکیں اور بادشاہ نے اس درخواست میں بے حد مبالغہ اور اصرار کیا۔ چنانچہ آنحضرت نے اس کو قبول فرما لیا اور باغ زاغاں میں جو کہ شاہی محلات کے لیے مخصوص تھا۔ چلہ کشی کے لیے ایک عمارت کو انتخاب کر لیا گیا اور حضرت شاہ صاحب نے ان تمام خادموں کو بھی چلہ کشی کا حکم دیا جو کہ سفر و حضر میں شاہ صاحب کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔

شاہ صاحب کی عادت تھی کہ وہ سفر میں ہر رات تین ہزار ذکر خفی کرتے اور اقامت کی حالت میں پنج ہزار مرتبہ پڑھتے۔ جب درویشوں کو چلہ کشی کے لیے بٹھایا جا رہا تھا اس وقت خود سلطان حسین مرزا بھی اس مجلس میں شریک تھے اور درویشوں کو بٹھانے کا طریقہ دیکھ رہے تھے۔ دو شمعیں چلہ کشی کے مکان کے صحن میں روشن کر دی گئیں بادشاہ خود دو تین روز کے بعد اس مکان میں حاضر ہوتا اور درویشوں کے سلوک کا طریقہ مشاہدہ کرتا اور ان کی خدمات بجا لاتا اور چلہ کے آخری دس دنوں میں چند مرتبہ شاہ صاحب سے ملاقات کی اور آنحضرت کی صحبت میں بیٹھتا رہا اور چلہ کی عید کی صبح کو تمام اکابرین ہرات شاہ صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوئے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی اس چلہ میں نہ بیٹھے تھے ویسے تمام رات وظائف اذکار بجا لاتے اور دن میں چلہ کشی کرنے والوں کے لیے اسباب مہیا کرتے۔ اور اس چلہ کے پورا ہونے کے بعد بہت سے اکابرین ہرات کمال ارادت سے مخلص ہوئے اور علمائے عصر میں سے ملا حسین واعظی اور ملا علی قوسچی اور ملا عبداللہ ثقفی نے شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اور انہی دنوں میں شاہ ابوالمعالی جو کہ حضرت شاہ قاسم کا چھوٹا لڑکا تھا

Marfat.com

جس کو آپ بھائیوں میں سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے اچانک بیمار ہوا اور چند روز بستر علالت پر رہ کر اس محنت سرائے دنیا سے کوچ کر گیا اس کی قبر میر حسین کے مزار کے پاس ہے جو کہ کتاب زاد المسافرین اور کنز الرموز اور کتاب نزہتہ الارواح اور سی نامہ حسینی یعنی سوالات گلشن راز کا مصنف تھا اور ہرات میں مدفون ہے اور یہ میر حسین حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے خلفاء میں سے تھے

اور آیات قرآنی کی وہ تمام تفاسیر جو حضرت شاہ قاسم انوار سے منقول ہیں وہ سب آنحضرت کے مرید مولانا حسین واعظ کاشفی نے تفسیر حسینی میں جمع کر دی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تفسیر حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے تمام مریدوں اور معتقدوں کے دلوں میں نہایت مقبول ہوئی اور اپنی تفسیر کا نام بھی اس نے حضرت شاہ قاسم کے مرید سلطان حسین مرزا کے نام پر رکھا اور سلطان حسین مرزا نے اپنے عہد اقتدار میں حضرت شاہ قاسم فیض بخش کے مشورہ سے صوفیہ کے مذہب کی ترویج و اشاعت کے لیے جہاں جہاں نوربخشی مرید و معتقد تھے ان دور دراز مقامات میں تفسیر حسینی کے نسخے رائج کیے اور آخر زمانہ کے مقتدیوں کے لیے اس کو مشعل راہ بنایا۔

اور تفسیر حسینی بلاغت، فصاحت، تواریخ، تصوف، احکام شریعت و طریقت کے مضامین سے بھری پڑی ہے اس کے علاوہ اس میں ائمہ طاہرین اور مشائخ واصلین کی روایات و تفاسیر اور کاملین کے اشارات بھی جمع کر دیئے ہیں۔

مثلاً حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین اور امام زین العابدین اور حضرت امام باقر و امام جعفر صادق اور امام علی موسیٰ رضا علیہم السلام کی تفاسیر و روایات

اور حضرت شاہ قاسم و شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی اور شیخ ابو علی رودباری اور شیخ ابو عثمان مغربی اور شیخ جنید بغدادی اور شیخ سری سقطی رضوان

Marfat.com

اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ دوسرے عارفین کی روایات اور تفاسیر بھی اس میں مذکور ہیں۔

اور اس کے علاوہ اس میں صوفیا کی کتب اور تفاسیر کے حوالہ جات بھی جابجا دیئے گئے ہیں مثلاً معالم التنزیل، مدارک، کشاف، بحر الحقائق اور جواہر التفسیر وغیرہ وغیرہ اور تصوف کی کتابوں میں سے ان کتابوں کے حوالے اس میں موجود ہیں۔ عوارف المعارف اور کتاب سلسلۃ الذہب اور کشف الاسرار اور فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا اور ذخیرۃ الملوک ہمدانیہ وغیرہ وغیرہ۔

تفسیر حضرت شاہ قدس سرہ

تفسیر حسینی سے تبرکاً مشتے نمونہ از خروارے اس کتاب طبقات نوریہ میں آپ کے چند اقوال پیش کر کے اس کو مزین کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کے دل میں سرور اور آنکھوں میں نور پیدا ہو۔

سورۃ الانبیاء:۔ اس آیت کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں کہ "وہ اللہ وہ ہے جس نے رات اور دن کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو بھی یہ سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں"۔

"آفتاب صاحب توحید کا نشان ہے جو کہ حضرت شہود میں تمکین کی نعمت سے آراستہ ہے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے" "اگر یہ وہ دور ہو جائے تو بھی میرا یقین اس سے زیادہ نہ ہو" اور چاند اہل تلوین کا نشان ہے کبھی کم ہو جاتا ہے کبھی زیادہ۔ کبھی نور وحدت کے ظہور سے نیستی کے دائرہ میں آجاتا ہے اور کبھی جامعیت کے رموز کی ٹھنڈک سے بدر کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے"

گویا کہ حضرت شاہ قاسم انوار قدس سرہ کے کلام حقائق انجام میں اس معنی کی طرف اشارہ ہے ؎

Marfat.com

"تیرے ہجر کے سوز کے ڈر سے میں بال سے بھی زیادہ باریک ہوجاتا ہوں اور جب وصل کا دن یاد آتا ہے تو میں فوراً موٹا ہوجاتا ہوں"۔

سورۂ احزاب:۔ اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ

"ہم نے امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اس کو انسان نے اٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا"۔

حضرت میر قاسم انوار قدس سرہ نے اپنے بعض رسائل میں امانت کو خلافت ربانی پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ ظلوم اور جہول عادل اور عالم کی ضد ہے" لیکن جب کوئی چیز اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو اس کی ضد ثابت ہوجاتی ہے" اور کسی جگہ بھی اسی چیز کا جلوہ ہے اور ظلوم اور جہول مبالغہ کے صیغے ہیں جب یہ دونوں صفتیں حد سے تجاوز کر جائیں گی تو یقیناً یہ بھی اپنی ضد سے بدل جائیں گی۔

اور حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ نے اپنے رسالہ اماميہ میں کہ جس کو تمام امامان مساجد کے لیے تصنیف فرمایا ہے۔ نماز کے تشہد میں فرماتے ہیں کہ تشہد کے کامل ترین صیغے التحیات للہ الی آخرہ کے ہیں کیونکہ التحیات میں درود و سلام سرور کائنات پر اور خدا تعالے کی توحید کی شہادت اور رسول خدا کی رسالت کی شہادت چاروں واجبات موجود ہیں اور تشہد کے دوسرے صیغوں میں نبی اور آل نبی پر سلام مذکور نہیں ہے اس لحاظ سے وہ تشہد ناکمل ہے۔ چونکہ سرور کائنات پر درود و سلام کا وجوب سورۂ احزاب کی اس آیت میں صاف مذکور ہے۔

"اے ایمان والو! آنحضرت پر درود و سلام بھیجو" یہ نص صریح ہے۔ اب جو آدمی بھی اس تشہد کے الفاظ کے علاوہ کوئی اور الفاظ پڑھے گا تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنے کی فرضیت ادا نہ ہوگی۔ اس کو خوب سمجھ اور بھلائی حاصل کر۔

Marfat.com

اور قطب الافراد شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کے ہمعصر حجاز پاک میں شیخ عارف باللہ علاؤ الدین علی قدس سرہ نزیل مکہ مکرمہ قابل ذکر ہیں کہ انہوں نے شریعت وطریقت میں ایک جامع کتاب مسمّٰی بہ "کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال" تالیف کی ہے اور اس ضخیم کتاب سے مکرر احادیث اور تابین قند اسناد کو حذف کیا تو تیس ہزار احادیث کا مجموعہ تصنیف کیا اور اس کا نام منتخب کنز العمال رکھا۔

چنانچہ شیخ شعرانی جو کہ سلسلۂ آذہب کے شیوخ کی ایک شاخ میں پہنچتے ہیں آپ طبقات الکبری میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ میں اور شیخ عارف باللہ علاؤ الدین علی کہ مکہ مکرمہ میں ایک مدت تک ملے ان کی صحبت میں فقراء صالحین کی ایک جماعت کی بھیڑ تھی انہوں نے ہر ایک فقیر کو متوجہ الی اللہ کرنے کے لیے الگ الگ شغل میں لگا رکھا تھا کہ بعض تو ان میں سے ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور بعض مراقبہ میں اور بعض تلاوت قرآن میں اور ان میں سے کچھ لوگ کتابوں کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ نوربخشیہ کی ترویج افاضات فیض بخشیہ کی اکثر احادیث بلکہ غیر اسناد کے متن کی تمام حدیثیں منتخب کنز العمال سے لی گئی ایسا ہی حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کے حالات اپنے زمانے میں ظاہری اور باطنی طور پر بہت بلند اور وسیع تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ خراسان میں ایک مجذوب رہتا تھا۔ دنیاوی تعلقات اور اہل وعیال سے الگ ہو کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھا تھا۔ اس کے جذبات کے انوار حضرت سید زین العابدین مجذوب کی ذات سے وابستہ تھے۔ اور بلخ کے مضافات میں ایک پرانی مسجد میں رہتا تھا اور خراسان میں مشہور و معروف تھا۔ اگر اکابرین اور بادشاہ وقت میں سے کوئی اس کو دیکھنے کیلئے جاتا تو وہ ان کی ملاقات کے لیے ہرگز مسجد سے باہر نہ نکلتا۔

Marfat.com

ایک دن سلطان حسین مرزا کو اس سے ملاقات کا خیال پیدا ہوا اور اس کی اقامت گاہ کے قریب گیا۔ وہ مسجد سے باہر نہ نکلا اور جتنا بھی اس سے اصرار کیا اس نے جواب بھی نہ دیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جو بھی اس کے پاس جاتا اس کی توہین کرتا اور مذاق اڑاتا۔

بادشاہ کو یہ معاملہ معلوم نہ تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت شاہ قاسم تشریف لے آئیں تو شاید مسجد سے باہر نکل آئے کہ ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ اس لئے اپنے ملازموں میں سے ایک آدمی کو آنحضرت کے بلانے کے لیے بھیج دیا۔ اور حضرت شاہ صاحب بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لیے فوراً ایک استر پر سوار ہو کر اس مجذوب کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب شاہ صاحب اس مجذوب کے قریب پہنچے تو وہ درویش مسجد میں فریاد کرنے لگا آہیں بھرتا اور شوق کا اظہار کرتا اور لوگوں نے اس کے کلمات پر کان رکھا کہ وہ کیا کہتا ہے تو اچانک وہ شوق میں یہ اشعار پڑھتا تھا۔

(ترجمہ اشعار)

(۱) اے دل خوش خبری ہو کہ مسیحا نفس آتا ہے کہ اس کے اچھے انفاس سے کسی کی خوشبو آتی ہے۔

(۲) ہجر کے غم سے نالہ و فریاد نہ کر کہ کل میں نے فال نکالی تھی کہ ایک فریاد کو پہنچنے والا آتا ہے۔

(۳) وادیٔ ایمن کی آتش سے میں ہی خوش نہیں ہوں بلکہ موسیٰ بھی اس جگہ انگارے کی امید میں آتے ہیں۔

(۴) کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس کو میرے کوچے میں کوئی کام نہ ہو ہر آدمی یہاں ہو کے لئے کرتا ہے۔

(۵) دوست کو اگر بیمار غم کا حال پوچھنے کا خیال ہے تو اسے کہو آ جائے ابھی سانس چل رہی ہے۔

Marfat.com

(۶) ایک گھونٹ عنایت ہو کہ ارباب کرم کے میخانہ میں حریف بھی التماس کے لیے آتا ہے۔

(۷) دوستو! حافظ کے دل کے شکار کے لیے پھر خیال آیا ہے اور شہباز نکھی کا شکار کرنے کے لیے آتا ہے۔

اور ان تمام اشعار کو پڑھا۔ آخری شعر پر پہنچا اور حضرت شاہ اس وقت مسجد کے قریب پہنچ چکے تھے اسی وقت وہ مجذوب اٹھا اور یہ

"دوستو! حافظ کے دل کے شکار کا پھر خیال آیا ہے"

پڑھتا ہوا مسجد کے دروازے سے باہر نکلا اور پورے شوق کے ساتھ دوڑتا ہوا آنحضرت کی سواری کے پاؤں میں گر پڑا اور آنحضرت کے پاؤں اٹھا کر چومتا تھا اور اپنا چہرہ اس کے پاؤں پر ملتا اور شوق کی زبان سے پڑھتا تھا کہ

"شہباز ایک مکھی کے شکار کے لیے آتا ہے"

اس کے بعد وہ درویش آنحضرت کے سامنے بیٹھا اور حضرت شاہ صاحب نے اس کو پوری تسلی دی اور اس کے غمگین دل کو خوش کیا اور بادشاہ کی ہمراہی میں واپس آ گئے اور وہ درویش مسجد میں گوشہ گیر ہو گیا۔

اور حضرت شاہ دو سال تک ہرات کے علاقہ میں ٹھہرے اکثر اوقات سلطان حسین مرزا کی بیماریوں کے علاج میں مصروف رہتے اور اس علاقہ کی جڑی بوٹیاں اور دوائیں جمع کر کے اس کے علاج کا شغل رکھتے اور آنحضرت کے علاج اور دعا کی برکت سے اتنی شفا اور صحت ہو جاتی کہ نماز جمعہ کی جماعت میں حاضر ہو جاتے اسی لیے سلطان حسین مرزا نے تمام طبیبوں کو چھوڑ کر آنحضرت کے ارشاد کے مطابق علاج معالجہ شروع کیا۔ اور وہ دوائیں اور بوٹیاں جو اس علاقہ میں نہ ملتیں وہ آدمیوں اور حکیموں کو بھیج کر دوسرے ممالک سے منگوا لیتا اور جس علاقہ میں کوئی دوائی یا کوئی خبر سنتا یا کسی طبیب کے متعلق سنتا تو ایلچیوں کے ہاتھ تحفہ تحائف بھیجتا اور ادویہ طلب کرتا۔

Marfat.com

چنانچہ ایک دفعہ حضرت شاہ قاسم نے فرمایا کہ وہ دوائیں اور جڑی بوٹیاں جو سب سے زیادہ مفید ہیں سوائے کشمیر اور تبت کے پہاڑوں کے اور کہیں نہیں ملتیں لیکن کشمیر کی مسافت یہاں سے بہت ہے۔ سلطان حسین مرزا حضرت شاہ قاسم کے اس ارشاد کے مطابق بہت مشتاق ہوا کہ کسی آدمی کو کشمیر بھیجا جائے تاکہ وہ دوائیں جو اس مرض میں زیادہ مفید ہوں اس علاقہ کے اطبا سے دریافت کرکے اس علاقہ کے بادشاہ سے طلب کرے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے حضرت شاہ نے فرمایا کہ ذرا صبر کریں کہ ہم غور کرلیں کہ اس کام کے لیے کون لائق ہوگا اس کو بھیج دیں گے۔

چند روز کے انتظار کے بعد بادشاہ کی یہ رائے ہوئی کہ حضرت شاہ قاسم سے یہ التماس کرے کہ ہم شیخ شمس الدین محمد عراقی کو کیوں نہ بھیجیں کہ نہایت تیزی کے ساتھ ادویہ اور عقاقیر لے کر کشمیر سے واپس آجائے۔ پس سلطان نے یہ درخواست حضرت شاہ کی خدمت میں پیش کردی۔

حضرت شاہ نے سلطان سے فرمایا کہ ہم شمس الدین محمد کو کشمیر بھیج دیں گے لیکن چاہئے کہ حضرت بادشاہ لہٰذا اب درگاہ کو حکم دیں کہ اس علاقہ کے بادشاہ کے لائق تحفے اور سوغاتیں مہیا کرے اور منشی کو حکم فرمائیں کہ اس علاقہ کے بادشاہ کے رتبہ کے مناسب خطوط لکھے اور شیخ شمس الدین محمد کے لیے اتنا سامان فراہم کریں جو اس کی آمد و رفت کے لیے کافی ہو۔

جن دنوں حضرت شیخ میر شمس الدین محمد عراقی حضرت شاہ قاسم سے اجازت اور رخصت لے کر خراسان سے کشمیر کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے ان دنوں کشمیر کے علاقہ کا بادشاہ سلطان حسن شاہ بن سلطان حیدر شاہ تھا اور سلطان مرزا کے خطوط سلطان حسن شاہ ہی کے نام لکھے گئے تھے اور ان کے لیے تحفہ کے طور پر ایک مینڈھے کی پوستین بھیجی گئی تھی جس کے حاشیہ پر سنہ کمخواب تھا اس پر ایک درخت کی تصویر تھی ایک ماہر رنگریز نے اس درخت کے پتے جو اتنے

Marfat.com

کے سروں کی شکل پہ بنائے تھے اور اس پوستین پر سونے کے بارہ بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اور اشیاء بھی تھیں۔

اور ایک صوفی کہ جس کو میر درویش کہتے تھے کو میر شمس الدین محمد عراقی کے ہمراہ کر دیا گیا تا کہ وہ سفر اور جائے اقامت میں حضرت میر کی خدمت بجا لائے تقدیر الہی اور قضائے ازلی کے مطابق کہ "بندہ تدبیر کرتا ہے اور تقدیر ہنستی ہے"۔ حضرت میر محمد شمس الدین عراقی کو کشمیر میں آٹھ سال کی مدت گذر گئی اور سلطان حسین مرزا نے اپنی پہلی فرصت میں امور سلطنت کی باگ ڈور شاہزادہ محمد مرزا کے ہاتھ میں دے دی۔ مرزا کیچک جب تک زندہ رہا حضرت شاہ قاسم کو زمانے کے دشمنوں اور اس وقت کے حاسدوں سے کوئی تکلیف اور کوئی رنج نہ پہنچا اور کوئی ان سے دشمنی کا اظہار نہ کر سکا بلکہ حضرت شاہ کی عزت اور وقار ہمیشہ بلند ہوتا گیا۔

امیر سید جعفر نور بخشی کی زبانی منقول ہے جو کہ حضرت شاہ قاسم کے بھائی تھے کہ ایک دفعہ خراسان کے علماء کی ایک جماعت نے سلطان حسین مرزا سے جا کر طلب کی کہ اگر حضرت بادشاہ کے دل کی خوشی ہو تو ابن عربی کی کتاب نصوص الحکم کے چند ایک مباحث کی تحقیق ہم حضرت شاہ قاسم نور بخشی سے کرلیں۔ سلطان حسین مرزا نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ہم حضرت والا سے بطور سوال درخواست کریں گے اگر آنحضرت کے دل مبارک میں یہ بات آگئی تو ہم چند روز آپ کو اپنی مجلس میں طلب کریں گے اور آپ لوگ ہمارے سامنے ان سے سوالات کریں گے تا کہ کوئی آدمی آنحضرت کے سامنے زیادہ گفتگو نہ کر سکے

اور جب بادشاہ نے حضرت شاہ صاحب کو فصوص الحکم کے درس کے متعلق علماء کی درخواست کے متعلق مطلع کیا تو آنحضرت شاہ نے اسی وقت ان کی درخواست کو قبول کر لیا اور بادشاہ کی مجلس میں تشریف لے آئے اور علماء کے اکٹھا ہونے کے بعد جب کتاب فصوص الحکم کو حاضر کیا تو آنحضرت نے بلا توقف اور بغیر مطالعہ

Marfat.com

کے اس کا درس دینا شروع کر دیا۔ اور تقریر اور بیان کے ساتھ اس کا درس دیا اور اسی طرح چند روز مختلف مجالس میں اس کا درس ہوتا رہا۔

پھر چند روز کے بعد حضرت شاہ کو اطلاع ہوئی کہ یہ لوگ امتحان کے لیے اس کتاب کو سنتے ہیں تو آپ ایک دن اپنے کتب خانہ سے ایک کتاب اپنے ہمراہ لے کر مجلس میں آگئے اور فصوص کے درس کے بعد وہ کتاب اہل مجلس کو دکھائی اور فرمایا کہ تم لوگ علم تصوف میں فصوص کو انتہائی کتاب سمجھے ہو حالانکہ اس عاجز کے والد بزرگوار کی تربیت و پرورش میں جو لوگ تھے ان میں سے مبتدی لوگ کتاب فصوص پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت کے سلسلہ کے منتہی لوگوں کو اس کی طرف چنداں توجہ نہ ہوتی تھی۔ اور یہ ہی کتاب ان بزرگوں کی نظر میں مقبول و پسندیدہ تھی اس کو دیکھو اور چند روز اس کا مطالعہ کرو تاکہ میں بھی دیکھوں کہ تمہارا مطالعہ اس کتاب میں کہاں تک پہنچتا ہے۔

سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ سے التماس کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ حضرت شاہ نے فرمایا کہ یہ کتاب ابوالجناب شیخ نجم الدین کبریٰ کی تصنیف ہے اور اس کا نام مرصاد ہے "مرصاد العباد فی تخلیل الذات"۔ اور حضرت شاہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کا ایک صفحہ اپنے مطالعہ سے حل کر لیا اور اس کا درس دے لیا تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس کی شاگردی کروں گا۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ ابن عربی کی فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ اور تصنیفات شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور تصنیفات مولانا جلال الدین اور شیخ مقتول کی تالیفات اور ابو حفص عمر بن فارض کے قصائد اور اسی قسم کی کتابیں اسی کتاب کے مقدمات و مبادیات میں سے ہیں۔

پھر وہ جماعت علماء اس کتاب کو اپنے ہمراہ لے گئے اور چند روز مولانا عبدالرحمن جامی کی مجلس میں اس کتاب کا مطالعہ کیا اور ایک ایک بحث کو بار

Marfat.com

بار دیکھا اور اس کتاب کی ایک بحث بھی حل نہ کر سکے اور ایک نکتہ بھی ان کی سمجھ میں نہ آ سکا۔ آخر اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتے ہوئے وہ کتاب سلطان حسین مرزا کو واپس کی۔

پھر سلطان حسین مرزا نے حضرت شاہ سے پوچھا کہ آیا حضرت شاہ عبد محمد بخش قدس سرہ اس کتاب فصوص الحکم کا سبق اپنے مریدوں میں سے کسی کو دیا کرتے تھے؟

تو حضرت شاہ قاسم نے فرمایا کہ ہاں مبتدی سالکین کو اس کتاب کا سبق دیا کرتے تھے اور ہم تمام بیٹوں نے اپنے والد بزرگوار سے اس کا سماع کیا ہے۔ یہاں تک کہ چار پانچ سالہ بچوں نے بھی والد بزرگوار کی زبان مبارک سے اس کتاب کو سنا ہے اور ہم اس وقت اس کتاب کے معانی کو کما حقہ سمجھ سکتے تھے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ والد بزرگوار شیخ محی الدین ابن عربی کی اسی کتاب فصوص الحکم کا سبق حضرت شیخ محمد الوند معروف بہ پیر ہمدان کو دے رہے تھے اور آپ کا عزیز فرزند پیر سعد الحق اکبر جو مجھ سے عمر میں دو سال چھوٹا تھا پیر ہمدان کی تعلیم اور سبق کے وقت حاضر تھا۔ فصوص الحکم کی ایک بحث کے معانی اور مطالب و حقائق و اسرار پیر ہمدان کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے اور جو کچھ والد بزرگوار تقریر اور بیان فرما رہے تھے وہ پیر ہمدان کے ذہن میں پوری طور پر نہ آ رہے تھے

پیر سعد الحق ان دنوں صرف چار پانچ سال کے تھے انہوں نے پیر ہمدان کی طرف تبسم کرتے ہوئے دیکھا اور مذاق کرتے ہوئے کہا کہ میرے بابا اس قدر وضاحت کر رہے ہیں اور آپ اس کو نہیں سمجھتا۔

پیر ہمدان نے پیر سعد الحق اکبر کو غیرت سے دیکھا اور کہا کہ تو اس تقریر سے کیا سمجھتا ہے؟

Marfat.com

اس چار یا پانچ سالہ بچے نے اس عبارت کے معانی جیسا کہ حضرت شاہ سید نے بیان کیے تھے بالکل اسی طرح بیان کر دیئے۔ تو حضرت شاہ سید نے میر ہمدان پر عتاب کیا اور کہا کہ پنج سالہ بچے تک تو اس کو سمجھتے ہیں لیکن تو نہیں سمجھتا یہ کیسی کند ذہنی اور غباوت ہے تو میر ہمدان نہایت شرمندہ ہوا اور چند روز کے بعد میر سعد الحق اکبر نے اپنی روح کی نقدی قابض الارواح کے سپرد کر دی اور حی لایموت کی بارگاہ میں مراجعت فرمائی۔

جب حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ نے اپنے فرزندوں اور بچوں کے حالات کی بلندی اور مکاشفات کو ملاحظہ فرمایا تو اپنے دوستوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ سے

(۱) ابن عربی جو کاملوں کا سردار ہے وہ حقائق کی فہرست ہے اور اجمال ہے۔
(۲) اور حقائق و معانی کی تفصیل اگر یقین کرو تو ہم ہیں۔

جب مرزا کیچک سلطان حسین مرزا کا بیٹا اور حضرت شاہ قاسم کا مخلص مرید داعی حق کو لبیک کا جواب کہتے ہوئے اس فانی دنیا سے ملک جاودانی کی طرف چلا گیا۔ اور حکومت کے اختیارات اور مملکت کی باگ ڈور میر شیر علی کے ہاتھ میں آئی تو حاسدوں کو موقع ہاتھ آیا اور حضرت شاہ قاسم کی ایذا رسانی اور آپ پر الزام تراشی میں مشغول ہوئے۔

آپ پر افترا کیا گیا کہ اس شاہ قاسم نور بخش نے سلطان حسین مرزا کا علاج معالجہ نیم حکیمی اور جہالت کے باوجود کیا اور زہریلی دوائیں دیتے رہے اور اس طرح سلطان کا مرض دن بدن بڑھتا گیا۔

بعض حاسدوں نے آنحضرت پر ایک جھوٹی بات کا الزام لگایا کہ انہوں نے تفسیر کشاف کو قرآن مجید کی شرح کہا ہے حالانکہ تفاسیر پر قرآن مجید کی شرح کا اطلاق کرنا شرع نبوی میں ناجائز ہے۔ کئی روز تک یہی گفتگو جاری رہی۔

اور بعض لوگوں نے سمرقندی کی خباثت و شرارت سے آپ پر تہمت لگائی

Marfat.com

کہ شاہ قاسم نے طالب علموں کی ایک جماعت کے سامنے کہا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَن پڑھ تھے اور میرے باپ محمد نور بخش تمام علوم عقلی و نقلی کے عالم تھے اور وہ اس طرح اپنے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتا ہے۔

اور ایک متعصب جماعت نے اس بات پر دشمنی کی بنیادیں مستحکم کیں یہاں تک کہ اس بہتان کی خبر حضرت شاہ قاسم کے مبارک کانوں تک پہنچی جب ان کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ مخالف لوگ ہماری ایذا رسانی میں انتہائی کوشش کر رہے ہیں تو مجبور ہو کر انہوں نے تمام حالات لکھ کر سلطان حسین مرزا کو بھیج دیئے اور انہوں نے حالات پر اطلاع پاتے ہی فوراً امیر علی شیر کو اپنے پاس بلایا اور بہت سفارش کی کہ شاہ قاسم نور بخش کو ماوراء النہر کے شیاطین تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں خبردار ہزار مرتبہ خبردار رہنا ان شیطانوں کو اس کی مجال نہ ہو اور ان کی باگ ڈھیلی نہ چھوڑنا۔

پس امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا نے ان بدبختوں کو ڈرایا دھمکایا لیکن وہ زمانہ بھر کے حاسد اپنی خبیث عادت سے باز نہ آئے بلکہ افترا پردازی میں اور زیادہ ہو گئے اور ان پر ایک اور الزام لگا دیا کہ

"شاہ قاسم نور بخشی اپنے آپ کو امام محمد مہدی آخر الزمان کا خلیفہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اپنے باپ کو امام محمد مہدی موعود کہتا ہے حالانکہ حضرت خاتم المجتہدین سید محمد نور بخش قدس سرہ کی زندگی میں ان کے بعض مریدوں نے فرط محبت سے حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ کی بعض غزلیات اور مقولات کی بنا پر دعوائے مہدی موعود سے آپ کو متہم کیا تو حضرت شاہ قاسم نے ان کی مخالفت کی اور ان کو سخت توبیخ کی۔

چنانچہ ایک ... مریدوں میں سے ایک آدمی نے حضرت شاہ سید کو انہی مقولات کا تذکرہ کرتے ہوئے "یا حضرت امام آخر الزمان" کہہ دیا۔ تو حضرت

Marfat.com

شاہ قاسم نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہنے لگے کہ تم لوگ میرے والد بزرگوار کو بدنام کر رہے ہو ایسی ناروا باتیں نہ کہا کرو۔

پس ایسے ہی حاسدوں اور دشمنوں نے ناجائز باتوں اور نامقبول حکایتوں سے شاہ قاسم کو الزام دیا۔ ایک روز ہرات سے اکابرین جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے اور ایک مجلس قائم کی اس دن شہر اور بازار کے قریباً دس ہزار آدمیوں کا جامع مسجد کے دروازہ پر ہجوم تھا۔ ایک طالب علم نے شاہ قاسم پر دعوی کیا اور ثبوت بھی فراہم کر دیئے۔ لیکن آپ اپنی انتہائی حق پرستی کی بنا پر اس مجلس سے صحیح سلامت چلے آئے اور کوئی جسمانی تکلیف آپ کو نہ پہنچی۔

اسی طرح کے الزام تراشیاں علماء سوء اور خشک مزاج دنیا پرست ملاؤں کی طرف سے علماء حق پرست پر ہر زمانہ میں جاری و ساری رہی ہیں اور رہیں گی چنانچہ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اور بہت سے مشائخ کبار نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

تینوں بزرگ جنید بغدادی اور ابوالحسن نوری و شیخ شبلی سلوک اور ریاضت کی راہ میں تھے اور عالم صورت جاہل سیرت علماء سے کلی طور پر پرہیز کرتے تھے تو ان لوگوں نے ان تینوں پر کفر اور نفاق کا الزام لگایا اور حاکم وقت سے عرض کیا کہ اس جماعت کا مذہب زندقہ اور الحاد ہے اور ان کے اقوال و افعال سے بہت سا کفر اور نفاق پیدا ہوتا ہے۔

حاکم وقت نے ان تینوں کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو گرفتار کر کے قاضی کے پاس لے گئے تاکہ ان پر تہمت قائم کر کے علماء کے فتوے سے قتل کر دیں۔ چنانچہ ان کو قاضی کے محکمہ میں پیش کر کے علماء نے ان پر دعوی کر دیا کہ یہ جماعت اسلام کے قواعد سے دور ہے اور نور ایمان سے بیگانہ ہے۔

قاضی نے کہا کہ ہم ان سے چند ایک مسائل پوچھتے ہیں۔ ان میں سے جنید تو عالم ہے وہ اچھی طرح جواب دے سکے گا پہلے ہم نوری اور شبلی سے پوچھتے

Marfat.com

ہیں کہ وہ چنداں علم نہیں رکھتے اور وہ جواب نہ دے سکیں گے۔ اور اسی چیز سے دلیل پکڑ کر میں ان کے قتل کا فتویٰ دیدوں گا۔

جب قاضی نے نوری سے پوچھا کہ نقود میں زکوٰۃ کتنی واجب ہے تو اس نے جواب میں کہا۔

تمہارے مذہب میں یا ہمارے مذہب میں؟

تو قاضی نے کہا ہمارے مذہب میں کیا واجب ہے اور تمہارے مذہب میں کیا واجب ہے؟

تو ابوالحسن نوری نے فرمایا کہ تمہارے مذہب میں تو چالیس سے ایک اور دو سو میں سے پانچ اور ہمارے مذہب میں اگر تمام دنیا ایک درویش کی ملکیت میں ہو اور وہ اس تمام دولت کو اللہ تعالیٰ کی ایک لحظہ کی محبت اور معرفت کی نعمت پر قربان کر دے تو پھر بھی وہ اس سے عہدہ برآ نہیں ہو گا۔

چونکہ قاضی اہل دیانت سے تھا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کون کافر ہو گا جو ایسی بے گناہ جماعت کو قتل کرے اور خلیفۂ وقت کو لکھ بھیجا کہ اگر یہ لوگ کافر و زندیق ہیں تو میں فیصلہ کرتا ہوں کہ پھر روئے زمین پر کوئی آدمی بھی مومن اور مسلمان نہیں ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ بسبب دشمنوں کے ارادہ میں بہ شدت ملاحظہ کی نوخیز اعیان کی رہائش سے بہت پریشان اور متنفر ہو گئے اور خدیجہ بیگم کو وسیلہ بنایا اور بادشاہ سے اجازت حاصل کی۔ سلطان حسین مرزا نے خدیجہ بیگم سے مشورہ کر کے اپنے امراء میں سے مرزا کیچک کے بیٹے کو دو سو سوار دیکر آپ کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مزار مقدس تک ان کے ہمراہ جائیں۔

اور حضرت شاہ نے خراسان کے تمام دوستوں کو وداع کیا اور خراسان کے سید امام علی رضا کے مزار اقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ چند لوگ جو آپ کے نہایت ہی

Marfat.com

مخلص تھے مثلاً مولانا علی ہاتفی اور مولانا حسین واعظی وغیرہم مشہد مقدس تک ہمراہ آئے اور اس جگہ آکر اپنے دوستوں کی جماعت کو جو وداع کرنے کے لیے آئے تھے واپس روانہ فرمایا۔ اور خود عراق کی طرف توجہ فرمائی۔

حضرت شاہ قاسم جب سمنان کی سرحد پہ پہنچے تو آپ کے واپس آنے کی خبر رتے کے علاقہ میں پہنچ گئی تو رتے اور سولغان کے دوست اور اپنے فرزند محترم اور خویش و اقارب آپ کو مبارکبادی دینے اور استقبال کرنے کے لیے آگے بڑھے اور آنحضرت نے مقام درشت پر اپنے ذاتی مکان میں قیام فرمایا اور عراق عجم کے تمام آدمی حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کے صحیح سلامت واپس آنے پر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت شاہ ولایت رتے ہیں کہ یہاں آپ کی موروثی جائداد اور جاگیر اور زمین تھی مقیم ہو گئے اور اس علاقہ میں رہنے والوں کو معرفت کے نور سے فیض رسانی کرنے لگے۔

اور اپنے کم علم مریدوں کے لیے جو کتاب سلسلۃ الذہب کے سمجھنے کی پوری قابلیت نہ رکھتے تھے عقائد کی درستی کے لئے جو دس[۱] کلمات قدسیہ ایجاد فرمائے جو کہ کتاب سلسلۃ الذہب کا حقیقت میں خلاصہ ہیں صبح اور عصر کے اوراد کے بعد ان کا وظائف کے ساتھ الحاق کر دیا تاکہ ناخواندہ عوام بھی ان سے مستفید ہو سکیں اور ان کے عقائد حوادثات زمانہ اور عقائد فاسدہ سے محفوظ رہیں اور وہ بارہ[۲] کلمات قدسیہ یہ ہیں۔

(۱) خدا کا بندہ	(۲) آدم کی اولاد
(۳) ابراہیمؑ کی ملت	(۴) محمدؐ کی امت
(۵) دین اسلام	(۶) کتاب قرآن
(۷) قبلہ خانہ کعبہ	(۸) سنت کی پیروی
(۹) علی کا دوستدار	(۱۰) سلسلہ ذہب
(۱۱) مذہب صوفیا	(۱۲) مشرب ہمدانیہ

Marfat.com

(۱۳) روشن نور بخشیہ (۱۴) مرید مرشد

اور حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ اپنے دولت ابدی کے وصال تک پوری فارغ البالی سے اپنے مبارک اوقات کو عبادات الٰہی اور مسند رشد و ہدایت کی رونق افروزی میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ ۹۱۹ھ ہجری میں آپ نے اپنے روشن کے کانوں سے یہ آواز سنی کہ

"اے نفس مطمئنہ راضی ہو کر اپنے رب کی طرف رجوع کر خدا تجھ سے خوش ہو گا" اور پھر آپ قدس کے باغوں کی طرف تشریف لے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ ۔

شیخ ابو اسحٰق محمد عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں سے "اربعہ اربعین" کے مؤلف ہیں حضرت قاسم فیض بخش کی شان میں انقاعات فیض بخشیہ کے آخر میں جو کہ فقہ اور نور بخشیہ کی شرح ہے اس طرح منظوم نظریات لکھی ہے۔

(۱) نور بخش کی مبہمات کی تشریح کرنے والا وہی ہے فیض بخش فیض بخش اور نور بخش۔

(۲) بدبختی اور اختلاف کے درد کی تسکین دینے والا نور بخش ہے نور بخش ہے نور بخش ہے۔

(۳) اس پسندیدہ خصائل خدا کے دوست کو خیر بخشنے والا فیض بخشنے والا اور نور بخشنے والا سمجھ۔

Marfat.com

شجرہ اولاد امام العارفین سید محمد نوربخش قدس سرہ

- شاہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ
  - شاہ قاسم فیض بخش م ۹۱۹
    - شاہ شمس الدین
      - شاہ قوام الدین م ۹۴۴
        - شاہ قاسم ثانی
          - امیر سید محمد نوربخش
          - امیر سعد الحق
        - شاہ مشہور الدین
        - شاہ بہاؤ الدولہ معروف سید محمد حسین نوربخشی م ۹۸۵
      - شاہ صفی الدین محمد م ۹۶۷
    - شاہ بہاؤ الدین
  - امیر سید جعفر نوربخش
  - امیر سعد الحق اکبر ×

Marfat.com

شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤالدین فرزندان شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہٗ کے حالات

جب ۹۰۷ھ ہجری میں شاہ اسمٰعیل صفوی سلطنت ایران کے تخت پر بیٹھا تو عراق اور خراسان کے علاقے بھی اس نے اپنی تحویل میں لے لیے اور رتے کا علاقہ سابقہ دستور کے مطابق حضرت شاہ قاسم اور ان کی اولاد کی جاگیر رہنے دیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ چغلخوروں اور حاسدوں کی چغلیوں کی وجہ سے حضرت شاہ بہاؤالدین کو شاہ اسمعیل کے دربار سے قتل کر دینے کا حکم ہوا۔

مشہور ہے کہ جس دن شاہ اسمٰعیل صفوی نے ان کے قتل کا حکم دیا اور حضرت شاہ قاسم کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت شاہ قاسم نے عیش و خوشی کی بساط لپیٹ دی کہ میرا مظلوم بیٹا میرے دادا امام حسین مظلوم علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کر رہا ہے اور دولتِ جاودانی حاصل کر رہا ہے اور اس بشارت میں داخل ہو رہا ہے کہ

"ان لوگوں کو مردہ مت سمجھو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں وہ زندہ ہیں اور ان کو ان کے رب کے پاس رزق دیا جاتا ہے۔"

(۱) ہمت والے لوگوں کا حوصلہ دیکھو اور چند کمینہ صفت لوگوں کی بے قراری کا شیوہ بھی ملاحظہ کرو۔

(۲) یہ واصلانِ حق ہیں ان کا دل ہمیشہ ان سے لگا رہتا ہے اور ظاہر پرست ملاّ لوگوں کا شیوہ بھی دیکھو

ہاں شاہ شمس الدین حضرت شاہ قاسم کے بڑے بیٹے کو ایران کے بادشاہ

Marfat.com

شاہ اسمعیل صفوی کے دربار میں عزت اور وقار حاصل تھا۔ لیکن شاہ شمس الدین کا سیاہ پگڑی باندھنا قابل اعتراض سمجھا گیا اور اس سے ان کو منع کر دیا گیا۔ اس لیے کہ اس لباس سے ان کے ظاہری خلافت کے دعوی کی بو آتی تھی اور لوگوں کو شاہی فرد ہونے کا شک گزرتا تھا۔

سلطان نے لباس عباسی کو پہن لیا کہ شاید اس کو خلافت کا راز معلوم ہو جائے

عباسی لباس سے مراد سیاہ لباس ہے حالانکہ نور بخشی طریقہ میں یہ لباس سنت ہے کہ جمعہ کے روز سیاہ دستار اور چادر پہن کر خطبہ پڑھے یا ایک ان میں سے سیاہ ہو۔

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے اپنے بیٹے شاہ شمس الدین کو آداب طریقت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے سپرد کر رکھا تھا۔ اور حضرت میر عراقی اپنے مرشد شاہ قاسم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شاہ شمس الدین کو آداب راہ سلوک طریقت کی تلقین کرنے اور اعمال صالحہ میں مشغول رکھنے پر خاص توجہ دیتے۔ اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کے نصائح کی برکت سے کچھ مدت کے بعد شاہ شمس الدین کاملین کے درجہ پر پہنچ گئے۔ پھر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے ان کو سند ارشاد عنایت کر دی۔

شاہ شمس الدین کی خواہش تھی کہ جتنے بھی مرید والد بزرگوار کی خدمت میں موجود ہیں وہ سب میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔ باوجود سے کہ حضرت میر عراقی، شاہ شمس الدین کے استاد اور مربی تھے سب سے پہلے انہوں نے ہی شاہ شمس الدین کے ہاتھ پر بیعت کی تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور پھر اس کے بعد دوسرے مریدوں نے بیعت کی

جب حضرت شاہ قاسم کو حضرت میر شمس الدین عراقی کے شاہ شمس الدین کے ہاتھ بیعت کرنے کی خبر پہنچی تو شاہ قاسم نے حضرت میر عراقی سے فرمایا کہ میں نے اس کو سند ارشاد دوسرے لوگوں کے لیے دی تھی جنہوں نے بی

Marfat.com

بیعت اور توبہ نہیں کی تاکہ وہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت اور توبہ کریں آپ کو اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

تو میر شمس الدین عراقی نے جواب دیا کہ یا حضرت شاہ اگر میں ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا تو کوئی بھی ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتا میں نے اس لیے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تاکہ لوگ بھی ان کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش نے خود اپنی زندگی میں اپنے فرزند شاہ شمس الدین کو اپنا قائم مقام بنایا اور ان کو خلیفہ متعین کیا۔

Marfat.com

حضرت شاہ قوام الدین محمد خلیفہ حضرت شاہ شمس الدین نوربخش قدس سرہ کے حالات

حضرت شاہ قوام الدین محمد اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے ان کے مریدوں کی تعداد حد سے زیادہ بڑھ گئی اور ترقی کرتے کرتے ظاہری خلافت حاصل کر کے حکومت قائم کر لی اور ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ چونکہ علماء نے انسا بیٹے نوربخشیوں کے طبقہ کی انتہائی مذمت اور توہین آمیز کلمات کہے اور شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی والیے ایران کی خدمت میں جا کر عرض کیے اور شاہ طہماسپ ۹۳۰ھ سے ۹۸۲ھ ہجری تک حکمران رہا تو اس نے وہ تمام مراعات جو حضرت شاہ قوام الدین کو دے رکھی تھیں سب چھین لیں اور نوربخشی طبقے پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ حضرت شاہ قوام الدین کو گرفتار کر لیا اور قزوین کے انجنق نامی قلعہ میں بند کر دیا کچھ مدت قید رہے اور ۹۴۴ھ ہجری میں اسی قلعہ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نوربخشی فرقہ کو بروج ایران، خراسان اور عراق سے ختم کر دیا گیا اور تشدد و مصائب ان پر روا رکھے گئے اور نوربخشی طریقہ اور ہمدانی روش چھوڑنے پر لوگوں کو مجبور کیا گیا۔ چنانچہ خواجہ ہدایت مشرف نے شاہ قوام الدین نوربخشی کی گرفتاری کی تاریخ ان دردناک اشعار میں بیان کی ہے ؎

(۱) وہ طرشت کا میر درشت صفت فرمے کتنا خفا کر میں اس خاک سے بیزار ہوں۔

(۲) طرشت کی کھیتیاں میری وجہ سے بارونق تھیں میں نے ان کو چھوڑا اور دنیا سے چلا گیا

(۳) اسکی آبادی میری بربادی کا باعث ہوئی میری گرفتاری کی تاریخ بن گئی میں درخشی ہوں

Marfat.com

احوال شاہ صفی الدین محمد برادر شاہ قوام الدین محمد نوربخشی رحمۃ اللہ علیہم

شاہ صفی الدین محمد حضرت شاہ قاسم نوربخش کے بھتیجے تھے خوش طبع اور صافی مشرب تھے ہمیشہ درویشوں کے لباس میں رہتے طالب علمی سے بہرہ وافر رکھتے تھے۔ زیارت حج بیت اللہ اور زیارت ائمہ دین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے مشرف ہوئے۔ مصر کی راہ سے وطن واپس ہوئے اور یہ رباعی اور چند مطلعے ان کی یادگار ہیں ۔

(۱) اے صفی کسی کا دل نہ دکھا۔ جہاں تک ہو سکے اے صفی کسی کا دل خوش رکھ

(۲) لغزش میں ہے اے صفی اپنے تئیں نگاہ رکھو اے صفی خبردار رہنا ہزار مرتبہ خبردار

شاہ صفی اپنے بھائی کے ساتھ طرشت میں رہتے تھے جو کہ رے کے مضافات میں ایک قصبہ تھا اور ان کی رہائش گاہ تھا جب شاہ قوام الدین گرفتار ہو کر قید کی حالت ہی میں وفات پا گئے تو انہوں نے اپنے بھائی کے غم میں مرثیہ کہا ان اشعار میں سے یہ دو مطلعے یاد تھے لکھ دیئے ہیں ۔

(۱) میرے پہلو میں دل لالہ کی طرح سیاہ ہو چکا ہے اللہ ایسا میرے بھائی اور دوست کے فراق کی وجہ سے ہوا ہے۔

(۲) جبکہ میرا سر خاک پا سے دور ہو گیا ہے تو میں اس سر کو کہاں لے جاؤں میرے سر پر خاک

ایک اور مطلع یہ ہے۔

(۱) میں تیرے حریم وصل سے دور رہوں اور شرمندہ ہوں اس لیے شرمندہ ہوں کہ تیرے بغیر کیوں زندہ ہوں۔

(۲) مجھے بغیر درد کے ہجر کی محنت سے قتل نہ کر کہ درد والوں سے صرف میں ہی باقی ہوں

شاہ صفی الدین نے ۹۶۰ھ میں طرشت میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شاہ مشہور الدین فکری نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

شاہ مشہور الدین فکری شاہ قوام الدین کی اولاد سے ہیں پہلے اسیری تخلص کرتے تھے بعد میں فکری تخلص رکھ لیا۔ شعر اور علم شاعری میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ شاہ طاہر کے زمانہ میں جو کہ ۹۵۶ھ ہجری میں فوت ہوئے دکن کے علاقہ میں آئے شاہ طاہر سے پڑھا اور تربیت حاصل کی اور بہت سی مہارات حاصل کیں اور شعر و شاعری میں مشہور ہوئے۔ عشق حقیقی میں مندرجہ ذیل شعر انہی کے ہیں ؎

(۱) تیرا چہرہ مے سے پھول کی طرح کھل اٹھا باغ و بستان اور سبزہ زار کو چھوڑ دے اپنے گھر سے آئینہ لا اور باغ کا تماشہ کر۔

(۲) میں نہیں کہتا کہ میرے دل کو خون نہ کر میری جان کو غم سے نہ گھس میرا دل اور جان تجھ پر فدا جو تیرا دل چاہے وہ کر۔

(۳) اس نرگس سے جو پھول پر مستی سے لپٹ گیا دیکھ اور جو بھی ہوشیار ہے اس کو مست اور بسمل کر دے۔

Marfat.com

شاہ بہاؤ الدولہ معروف سید محمد حسین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

سید محمد حسین نوربخشی شاہ قوام الدین محمد کے بیٹے ہیں علاوہ علوم باطنی کے علم طب و حکمت میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ایران میں طبی علوم میں ان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا یورپ میں ہی تو ہو۔ شاہ بہاؤ الدولہ نے پہلے رے میں طب پڑھی پھر ہرات میں ہندی استادوں سے طب پڑھی پھر ایک مدت تک ہرات میں قیام کیا اور آخر میں رے کو واپس چلے گئے اور اسی جگہ سنہ ۹۱۲ ہجری میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی یادگار صرف ایک کتاب خلاصۃ التجارب ہے جو حقیقت میں ان کے تجربات ہیں۔

Marfat.com

امیر سید محمد نوربخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

امیر سید محمد نوربخشی شاہ قاسم ثانی کے فرزند ہیں اور شاہ نظام الدین کے پوتے ہیں اس سلسلہ کے خوش طبع لوگوں میں سے تھے۔ شاعری کا بہت چسکا تھا۔ عشق الٰہی میں آپ نے ایک دیوان پورا کیا [illegible]

(۱) کثارات کی پاسبانی میں وہ کچھ نہیں رکھتا جو میں رکھتا ہوں۔ کہ کہنے کو تو سحری تک نیند ہے اور میں دن ہونے تک بیدار رہا ہوں

اور یہ مطلع بھی انہی کا ہے ؎

(۲) اے ناصح یہ نہ کہو کہ عشاق نے جانیں قربان کر دی ہیں۔ کتنے ہی ہزار چلے گئے ہیں ہم بھی ان میں سے ایک سہی۔

Marfat.com

امیر سعد الحق سید نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

امیر سید سعد الحق نوربخشی سادات میں سے ہیں۔ یزد میں سکونت رکھتے تھے اور شعر میں نصیبی تخلص کرتے تھے۔ عشق حقیقی پر یہ دو مطلعے انہی کے ہیں ؎

(۱) میں تیرے شوق کے کپڑوں سے اپنا لباس بناؤں گا تاکہ جان بدن ہائے ہے اور کفن اس لباس کا ہو جس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا جاسکے۔

اور یہ مطلع بھی انہی کا ہے ؎

(۲) جانے کے وقت ہاتھ جیب دامن کے کنارہ پر مارتا ہے دامن وہ ہونا چاہیئے جو میری آتش پر مارا جاسکے۔

Marfat.com

شیخ شمس الدین محمد بن علی لاہجی کے حالات یہ سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ کے طبقۂ اولیٰ کے خلفاء میں سے تھے

شیخ شمس الدین محمد لاہجی قدس سرہ اصفہان سے یکم رجب ۸۴۷ھ ہجری کو گیلان گئے۔ ان دنوں حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ گیلان میں تھے۔ آپ ان کے مریدوں کے حلقہ میں داخل ہو گئے۔ سولہ سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے اور اپنے مرشد سید محمد نوربخش قدس سرہ کی رحلت کے بعد شیراز میں آگئے اور ایک خانقاہ تعمیر کی اور اس کا نام خانقاہ نوریہ رکھا اور اس خانقاہ میں مریدوں کی چلہ کشی کے لیے کمرے تیار کیے اور اپنی بقیہ زندگی چلہ کشی اور ذکر و مراقبہ اوقات کے مشاغل میں گزار دی۔ اور وقت کے بادشاہوں نے اس خانقاہ پر بڑی نفیس زمین وقف کی اور شیخ لاہجی اور ان کی اولاد کو اوقاف کی زمینوں پر متولی قرار دیا اور بالآخر شیخ محمد لاہجی نوربخشی کو خانقاہ کے احاطہ ہی میں دفن کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ محمد لاہجی کی یادگار دو کتابیں ہیں۔ مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز اور کتاب اسرار الشہود۔

Marfat.com

مولانا حسین کوکئی کے حالات جو کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے اوّلیں خلفاء سے تھے۔

حضرت مولانا حسین کوکئی قدس سرہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے اولیں خلفاء میں سے تھے ظاہری علوم کے معقولات و منقولات میں عالم متبحر اور مشہور فاضل تھے۔ فنون عربی میں یگانۂ روزگار اور مکاشفات و مشاہدات کے اطوار میں کامل اور تکمیل اور تحقیق حقائق میں بیکراں سمندر تھے۔

حضرت شاہ سید قدس سرہ بارہا اپنی زبان مبارک سے فرماتے کہ میرے بعد ملا حسین کوکئی اطوار ولایت کا جامع ہے اور امام العارفین حضرت شاہ سید کی زندگی میں حضرت شاہ قاسم فیض بخش اور آپ کی تمام اولاد اور فرزندوں کی تعلیم تدریس کے عہدہ پہ مخاطب۔ حضرت شاہ سید مدرسی کے عہدہ پر فائز تھے اور آنحضرت کی بیٹیوں اور مستورات کے لیے جو عربی سمجھنے کی پوری اہلیت نہ رکھتی تھیں ان کو نماز پڑھنے کے طریقے وہ اجبات اور سنن سمجھانے کے لیے آپ نے فقہ احوط کا فارسی ترجمہ لکھا۔ آنحضرت کی لڑکیاں اور عورتیں اور اس گھرانہ کی بیگمات اور ارادت مندوں کی تمام عورتیں اسی فارسی نسخہ سے سبق پڑھا کرتی تھیں اور مسائل یاد کرتی تھیں

یہاں تک کہ مولانا حسین کوکئی ایک روز باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران میں ایک بیل ان کے ہاتھ میں آگئی اور دونوں ہاتھوں سے اس کو زور سے مارتے تھے ناگاہ جب انہوں نے ایک دفعہ بیل کو مارا تو ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور بیخود ہو کر گر پڑے اور جملہ مرید اور خادم دوڑ کر پاس گئے تو دیکھا کہ آنحضرت کی زبان پر کلمہ جاری ہے اور آپ قابض الارواح کو اپنی جان سونپ رہے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندی کے حالات یہ حضرت شاہ سید کے اولین خلفاء میں سے تھے

شیخ محمد سمرقندی حضرت شاہ سید نوربخش قدس سرہ کے طبقہ اولیٰ کے خلفاء میں سے تھے اور بالکل ابتدائی مرید تھے۔ یہ ان دو سمرقندی علماء میں سے ایک تھے جو حضرت مجتہد سید نوربخش علیہ الرحمۃ سے مباحثہ کرنے کے لیے آئے تھے۔ چنانچہ شیخ علی بن قاسم عجمی نے ان کے متعلق ایک نظم کہی ہے ؎

(۱) جب اجتہاد کے کوہ قاف کے عنقاء کا آوازہ بلند ہوا تو روئے زمین پر خوف طاری ہوا اور دنیا میں ایک زلزلہ آ گیا۔

(۲) آپ کی ملاقات کے شوق کی آگ سے دلِ دنیا کباب ہو گیا دشمنوں کا دکھ اور امتحان کی خاطر اور دوستوں کا ثواب کے لیے۔

(۳) ہر تجربہ کرنے والا آپ کے پاس سوار یا پیدل آنے لگا اور تجربہ کرنے والے اس تجربہ کیے گئے سے ذلیل اور شرمسار ہوئے۔

(۴) سمرقند سے جب دو عالم آکر آپ کے امتحان کے لیے بیٹھے تو اس خدا کے دلدادہ نے جذبہ سے ان کے دل بند کر دیئے

(۵) جب اس شاہِ کامل نے جذبہ سے ان کے دل چھین لیے تو شرمندگی سے روتے ہوئے عذر کے لیے لب کھولا۔

(۶) کہ تو ہمارا پیر کامل ہے اور راہ سلوک کا رہبر تو دریائے رحمت ہے اور ہم اس کی مچھلیاں ہیں

(۷) تو تر دل سے جنت میں جانے والا آپ کا مرید ہو گیا اور وہ آپ کی خدمت میں رہا تاکہ جنت اس کا ٹھکانا بن جائے۔

اور اس شیخ محمد سمرقندی نے جب اس عالی مقام کے حالات دریافت کیے تو

Marfat.com

اخلاص و اعتقاد سے اس قطب اوتاد اور غوث افراد کے دامن ہدایت و ارشاد میں اپنا ہاتھ دے دیا اور اپنا وطن مالوف ترک کر کے آنحضرت کی خدمت کے دوام پر مقیم ہو گئے اور اہل اخلاص و ارادت کی جماعت اور ارباب سلوک و ریاضت کے حلقہ میں آ کر طرح طرح کی طاعات و عبادات اور قسم قسم کی ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ اور آنحضرت کی صحبت کی لذت معلوم کر لینے کے بعد خدا تعالیٰ کا سجدہ شکریہ ادا کرنے اور مجذ کی زبان سے اظہار کرتے ہوئے فرماتے کہ:

(۱) اگر میرے منہ میں لاکھوں زبانیں پیدا ہو جائیں اور اسی طرح نوح علیہ السلام کی عمر مل جائے۔

(۲) اور پھر ایک ایک زبان سے ہزار ہزار شکر کروں تو پھر بھی اس کا بہت سا شکر نہ کیا جا سکے گا۔

(۳) کہ میں تمام ہم قیدیوں میں سے حضرت سید محمد نور بخش قدس سرہ کی صحبت میں آ گیا ہوں۔

سلوک و ریاضت کے پورا کرنے اور مراتب و مقامات کے حصول کے بعد یہ شیخ محمد سمرقندی کامل و مکمل ہو گئے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور سالکین کے ارشاد و تربیت کی ان کو اجازت مل گئی۔ اور امام العارفین سید محمد نور بخش قدس سرہ کی طرف سے اجازت حاصل کر کے عراق اور شام کی سیاحت اور بیت الحرام کی زیارت کے لیے چلے گئے اور واپسی پر مصر میں اقامت اختیار کی اور سکونت اختیار کر کے ایک خانقاہ تعمیر کی اور حضرت مجتہد قدس سرہ کی اجازت سے اپنی زندگی چند لوگوں کی تربیت اور ارشاد میں مصروف رہے اور اسی شغل میں اس جہان فانی سے دار القرار میں جا کر آرام پایا۔

Marfat.com

مولانا برہان الدین بغدادی کے حالات یہ حضرت شاہ سیّد کے طبقۂ اُولیٰ کے خلفا سے ہیں

حضرت مولانا برہان الدین بغدادی حضرت شاہ سید کے کامل خلفاء میں سے تھے علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ حالات سبعہ قلبیہ اور طرح طرح کے غیبی انوار اور آثاری و افعالی مکاشفات اور اسمائی و صفاتی اسرار کے معاینہ اور تجلیات ذاتی کے مشاہدہ کے مقامات و منازل کی تحقیق میں کامل و مکمل اور واصل اور متواصل تھے۔ اور ان کی کمال جامعیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ مجتہد حضرت شاہ سید کا بھی مسجد میں پانچوں وقت کی روزانہ نماز اور جمعہ کی نماز میں بھی آپ کے امام و مقتدا ہوتے تھے۔ حضرت شاہ سید کی اجازت سے بغداد میں سالکان راہ حق کی تربیت اور راہنمائی کرتے تھے۔ سنہ ۹۰۱ھ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

شیخ محمود اور پیر حاجی محمد بحر آبادی کے حالات یہ حضرت شاہ سید قدس سرہ کے اوسط درجہ کے خلفاء میں سے تھے

حضرت شیخ محمود بحری پیر حاجی محمد بحر آبادی کے بھائی ہیں اور یہ دونوں بھائی کامل و مکمل تھے اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ کے طبقۂ اوسط کے خلفاء میں سے تھے۔

بیان کرتے ہیں کہ پیر حاجی محمد بحری سالکین کی تربیت میں یہ مقام رکھتے تھے کہ ایک دن پیر حاجی محمد بحری کے سامنے اہل کمال کے مجمع میں سالکین کی تربیت کے متعلق بات چل پڑی اور اثنائے گفتگو میں بعض درویشوں نے کہا کہ اگر مرید کو روز ازل سے استعداد ازلی نصیب ہوئی ہو تو پیر کامل کی تربیت ان کے حق میں مؤثر ہوتی ہے ورنہ خواہ مرید کتنی ہی ریاضت کیوں نہ کرے اور پیر کامل بھی اس کے متعلق تربیت کے لیے خواہ کتنی ہی توجہ بذل کیوں نہ کرے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ لوہار آئینہ کی صفائی میں خواہ کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے جب تک اس آئینہ یا لوہے کی ذات میں اصلی جوہر لائق اور قابل نہ ہو اس لوہار کی محنت اور مشقت بھی بے فائدہ اور اکارت جائے گی۔

اس مجلس میں پیر حاجی محمد بحر آبادی نے اس جماعت کی بات کو رد کر دیا اور فرمایا کہ اگر لوہار کامل ہو تو اسی ناقابل لوہے کو اپنی استادی کے ہاتھ سے آئینہ بنا سکتا ہے کہ تصویروں کے انعکاس میں تدبیر اور تصفیہ کے بعد وہ لوہا بھی آئینہ ہی کی طرح ہوگا اور تصفیہ کے بعد جو کچھ آئینہ میں ظاہر ہوگا وہی کچھ لوہے کے ٹکڑے میں ظاہر ہوگا۔ لیکن ان دونوں آئینوں میں دو چیزوں میں فرق ہوگا۔ پہلا یہ کہ بے جوہر و بےصنعت لوہے کو آئینہ بنانے میں استاد کو محنت اور مشقت زیادہ کرنی پڑے گی۔ اور دوسرا فرق یہ کہ اس آئینہ کی صفائی اور روشنی کو دوام و ثبات نہ ہوگا۔ بلکہ

Marfat.com

تھوڑی سی چیز سے اس کی صفائی مکدر ہو جائے گی اور اس کی روشنی زائل ہو جائے گی اور جلد ہی زنگ آلود ہو جائے گا اور یہ عیب آئینہ کے جوہر کا ہے نہ کہ استاد کے ہنر کا۔

حاضرین مجلس نے اس کو ناممکن سمجھا اور کہنے لگے اگر ایسا ہوتا تو وہ تمام آدمی جو مشائخ کی خدمت و ملازمت اور اولیاء کی صحبت میں جاتے وہ سب آدمی مشائخ و اولیا ہو جاتے۔ پیر حاجی بحری نے فرمایا کہ لوہار کے سامنے طرح طرح کا لوہا جمع ہوتا ہے جس لوہے کو وہ قابل اور جوہر دار سمجھتا ہے اس سے شمشیر اور ہتھیار تیار کرتا ہے اور باقی لوہے کو دوسری قسم کے اوزار اور ہتھیاروں کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

تو کہنے لگے کچھ لوگ شراب خانوں میں رہتے ہیں اور اوباش اور بدی لوگ بھی مرشدی اور پیشوائی کے لیے تیار ہو سکتے ہیں؟

پیر حاجی نے فرمایا جتنے آدمی چاہو مجھے لا دو میں انشاء اللہ ان کی تربیت کروں گا اور راہ دکھاؤں گا پھر دیکھو خدا کیا کرتا ہے۔

حاضرین مجلس گئے اور شراب خانوں اور قمار خانوں اور بعض بیہارٹی اور کمینہ صفت لوگوں کی ایک جماعت کو اکٹھا کر لائے جو چالیس آدمی کے قریب تھے اور کہنے لگے ان لوگوں کی تربیت کرو تا کہ ہم دیکھیں کہ آپ کی بات کہاں تک پہنچتی ہے؟

اور جب حضرت پیر حاجی بحری اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنی توجہ سے آنجناب نے ان کے دلوں میں ایسا تصرف کیا کہ وہ اسی وقت اسلام اور ایمان کی عزت حاصل کر کے محترم و معزز ہو گئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد ان کو توبہ و بیعت کی تلقین کی اور تعلیم دے کر آداب سلوک و رباطریت اور قواعد عزلت و مجاہدات میں مشغول کر دیا۔ اور تمام چالیس آدمیوں کو چلہ کشی کے خلوت خانہ میں بٹھا دیا۔ اور تربیت میں مشغول ہو گئے اور ان کی ہدایت

Marfat.com

وارشاد کا ایسا اہتمام کیا کہ ایک ہی چلہ میں پورے چالیس آدمیوں کو ارشاد کی چالیس سندیں دے دیں اور فرمایا کہ پورے چالیس آدمی کمال کو پہنچ گئے اور تمام کو بیعت لینے کی اجازت دے کر رخصت کر دیا۔

اور یہ معاملہ تنگ دلوں کے اعتبار میں نہیں آسکتا۔ بلکہ بعض ارباب کشف اور اہل حال کو بھی یہ بہت گراں گزرا۔ قطب زماں سید محمد نوربخش قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا اور ایک طرح سے شکایت کی کہ شیخ محمد بحری نے نااہل آدمیوں کو بیعت لینے کی اجازت اور سند دے کر روانہ کر دیا ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ نے عتاب کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ تم عوام کی طرح بے بصیرت نہیں ہو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو کہ یہ اجازت نامے صحیح دیئے گئے ہیں یا غلط؟

چنانچہ ان لوگوں نے جو اہل کشف تھے اور باطنی معرفت رکھتے تھے انہوں نے باطنی توجہ سے اس جماعت کے حالات کی تحقیق کی اور اس کے بعد حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان میں سے انتالیس آدمیوں کے حالات معلوم کئے ہیں کہ وہ مرتبہ ارشاد کو پہنچ گئے ہیں اور ان کو صحیح اجازت دی گئی ہے۔ ہاں ان میں سے ایک آدمی کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

حضرت شاہ سید قدس سرہ نے ازراہ مذاق فرمایا کہ انتالیس آدمیوں کی جو تربیت کرتا ہے اور ان کو کمال کے مرتبہ پر پہنچاتا ہے اور ان کو بیعت لینے کی اجازت دیتا ہے وہ ایک سالک کو بغیر استحقاق کے کس طرح ارشاد کی اجازت دے سکتا ہے؟ ایسے صاحب کمال کے حق میں اس طرح کا خیال کرنا کمال درجہ کی بے ادبی ہے اور فرمایا کہ ۔۔

(۱) اگر میں ہزاروں سال بھی اس کی تعریف کروں تو اس کی صبح کے مطلع و مقطع کی حد نہیں ہے۔

(۲) اولیاء کی صحبت کو غنیمت سمجھ اس کیمیا کو اکسیر اعظم سے زیادہ جان۔

Marfat.com

ہاں شیخ محمود بحری جو اس صاحب کمال کا حقیقی بھائی تھا اگرچہ مراتب و مقامات اور اطوار و لایات و کمالات میں اپنے بھائی سے بہت کم تر تھا۔ لیکن ایک دن اور ایک ساعت بھی حضرت قطب زمان سید محمد نوربخش کی خدمت اور صحبت سے دور اور غیر حاضر نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ آنحضرت کے غسل اور وضو کے لیے وہی پانی حاضر کیا کرتے تھے اور جب بھی آنحضرت اپنے حرم میں تشریف لاتے شیخ محمود طہارت کے لیے پانی تیار کر کے ٹٹی خانہ تک ہمراہ جاتے گویا کہ سالہا سال تک اسی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضری دیتے رہے جب موت کے قاصد نے "ہر نفس موت چکھنے والا ہے" کی خبر شیخ محمود بحری کے ہوش کے کانوں میں پہنچائی تو آپ زندگی کا سامان منزل فانی سے اٹھا کر جاودانی ملک کی سرحدوں کے اندر لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

حضرت شاہ جلال شیرازی نوربخشیؒ کے حالات

حضرت شاہ جلال شیرازی قدس سرہ شیخ محمد لاہجی نوربخشی شارح گلشن راز کے مرید تھے وہ وہاں سے مکہ مکرمہ گئے اور سلطان سکندر لودھی کے زمانہ میں مکہ مکرمہ سے ہندوستان میں آئے اور دہلی میں اقامت اختیار کی اور اسی جگہ ۹۴۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

مولانا عماد الدین نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

مولانا عماد الدین شیخ محمد لاہجی نوربخشی کے مرید تھے۔ ان کی طرف سے بطور قاصد سلطان محمود خلجی والیئے دکن و مالوہ کی خدمت میں ۸۷۱ھ ہجری میں آئے اور تبرک کے طور پر اپنے شیخ کا خرقہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ سلطان محمود خلجی نے شیخ کے خرقہ کو نعمت کبریٰ خیال کیا اور مولانا عماد الدین کے آنے کو متبرک خیال کرتے ہوئے بھلائی اور احسان سے ان کا استقبال کیا اور انتہائی خوشی اور سرور سے خرقہ پہنا اور سخاوت و بخشش کا ہاتھ کشادہ کیا اور اس علاقہ کے تمام علماء و مشائخ کو جو اس مجلس میں حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا۔

Marfat.com

شیخ علی بن قاسم بلالی نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

شیخ علی بن قاسم بلالی رحمۃ اللہ علیہ بہت سی کتب کے مصنف تھے ہوران میں سے ایک فقہ احوط کے متن کا فارسی نظم میں ترجمہ ہے اس کا نام آپ نے فقہ منظومہ رکھا۔ شاعری میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ شاہ سید محمد نوربخش کی مدح میں اس فقہ منظومہ کے دیباچہ میں کو ہر اشعار رکھے ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں ؎

(۱) ہمارے پیر کا نام محمد تھا اور کنیت نوربخش تھی سالکوں کے دل میں معرفت کا نور پیدا کرتے تھے۔

(۲) دنیا کے نیکوں کا راہنما۔ اولیاء کا پیشوا، آدم کی بہترین اولاد کا خلاصہ اور اصفیا کا پیشوا۔

(۳) شریعت کے تخت پر تاجدار بادشاہ اور طریقت کے آسمان پر چودھویں رات کا چاند۔

(۴) حقیقت کے دریا کا موتی، یقین کے فانوس کا نور، معرفت کے آسمان کا سورج دین کے باغ کو زینت دینے والا۔

(۵) وہ معزز قطب ہے، افراد کے فرقہ کا راہنما ہے، غوث اعظم ہے اوتاد کی جماعت کا فخر ہے۔

حضرت شیخ علی قدس سرہ کو حاسدوں اور دشمنوں نے شیریں میوہ میں زہر ملا کر کھلا دیا اور وہ ہمیشہ کے بستر پر سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بُت شکن کے حالات یہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس اللہ اسرارہم کے خلیفہ ہیں

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کا شجرہ نسب یہ ہے۔ میر شمس الدین محمد بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن شیخ صدر الدین بن شیخ صفی الدین اردبیلی۔

اردبیل ملک ایران کے علاقہ آذربائیجان میں ایک گاؤں ہے اور خاندان صفوی منسوب ہیں شیخ صفی الدین اردبیلی کی طرف اور شیخ صدر الدین امیر تیمور کے ہمعصر اور ہمنوا تھے چنانچہ جنگ انگورہ میں جتنے بھی ترک فوجی گرفتار ہوئے تھے وہ امیر تیمور نے ۸۰۴ھ ہجری میں شیخ صدر الدین کی سفارش سے سب آزاد کر دیئے اور اس بہت بڑے احسان کے صلہ میں تمام آزاد شدہ ترک سپاہی اور ان کی اولاد شیخ صدر الدین کے مریدوں کے حلقہ میں داخل ہو گئے اور عہد تیمور میں شاہ ابن قرا یوسف ترکمان والیٔ آذربائیجان تیمور کی شوکت سے فرار ہو کر اطراف مصر وغیرہ میں پناہ گزین ہو گیا اور پھر جب اسے امیر تیمور کی وفات کی خبر پہنچی تو فوراً واپس آ کر دوبارہ اپنی مملکت پہ قابض ہو گیا اور شیخ جنید اور ان کے بھائی شیخ محمد نبیرہ زادگان شیخ صدر الدین سے بدظن ہو کر ان کو اور ان کے تمام مریدوں کو اردبیل سے جلاوطن کر دیا اور یہ لوگ عراق کے شمالی حصہ کردستان میں چلے گئے۔ ان دنوں وہاں حسن طویل آق قونیلو کی حکومت تھی وہ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آیا اور عزت و تکریم سے ان کو جگہ عنایت کی اور چند روز کے بعد شیخ جنید نے جو کہ اسمٰعیل صفوی کا دادا تھا اس جگہ کے حاکم سے رشتہ داری قائم کی اور اپنے مریدوں کو فن سپاہ گری کی تربیت دی

Marfat.com

اور حسن طویل والیے عراق سے مشورہ کرکے اردبیل شہر پر لشکرکشی کی اور ان کی ہمت جنگ وجدال میں مشغول ہوگئی۔

اور حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہ علوم ظاہری میں فائق ہوکر علوم باطنی اور مرشد کامل کی جستجو کا شوق رکھنے لگے۔ انہی دنوں میں حضرت امام العارفین شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے احوال وارشاد کا شہرہ ہوا۔ آپ ان کے خلفا کی جستجو میں نکلے تاکہ حضرت شاہ سید کے عقائد اور طریقہ اور احوال و مراتب معلوم کرسکیں اگر ان کا طریقہ دل کو مطمئن کرسکے تو ان کی اطاعت کا دامن مضبوط پکڑ لیا جائے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی جائے۔

اس غرض سے آپ پہلے تو شیخ محمود بحری مرید مخلص حضرت شاہ سید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شیخ محمود بحری حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کے مریدان میں سے سب سے زیادہ آپ کے حالات واطوار اور وظائف اور اورادواذکار اور تمام حالات واسرار کو جانتے تھے اور حضرت شیخ محمد عراقی نے ان کی صحبت کو پہلے اس لیے اختیار کیا کہ حضرت شاہ سید کے احوال واطوار اور تمام آداب سے مطلع اور خبردار ہوجائیں۔ دو سال کے قریب ان کی خدمت میں رہے اور دو سال کی مدت میں ان کی صحبت سے حضرت شاہ سید کے حالات اور آداب کی کیفیت سے اس طرح مطلع اور خبردار ہوگئے کہ گویا سالہا سال حضرت شاہ سید کی خدمت میں رہے ہیں اور دو سال کے بعد حضرت شیخ محمود بحری اس دار فنی سے رحلت فرما گئے۔

اس کے بعد حضرت شیخ محمد عراقی نے حضرت مولانا حسین کوکئی کی طرف توجہ کی وہ بھی حضرت شاہ سید کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور علوم ظاہری اور باطنی میں کامل ومکمل تھے اور حضرت شاہ سید کے مکان مبارک پر حضرت شاہ قاسم اور دوسرے فرزندوں کی تعلیم وتدریس کے عہدہ پر مشرف تھے اور آنحضرت اور ان کے مریدوں کی عورتوں اور لڑکیوں کے لیے جو کہ عربی سمجھنے

Marfat.com

کی اہلیت نہ رکھتی تھیں حضرت مولانا حسین کوکٹی نے فقہ احوط کا فارسی ترجمہ لکھا اور وہ فقہ فارسی ہی پڑھتی تھیں۔

اور حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ جب عراق سے دوسری مرتبہ کشمیر کو آئے تو اس فارسی نسخہ کو حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ سے مانگ کر اپنے ہمراہ لے آئے اور اپنی عورتوں اور لڑکیوں اور چھوٹے بچوں اور ارباب ارادت کے اہل وعیال جو عربی کو اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے کو اسی نسخہ فارسی سے تعلیم دیتے اور اسی کے مسائل کے مطابق طہارت، نماز، روزہ اور تمام عبادات ادا کرتے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کی زبان مبارک سے منقول ہے کہ مسح کے مسئلہ میں حضرت سید محمد نوربخش قدس سرہ کی فقہ احوط کی عبارت دو معنوں کا احتمال رکھتی تھی کہ کھلے پاؤں پر مسح کرنا ہے یا موزہ پر۔ پس انہی مولانا حسین کوکٹی نے اس ترجمہ میں موزہ پر مسح کی تصریح کردی۔ یہی وجہ تھی کہ تمام نوربخشی اکابر و افاضل موزہ ہی پر مسح کیا کرتے تھے اور اسی فارسی نسخہ سے تمسک کرتے تھے کہ اگر یہ مترجم حضرت مجتہد قدس سرہ کی عبارت کا ایک معنی متعین کرتا ہے تو اس نے آپ کے اقوال و افعال کی تحقیق کرنے کے بعد ہی ایسا کیا ہے ورنہ وہ کھلے پاؤں پر مسح کو جائز رکھتے۔ پس بہتر یہی ہے کہ فقہ احوط کی عبارت کو اس معنی پر محمول کیا جائے جو صاحب ترجمہ کے موافق ہو۔

اور اس کے علاوہ دوسری کتب فقہ کی عبارت بھی اس کے خلاف نہ ہو کہ "پاؤں پر مسح موزوں کی صورت میں ہے اور پھر پاؤں کو موزوں پر مسح کرکے دھونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اور اس طرح فقہ کی عبارات میں تضاد نہ پایا جائے۔

حضرت میر شمس الدین قدس سرہ تین سال تک مولانا حسین کوکٹی کے پاس ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے اور مولانا ممدوح حضرت میر کی تربیت و ارشاد میں مساعی جمیلہ ادا کرتے رہے۔ جب مولانا حسین کوکٹی نگنا ٹے دنیا

Marfat.com

سے آخرت کے خلوت خانہ میں انتقال فرما گئے تو آپ کسی اور مرشد کی تلاش کی طرف متوجہ ہوئے۔

اس کے بعد میر عراقی قدس سرہ شیخ محمود سفلی کی صحبت میں پہنچے اور یہ شیخ محمود حضرت پیر حاجی محمد بحر آبادی کے مریدوں میں سے تھے اور ان چالیس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کو ایک چلہ کے بعد آپ نے سند ارشاد عنایت کی تھی۔ حضرت میر عراقی قدس سرہ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کی بیعت کے دائرہ میں آ گئے دو سال تک شیخ محمود سفلی قدس سرہ کی خدمت میں ریاضت کرتے رہے اور شیخ محمود بھی حضرت میر عراقی کی تربیت پر توجہ مبذول رکھتے لیکن ان کی عمر کا جام لبریز ہو گیا اور وہ بھی خدا سے جا ملے۔

اس کے بعد میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ مولانا برہان الدین بغدادی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور یہ مولانا حضرت شاہ سید کے کامل ترین خلفاء میں سے تھے ان کی خدمت میں قریباً چھ سال تک رہے۔ پھر حضرت مولانا برہان الدین نے نصیحت کی کہ شیخ محمد سالک کو چاہئے کہ بلند درجات اور ترقی منازل کے لیے اپنی ہمت کو بلند رکھیں اور کوشش جاری رکھیں اور جو کچھ حاصل کیا ہے اسی پر قناعت وکفایت نہ کریں اور شیخ محمد لاہیجی قدس سرہ کی صحبت کو غنیمت سمجھیں کہ ممکن ہے کہ آپ کا مقصود ان سے حاصل ہو جائے اور ان کی تربیت سے تیری تشنگی بجھ جائے۔

چنانچہ شیخ شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ اپنے مرشد کی اجازت سے حضرت شیخ المرشدین شیخ محمد بن علی لاہیجی قدس سرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دنوں شیخ محمد لاہیجی علاقہ شیراز میں خانقاہ "منزل اسرار الٰہی" میں مقیم تھے اور یہ شیخ محمد لاہیجی قدس سرہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور حضرت میر عراقی نے شیخ محمد لاہیجی کی صحبت میں اس طرح کوشش کی کہ اطوار سبعہ قلبیہ اور انوار متنوعہ غیبیہ مثلاً نفسی، قلبی، روحی، سری، خفی اور

Marfat.com

عیب الغیوب میں سیر و سلوک کرنے لگے چھ سال تک ان کی خدمت میں ریاضت کی اور ان میں سے چار سال تک خدمت بھی کی۔ ساتویں سال حضرت شیخ محمد لاہجی قدس سرہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کی ملاقات اور صحبت کے لیے تشریف لائے اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے اور قریباً ایک ماہ تک حضرت شاہ قاسم کے پاس رہے۔ جب حضرت شاہ قاسم نے دیکھا کہ حضرت میر عراقی کس طرح اپنے شیخ کا ادب کرتے ہیں تو شیخ محمد لاہجی سے التماس کی کہ شیخ محمد عراقی کو میری ملازمت و خدمت کے لیے یہیں رہنے دو اور انہوں نے شیخ قاسم کی درخواست کو بسر و چشم قبول کیا اور حضرت شاہ کی خدمت کی اجازت دی اور ان کے سپرد کر دیا اور خود شیراز کے علاقہ کی طرف واپسی کا قصد کیا اور رخصت ہو گئے۔

اب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی حضرت شاہ قاسم کی خدمت و ملازمت سے مشرف ہوتے اور اس سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا تھا وہ حضرت شاہ قاسم سے عرض کیا کہ

"ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک راستے پر جا رہا ہوں اور میں نے دیکھا کہ اس راہ میں بہت سی نالیاں اور بہت سی نہریں آئیں اور ان کا چلتا ہوا پانی بہت زیادہ ہے اور میں ہر آبجہ سے وضو کرتا ہوں اور ہر نہر سے غسل اور طہارت کرتا ہوں لیکن دل میں اطمینان حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی طہارت سے دل کو قرار آتا ہے پھر میں ایک جگہ پہنچا وہاں ایک بہت بڑا دریا ظاہر ہوا میں فوراً اس دریا کے کنارے پر پہنچا اور اپنے کپڑے اتارے اور اس دریا میں چلا گیا اور غسل کیا اور اس دریا میں بڑی دیر تک غسل کرتا اور تیرتا رہا اور اس غسل اور طہارت سے دل کو اطمینان حاصل ہوا۔"

حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے اس خواب کی تعبیر میں فرمایا کہ جو کچھ تو نے

Marfat.com

اس مدت تک حاصل کیا ہے اور جو کچھ راہ طریقت کے طے کرنے میں تو نے ریاضتیں برداشت کی ہیں اور جتنے بھی مرشدوں کے پاس تم گئے ہو وہ تمہارے اطمینان کا باعث نہیں ہوئے اور اب انشاء اللہ جو کچھ اس درویش کی صحبت میں حاصل کرو گے اور وہ مجاہدات و ریاضات جو اب محنت سے کماؤ گے انشاء اللہ تمہارے دل کے اطمینان اور قرار کا موجب ہونگے اور تم اپنے آخری مقصود اور کمال مطلوب کو پہنچو گے۔

آپ کو چاہیئے کہ ہمت بلند رکھو اور کسی وسوسہ اور شبہ کو اپنے دل میں پیدا نہ ہونے دو اور دل کا میلان اور اس کی ارادت کو ہمیشہ اس درویش کے ساتھ باندھے رکھو اور ہمیشہ اس فقیر کے اوامر و نواہی کو ملحوظ رکھو ان کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرو اور اس فقیر کی خدمت کرو اور تمام وظائف اوراد اور اوقات اور تمام ریاضات پر ہمیشہ پابند رہو۔ صادق دم اور ثابت قدم ہو۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے حضرت شاہ قاسم کی زبان مبارک سے اس واقعہ کی تعبیر سنی اور تمام مواعظ و نصائح کو بغور سن لیا تو اپنے اصل مطلوب کے حصول کی نیت کر لی اور نعمت حقیقی کے غوات کا احترام باندھ لیا اور ہمیشہ آپ کے اوامر و احکام کے منتظر رہنے لگے اس حد تک کہ اگر حضرت شاہ اور کسی ملازم و یگر کو کوئی حکم دیتے تو حضرت میر انتہائی رشک اور بے نہایت غیرت کی وجہ سے غمگین ہو جاتے کہ کاش یہ خدمت بھی مجھے ہی فرمائی جاتی ورنہ خدمات کے باوجود تنہا ان دنوں میں اتنی ریاضات و عبادات بجالاتے کہ انسانی طاقت بلکہ حد امکان سے باہر ہیں۔

آپ نے اس طرح ریاضات اور گوشہ نشینی اختیار کی کہ کسی سالک نے اپنے پیر کے سامنے اتنی ریاضت نہ کی ہوگی اور جب بھی حضرت شاہ قاسم ان کے حسن آداب اور خوبی خدمات کو دیکھتے تو بے حد خوش ہوتے اور جب ان کی مشقت خدمت کو معلوم کرتے تو خوش کن دعاؤں اور بہترین تعریف کے ساتھ حضرت

Marfat.com

میر کی طرف توجہ مبذول فرماتے اور حضرت شاہ کی تربیت اور محبت کی برکت سے آنحضرت میر نے اتنی ترقی کی اور اولیائے عظام کے مدارج پر پہنچے کہ حضرت شاہ قاسم نے ان کو شمس الدین محمد کا بہترین خطاب عنایت فرمایا اور اس کے بعد حضرت شاہ قاسم نے اپنے تمام مریدوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد حضرت میر محمد کو میر شمس الدین محمد کہا جائے۔

اور جب حضرت شاہ نے تحقیق کی نگاہ سے دیکھا کہ یہ ازلی دولت کا مالک ہے تو آنحضرت نے ان کو قبول توبہ اور بیعت لینے کی اجازت دیدی اور ارشاد کی سند عنایت کر کے میر شمس الدین کو جانے کی اجازت دیدی اور اپنے بڑے لڑکے قرۃ العین شاہ شمس الدین کو حضرت شاہ قاسم نے آداب طریقت کی تعلیم کے لیے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کے سپرد کر دیا۔ اور حضرت میر قدس سرہ بیعت لینے کی اجازت حاصل ہونے کے بعد بھی حضرت شاہ قاسم کی خدمت ہی میں ثابت قدم اور صادق دم رہے ؎

(۱) اے دل اہل صفا کی مجلس میں رہ اور جب صحبت حاصل ہو جائے تو وفادار رہ۔ کیونکہ

(۲) جب تک قطرہ صدف کو نہیں پالیتا وہ گوہر نہیں بنتا اور روشن بن کر نہیں چمکتا۔

حضرت شاہ قاسم جب تک اپنی منزل مبارک میں رہے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو اطراف وجوانب میں جہاں جہاں بھی حضرت سید نوربخش علیہ الرحمۃ کے مرید مقیم تھے اموال زکوٰۃ و صدقات اور تمام طرح کے نذرانے وصول کرنے کے لیے بھیجتے رہے اور وہ رقعات جو آپ اہالی و موالی اور وہ خطوط جو اطراف وجوانب میں ارسال کرتے حضرت شاہ ان میں صراحتاً لکھتے کہ

"تمام مخلصین اور ارباب دل اور تمام اہل ارادت کو واضح ہو کہ جس کو بھی توبہ و انابت کا خیال ہو یا تجدید بیعت کرنا چاہے اسے چاہئے

Marfat.com

> کہ جناب مظہر تجلیات آلٰہی اور منبع فیوض نامتناہی زبدۃ المجاہدین قدوۃ المرشدین شمس الملت والدین شیخ شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ کے سامنے آئے اور توبہ وانابت کرے اور اس کے ہاتھ کو فقیر کا ہاتھ سمجھے اور اس کی بیعت کو فقیر کی بیعت تصور کرے۔"

اور حضرت میر عراقی قدس سرہ سفر و حضر میں ہر وقت حضرت شاہ کے فرامین کے منتظر رہتے۔ یہی وجہ تھی کہ میر محمد عراقی کو سلطان حسین مرزا بادشاہ خراسان کی درخواست پر حضرت شاہ قاسم قدس سرہ نے ادویہ و عقاقیر لانے کے لیے جانب کشمیر روانہ کیا تھا۔ اور حضرت مسبب الاسباب نے حضرت میر عراقی کے کشمیر تشریف لانے میں دو سبب رکھے تھے۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔

ظاہری سبب تو سلطان حسین مرزا والیئے خراسان کی درخواست تھی اور باطنی سبب یہ تھا کہ خداوند تعالے خالق کائنات نے اسماء و صفات کی شیونات کے ظہور کے تقاضا کے مطابق علاقہ کشمیر کی ایک جماعت کو اپنی عنایات ازلی کی بدولت خصوصاً بابا علی بجاری کو جو کہ طالبان خدا کی جماعت کی فہرست کا عنوان تھا اپنی مشیت بے علت سبحانی سے نوازا تھا اور ان کو وہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں" کی خلعت سے ممتاز کیا تھا اور عنایت کی بارگاہ میں قربت کے الطاف سے محترم کیا تھا تو لازماً بابا علی بجاری اس جماعت کے بعض افراد کے ساتھ پیر کامل کی تلاش میں اس بارگاہ کے راہ کی راہنمائی کے لیے اپنے گھروں سے نکلے اور سفر کی مشقت برداشت کی کہ "سفر جہنم کا ایک ٹکڑا ہے" لیکن چونکہ رازق العباد نے ان کا کھانا اور پانی انہی شہروں میں مقرر کر رکھا تھا تو چراں کو سفر کی توفیق نہ ملی ورراہ سے واپس آگئے اور اپنے گھروں کو مراجعت کی اور تردد کے پاؤں کو قرار کے دامن میں کھینچا اور امید کی آنکھیں اس بشارت پر لگائیں کہ

"جن لوگوں نے ہمارے متعلق کوشش کی ہم ضرور ان کے لیے اپنی راہیں

بجاری یا صاحب مزار اور ایک نسخہ بخاری ۲

Marfat.com

کھول دیں گے"۔

اور انتظار کی نگاہ اس شاہراہ پر گاڑ دی کہ "تمام امور اپنے وقت کے پابند ہیں" اور اسی انتظار میں اپنے اوقات گذارنے لگے۔ چونکہ ان بزرگوں کے دل میں ارادہ نہایت پرخلوص تھا تو اس مقولہ کے مطابق کہ

"جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور اس کے لیے کوشش کی تو اس کو پا لیا اور جس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اصرار کیا تو اندر داخل ہو گیا"۔

تو سلطان حسین مرزا شاہ خراسان کی یہی درخواست حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کی تشریف آوری کا سبب بنی اور حضرت میر قدس سرہ اس علاقہ میں آئے اور طالبان بارگاہ الٰہی کے راہنما بنے۔

جب حضرت میر عراقی قدس سرہ حضرت شاہ قاسم قدس سرہ سے رخصت اور اجازت لے کر ملک خراسان سے روانہ ہوئے تو قندھار کی راہ سے کشمیر کے علاقہ میں آئے۔ جب ہندوستان کے شہر ملتان میں پہنچے اور اس شہر میں قریباً ایک ماہ تک قیام کیا تو اس شہر میں ایک سید تھے جو علاقہ عراق سے آ کر یہاں مقیم ہو گئے تھے ان کے بچے اور اولاد کافی تھی اس سید کی ایک لڑکی تھی جس کو پاکیزگی کے لباس میں پرورش کیا تھا۔ ایک دن اس سید نے کسی آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میری ایک باپردہ لڑکی ہے۔ اگر حضرت میر محمد کو شادی کرنے کا خیال ہو تو میں اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دیدوں گا۔

حضرت میر نے اس لڑکی سے نکاح کی رضامندی کا اظہار کیا اور اس سید نے اس پاک دامن لڑکی کو آپ کے نکاح میں دے دیا اور اس وقت حضرت میر محمد عراقی پچپن سال کی عمر میں تھے اور اس سارے عرصہ میں آپ نے نکاح کی قید میں قدم نہ رکھا تھا اور یہ تمام عمر ارباب کمال کی خدمت میں صرف کر دی تھی اور اس پردہ نشین بی بی کا نام بچہ آغا تھا۔ اس کو ہمراہ لے کر ملک کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور ہری پور کی راہ سے ۸۸۸ھ ہجری میں کشمیر پہنچ گئے اور اس وقت

Marfat.com

کے بادشاہ سلطان حسن شاہ کے دربار میں آئے اور بادشاہ خراسان کے خطوط اور سوغاتیں اور ہدیے اور تحفے اپنے ساتھ لے جا کر اس کے سپرد کر دیئے پس سلطان حسن شاہ نے راہ کی کوفت کی پرسش کے بعد سلطان حسین مرزا کے احوال کی کیفیت اور سلامتی کے متعلق استفسار کیا اور حضرت میر نے بھی سلطان حسین مرزا کا سلام و پیام جو ان کے پاس تھا پوری پوری وضاحت سے بیان کر دیا۔

ایک دو ماہ کے بعد جبکہ باز کے شکار اور مرغابیوں کے شکار کا وقت آ گیا۔ تو سلطان حسن شاہ نے اپنے امراء سے فرمایا کہ اب شکار کا موسم ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس ایلچی کو مرغابیوں کے شکار پر اپنے ہمراہ لے جائیں اور کشت کولاب اور جھیل ڈلر دکھائیں اور کشتیوں کی سیر کرائیں۔ چنانچہ امراء کے صلاح و مشورہ سے تاریخ مقرر کی گئی اور تجویز ہوا کہ شہر کے اکابرین میں سے حاجی شمس اور حاجی حسن حضرت میر عراقی کے ہمراہ ہوں گے تاکہ گفتگو وغیرہ میں آنحضرت کے ہمزبان رہیں اور یہ حاجی شمس اور حاجی حسن اسی علاقہ کے رہنے والے تھے اور علم و فضل سے بہت ساحصہ رکھتے تھے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے تھے اور اس وقت حضرت امیر کبیر علی ہمدانی کی خانقاہ کی تولیت کے عہدہ پر حاجی شمس فائز تھے اور دونوں حاجیوں کو حضرت میر کا ہم زبان ہونے کی وجہ سے ساتھ لے گئے تھے ورنہ اور کسی مناسبت کا علم نہ تھا۔

شکارگاہ سے واپسی پر سلطان حسن شاہ اور تمام اکابرین اور امراء نے حضرت میر عراقی کے متعلق دونوں حاجیوں سے استفسار کیا اور دونوں حاجیوں نے ان کو یقین دلایا کہ یہ مرد عزیز جیسے عام لوگ ایلچی سمجھتے ہیں یہ اولیاء کرام میں سے ہے اور اسکے بعد حضرت میر سے سوال کیا گیا کہ نسبت فقر اور سند سلوک طریقت آپ کو کس سلسلہ عالیہ سے حاصل ہے؟ تو آنحضرت نے اپنی نسبت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس فقیر کے فقر و سلوک کی نسبت سلسلۂ عالیہ نوربخشیہ سے ہے اور اس فقیر

Marfat.com

کی بیعت و انابت قطب زمانہ حضرت شاہ قاسم فیض بخش سے منحکم ہے۔ اور دو سال چار ہے ہیں کہ آنحضرت شاہ عراق سے آکر دار الملک ہرات میں آجکل مقیم ہو گئے ہیں اور آنحضرت نے مجھ کو سلطان حسین مرزا کی درخواست پر اس علاقہ میں بھیجا ہے اور میں اس علاقہ میں انہی کے حکم سے آیا ہوں ورنہ مجھ کو سلطان حسین مرزا سے کسی طرح کی ملازمت کا تعلق نہیں ہے۔

اور جب لوگوں کو آنحضرت کے اصلی حالات معلوم ہوئے تو اس شہر کے اکثر آدمی ہر وقت آپ کے پاس آمد ورفت رکھتے اور آپ کی شریف صحبت سے مشرف ہوتے اور حضرت میر شمس الدین کے حالات روز بروز ظاہر ہوتے چلے گئے اور آپ کی طرف لوگوں کا رجوع زیادہ ہوتا چلا گیا تو حضرت بابا علی بخاری نے بھی یہ خبریں سنیں وہ تو پہلے ہی سے اس چیز کے متلاشی تھے لہٰذا چند ایک ساتھیوں کو ساتھ لے کر آنحضرت کے پاس آئے اور ان آدمیوں میں سے جو بابا علی بخاری کے ساتھ آئے یہ لوگ بھی تھے۔ ملا محمد امام اور صوفی جمال اور ملا سیف اور ملا اسمعیل کو ہی۔

اور اس علاقہ کے علماء میں سے مولانا جمال الدین خلیل اللہ اور قاضی محمد قدسی وغیرہم بہت سے آدمی طلباء اور اس شہر کے شیعہ [illegible] میں سے آتے اور آنحضرت کی صحبت میں بیٹھتے اور فیض حاصل کرتے۔ اور تین چار ماہ کے بعد سلطان حسن شاہ بیمار ہوا اور فوت ہو گیا اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا گیا جو اس وقت صرف دس سال کی عمر کا تھا۔ تو لازمی طور پر امراء و حکام میں جھگڑا شروع ہو گیا اور یہی فتنہ حضرت میر سید قدس سرہ کے یہاں ٹھہرنے کا سبب بن گیا اور آنحضرت تقریباً ایک سال تک خانقاہ ملک احمد رینہ میں مقیم رہے جو محلہ دیدہ مر میں تھی اور سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد کبھی کبھی اس خانقاہ کے مجاور آپس میں جھگڑنے لگتے اس وجہ سے وہاں سے اٹھ کر آپ بادشاہوں کے بڑے قبرستان میں آ گئے جو کہ

لب دریا تھا اور قریباً ایک سال تک وہیں مقیم رہے اور اسی منزل میں آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت بی بی آغا کی پیدائش ہوئی اور اسی منزل میں شیخ شہاب الدین ہندی سے گفتگو ہوتی تھی اور تین مرتبہ تو مباحثہ بھی داقع ہوا۔

پہلا قضیہ تو یہ تھا کہ سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد اس علاقہ کے امراء و حکام اور سادات بیہقی سبزواری کے درمیان جنگ و جدال واقع ہوا اور ان میں مصالحت کرانے کے لیے مباحثہ واقع ہوا جس میں حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ غالب ہوئے۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان حسن شاہ کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور سید حسن بیہقی کے ہاتھ میں آ گئی اور ان کے دادا سبزوار سے آئے تھے تو اس علاقہ کے امراء کو ان کی حکومت گوارا نہ تھی ان کے درمیان جنگ ہوئی۔ سید حسن بیہقی قتل ہو گیا اور اس کا بیٹا سید محمد بیہقی تھا جب اس کو اپنے باپ کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ تین چار سو سوار لے کر آیا وہ مسلح تھے ان میں جنگ ہوئی۔ امراء نے شکست کھائی اور محمد بیہقی نے باپ کے کینہ میں آ کر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

بالآخر علماء اور فضلاء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان میں صلح کرائی جائے لیکن تمام اکابر جمع ہوئے اور شیخ شہاب ہندی اور میر شمس الدین محمد عراقی ایک دوسرے کے پاس پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے۔ تو حضرت میر عراقی نے فرمایا کہ سید محمد بیہقی کو چاہئے کہ اپنے والد بزرگوار کا خون خدا کے حوالے کرے اور باب صبر کرے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے قتل ہو گئے تو ان کا خون بھی خدا کے حوالہ ہے تو خدا تعالےٰ قیامت کے روز ان کا انصاف کرے گا اور حضرت میر عراقی قدس سرہ کے اسی قول پر ان میں صلح ہو گئی۔

تو اس سے شیخ شہاب الدین ہندی کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور تعصب کی رگ حرکت میں آ گئی اور یہ سوچنے لگا کہ کسی طرح میر عراقی کو تکلیف پہنچائے

Marfat.com

پس اسی حالت میں شیخ شہاب کے دو بیٹوں میں جھگڑا شروع ہو گیا اور میاں منجل نامی لڑکے نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر شہاب کے دوسرے بیٹے میاں بڈہ کے سر پر دے مارا تو اس کا سر اور گردن ٹوٹ گئے اور مر گیا" اور انہوں نے تدبیر کی تھی ایک تدبیر اور اللہ نے بھی تدبیر کی ایک تدبیر اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب ملک سیف دار نے بالاتفاق حضرات ہمدانیہ میں علماء و فضلاء اور ارباب ولایت کے ساتھ اجلاس فرمایا تو ایک بہت بڑی صورت کی اور اس مجلس میں آیت كُلُوا ... کی تفسیر میں بحث واقع ہوئی اور فیصلہ تفسیر کشاف پر ڈالا گیا جب تفسیر کشاف کو لا کر اس کا مطالعہ کیا گیا تو اس تفسیر میں حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے مطابق لکھا ہوا تو ناچار آں حضرت ہی غالب رہے۔

اس مباحثہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن ملک سیف دار نے ولایت کشمیر کی رسم کے مطابق علماء و فضلاء میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص کھانا تیار کرانے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ رکھوا دیا گیا اور شیخ شہاب حضرت میر عراقی کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور حرص اور لالچ کی وجہ سے کھانے کے بعد درست کھانے کے تھال رومال میں باندھ دیئے اور ملازموں کے سپرد کر دیئے کہ وہ اٹھا کر لے جائیں اور حضرت میر عراقی نے جتنا کھانا کھایا باقی خانقاہ کے ملازموں اور خادموں کو دے دیا تو شیخ شہاب نے پوچھا تم نے کھانا اپنے گھر کیوں نہیں بھیجا؟

تو حضرت میر نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں کھانا اس واسطے ہے جن لوگوں کے گھروں میں کھانا نہیں ہے وہ اپنے گھر بھیج دیں۔ تاکہ ان کے اہل و عیال بھی کھا لیں۔

شیخ نے عتاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ علماء کھانا اس لیے اٹھا کر نہیں لے جا رہے ہیں کہ ان کے گھروں میں کھانا نہیں ہے بلکہ حکم خداوندی کی تعمیل میں لے جا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ" یعنی کچھ آپ کھاؤ اور کچھ اٹھا

Marfat.com

کر اپنے گھر لے جاؤ اور فائدہ اٹھانے کا مطلب باقی کھانا اٹھا کر اپنے گھر لے جانا ہے تاکہ وہ بھی کھائیں۔

حضرت میر نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ قرآن مجید میں تمہاری عورتوں کی خاطر حکم دیا کہ باقی کھانا اپنے گھر لے جایا کرو تاکہ تمہاری عورتیں بھی کھائیں

شیخ نے کہا کہ یہ آیت قرآن مجید میں موجود ہے تم کس طرح اس آیت کا انکار کر سکتے ہو؟

حضرت میر نے فرمایا کہ شاید اس آیت کا مطلب وہ نہ ہو جو تم کہتے ہو بلکہ کوئی اور ہی معنی ہو۔

شیخ نے کہا کہ تم علم نہیں رکھتے اور نہ کوئی کتاب تم نے دیکھی ہے میں جو کچھ کہتا ہوں کتابوں اور تفسیروں سے کہتا ہوں اور تم بتاؤ تم کہاں سے کہتے ہو؟

اور تمام ملا بھی شیخ کے ہمزبان اور مددگار ہو گئے اور شور و غوغا برپا کر دیا کہ وہ آدمی بھی جسے کوئی علم نہیں علماء کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔

حضرت میر نے فرمایا کہ میں نے واقعی کوئی چیز نہیں پڑھی ہے اور کوئی تفسیر نہیں دیکھی ہے لیکن یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس آیت کا ضرور کوئی معنی اور ہوگا اور حضرت میر اس بات کو قبول نہیں کر رہے تھے۔

ملک بیگ جو کہ ملک سیف الدین کا بھائی تھا وہ کچھ علوم میں دسترس رکھتا تھا وہ بھی ملاؤں کی رعایت کرتا تھا اس مجلس میں اس نے کہا کہ خواہ مخواہ شور کیوں کرتے ہو ایک دو آدمی جاؤ اور تفسیر کشاف لے آؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ تفسیر کشاف والا کیا لکھتا ہے۔

پس ایک دو آدمی گئے اور تفسیر کشاف لے آئے تاکہ حضرت میر پر الزام ثابت کریں اور تمام لوگ اور شیخ لطف لے رہے تھے یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت میر جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تفسیر کشاف ہی سے کہہ رہے ہیں جب تفسیر کشاف آ گئی اور اس آیت کو نکالا تو آیت کی تفسیر اس طرح برآمد ہوئی کہ کھاؤ اور تھوڑا سا فائدہ اٹھا لو یقیناً تم لوگ مجرم ہو۔

Marfat.com

اور آیت کا تتمہ اس بات پر صریح نص تھی کہ یہ آیت اہل عذاب کی توبیخ پر مشتمل ہے اور انہی کے لیے خطاب پر عتاب کے لیے نازل ہوئی ہے اور یہاں جہنمی لوگ مراد ہیں پس تمام لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ حق تعالے نے یہ آیت کریمہ عاصیوں کی شان میں نازل کی ہے کہ کل قیامت کے روز ان پر ندا کریں گے کہ اے اہل جہنم کھاؤ اور فائدہ اٹھاؤ تھوڑا سا یقیناً تم مجرم لوگ ہو۔ اور لفظ قلیل مشرکوں اور مجرموں کے لیے تعریض ہے۔

یعنی کچھ تھوڑا سا کھالو اور فائدہ اٹھالو اے مجرمو اس جزا کے عوض کہ جو کچھ دنیا میں تم نے کھایا اور حرام کھایا اور مشتبہ غذاؤں سے فائدہ اٹھایا تم کو ملے گی پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نے حاضرین مجلس کی طرف توجہ کر کے فرمایا کہ انصاف کی آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ وہ آیت جو اللہ تعالے نے اہل دوزخ کی تہدید و توبیخ کے لیے نازل کی ہے اس آیت کو یہ آدمی اپنے اور اپنے جیسے عالموں پر چسپاں کر رہا ہے۔ پس اس بحث سے ہر چھوٹے بڑے کو شیخ اور اس کے ساتھیوں کی شرمندگی اور خجالت معلوم ہونے لگی اور حضرت قدس سرہ کے دوست شگفتہ اور خوش ہوئے اور اس بحث کے بعد ملک سیف دار اور ملک ریگ دار آنحضرت کے معتقد ہو گئے۔

اور تیسری بار کے جھگڑے کی کیفیت یہ ہے کہ جب ملک کشمیر کی حکومت دوسری مرتبہ ملک سیفدار کے ہاتھ آئی تو اس نے ایک دن ایک بہت بڑی دعوت خانقاہ ہمدانیہ میں مرتب کی اور تمام علماء و فضلاء اور اکابرین کو بلایا اور حضرت میر عراقی اور شیخ ہندی بھی اس مجمع میں حاضر تھے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بحث شروع ہو گئی۔

اور حضرت میر محمد عراقی کا قاعدہ یہ تھا کہ جو بات بھی کہتے اس کا جملہ حضرت شاہ قاسم سے شروع کرتے اور فرماتے کہ میں نے حضرت شاہ سے اس طرح سنا ہے اور اس طرح دیکھا ہے پس اس بحث میں بھی آپ نے چند مرتبہ حضرت شاہ حضرت

Marfat.com

شاہ کہا تو شیخ شہاب نے کہا تو کتنی مرتبہ حضرت شاہ حضرت شاہ کہنا پڑے گا اور کب تک میں اسے لائق نہیں مانتا ہوں اس کو خوب جانتا ہوں وہ ایک کیمیاگر آدمی تھا کہ جس نے اپنی عمر بے حاصل کاموں میں صرف کر دی اور اپنے اوقات کو خواہ مخواہ کیمیاگری کے پیچھے ضائع کر دیا ہے ۔

حضرت میر کو اس گستاخانہ گفتگو سے صبر و ضبط کی طاقت نہ رہی اپنے الٹے ہاتھ کا ایک بہت سخت تھپڑ اس کے منہ پر غیرت سے دے مارا اور بڑی جلدی اس شیخ کے دو دانت منہ سے باہر جا پڑے اور وہ منہ کے بل الٹ گر پڑا اور میر دولت شہ [illegible] نے دور سے آ کر پانچ چھ لاٹھیاں اس کی پیٹھ اور پہلوؤں پر دے ماریں اور تمام آدمی مجلس سے اٹھ کر دوڑے ۔

اس کے بعد [illegible] تاتاری اکٹھے ہو گئے اور بادشاہ ملک مرحوم کے پاس آ کر فاش کرنے لگے کہ جب تک میر شمس الدین محمد عراقی اس ملک میں رہے تو ہم اس شہر میں [illegible] ملک [illegible] اس کے لیے ایسے لائق اور نادر [illegible] اور [illegible] کو دوبارہ شاہ خراسان کا ایلچی ہے [illegible] میں [illegible] اور وہ [illegible] آئے ۔

اس کے بعد حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ اس جگہ سے نقل کر کے خانقاہ شیخ سلطان کشمیری میں آئے جو کہ کوہ سلیمان کے دامن میں تھی اور چند سال کی مدت اسی خانقاہ میں گذار دی اور اسی منزل میں آپ کی دوسری بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام [illegible] بی بی تھی اور وہ خانقاہ حضرت شیخ سلطان اور شیخ بہاؤالدین کشمیری نے تعمیر کی تھی اور اسی لیے حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ نے اپنی کتاب [illegible] منتخب مشجر الاولیاء میں دونوں کو کشمیری لکھا ہے اور یہ دونوں خواجہ اسحاق ختلانی کے مریدوں میں سے تھے اور ان کو حضرت خواجہ اسحاق ہی سے نسبت بیعت کی ملی تھی اور حضرت شاہ سید نے شیخ بہاؤالدین کی تعریف ان اشعار میں بیان کی ہے ۔

Marfat.com

(۱) کشمیر میں بہاؤ الدین ایک خدا کا بندہ ہے جو اطوار اور کشف اور صفائی کا مالک ہے۔

(۲) اگر تو دل کے اطوار کو نہیں جانتا تو میں ان کا نام لیتا ہوں ان سب کو ترتیب سے سن۔

(۳) یہ اطوار یہ ہیں۔ لسانی۔ قلبی۔ نفسی۔ سری۔ روحی۔ خفی اے بیٹا ان کو خوب یاد رکھ

(۴) اور ان سب سے آخر غیب الغیوب ہے اور اس کا نشان فنائے حقیقی کا حصول ہے۔

پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سردیوں کے موسم میں اپنے تمام مریدوں اور مخلصوں سمیت خانقاہ شیخ سلطان میں چلہ کھینچنے کے لیے بیٹھتے اور چلہ کشی کے تمام قوانین و قواعد اور آداب ذاکران کو سکھاتے یہاں تک کہ نیند اور کھانے پینے کے آداب اور مقدار بھی ان کو بتلاتے اور چلہ کشی کے تمام ذکر اور آداب مثلاً خلوت اور عزلت، اور اعتکاف وغیرہ کی تلقین کرتے کہ اب تک اس ملک میں ان کے تشریف لانے کی برکت سے اس سلسلہ کے وارث موجود ہیں

اور حضرت میر قدس سرہ نے پہلے ان کو امراض نفسانیہ کے اوصاف اور اخلاق ذمیمہ کی بیماریوں کے مواد اور شیطانی بگاڑ مثلاً حرص۔ حسد۔ بخل۔ اور ریا اور غفلت اور کینہ وغیرہ جو کہ زندگی کے صفات اور بہیمی قوتی سے ہیں اور امراض قلبی اور اسقام روحی سے پاک کرنے کے لیے طرح طرح کی عبادات کی دوائیں اور ریاضت کے شربت پلا کر علاج کرتے اور دلوں کی بیگانگی کے دردناک دکھ سے مشتاق لوگوں کی دلا کر معرفت کی صحت تک پہنچا دیتے اور ان کے محبوب دلوں کو اخلاق ذمیمہ کی گندگیوں سے صاف کرکے جود و سخا کے لباس سے مزین فرماتے تھے

(۱) اے محبوب عشق کی شراب سے دل کو ایک قطرہ عنایت کرنا کہ دونوں جہانوں

Marfat.com

میں کوئی بیمار نہ رہے۔
حکمت الٰہی کے کارخانہ سے عجیب و غریب قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ اس علاقہ میں دواؤں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں تشریف لائے تھے اور سابقۂ ازلی عنایت سے حکیم شافی نے ان کو بیمار دلوں کا طبیب اور غفلت کے اندھاپن کا حکیم بنا دیا۔ اور بیمار اور خستہ حال لوگوں کی زبان حال سے اس صاحب کمال کے احوال کے کانوں میں یہ باتیں پہنچ رہی تھیں ؎

(۱) اے عشق اے ہماری محبوب بیماری تجھے مرحبا اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب مرحبا۔

(۲) اے ہماری نخوت اور ناموس کے علاج اے وہ کہ تو ہمارے لیے افلاطون اور جالینوس ہے۔

(۳) ہم سب اندھے ہیں اور تو راہ کو دیکھنے والا ہے ہمارے ہاتھ کو پکڑ اور ہمیں کنوئیں سے باہر نکال۔

اور اس چلہ کے بعد حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ عازم خراسان ہوئے اور حضرت شاہ قاسم کی صحبت کا مصمم ارادہ کر لیا اور حضرت شاہ کی ملاقات کا شوق آنحضرت کے دل میں غالب ہوا تو اس علاقہ کے سلاطین و امراء سے واپسی کی اجازت طلب کی۔

اس وقت اس ملک کا بادشاہ سلطان فتح شاہ ابن آدم خاں بن سلطان زین العابدین تھا اور وزارت کی باگ ڈور ملک سیفدار کے ہاتھ میں تھی اور آنحضرت اس سفر کے اسباب کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور اس ملک کے حاکموں نے بھی طبیبوں اور عطاروں کو حکم دیا کہ وہ دوائیں اور جڑی بوٹیاں تیار کریں جو سلطان حسین مرزا والیے خراسان کے خط میں لکھی ہیں اور تیار کرنے کے بعد پیش کریں اور وہ اسباب و اشیاء جو کہ بادشاہ خراسان کے لیے تحفہ اور سوغات کے لیے مناسب

Marfat.com

ہوں جمع کریں اور سلطان حسین مرزا کے پاس ایلچی بنا کر روانہ کرنے کے لیے اس علاقہ کے اشراف میں سے مولانا حسین شہنگی کو منتخب کیا گیا جو کہ زیور علوم سے آراستہ تھے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ادام اللہ برکاتہ نے اپنے مخلصین کی جماعت کو اپنے پاس جمع کیا اور نصیحت فرمائی کہ تم تمام متفق رہنا اور پانچوں وقت کی نماز اور جمعہ اور اوراد کی محافظت و مداومت کو ملحوظ رکھنا اور طریقۂ نوربخشیہ کے قواعد کی رونق میں اپنی بہترین کوششیں جاری رکھنا اور سلسلۂ شریفۂ ہمدانیہ کے مراسم کو زندہ رکھنا اور سردیوں کے موسم میں چلہ کشی کے قواعد کو بجالانا۔ پھر آنحضرت نے اپنا قائم مقام اور اس جماعت کا پیشوا ملا اسمعیل کوہی کو مقرر کیا۔
اس کے بعد آنحضرت نے اپنے مریدوں میں سے چند آدمیوں کو جو سفر کی محنت کی طاقت رکھتے تھے اس سفر میں اپنے ہمراہ لے جانے کے لیے اختیار کر لیا مثلاً مولانا سلمان ودیا باتاج الدین و حاجی بایزید اور ملا بایزید اور ان کے علاوہ میر درویش جو کہ آنحضرت کے ہمراہ خراسان سے آیا تھا تیار ہوئے۔

اور سلطان فتح شاہ نے ایک خط سلطان حسین مرزا کے لیے لکھوایا اور ایک خط حضرت شاہ قاسم کے لیے لکھوایا اور حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ نے ان خطوط اور اشیاء کو اپنے ہمراہ لیا اور ملا حسین شہنگی کو ساتھ لے کر ۸۹۶ھ ہجری میں کشمیر میں آٹھ سال قیام کرنے کے بعد معہ اپنے اہل و عیال خراسان کی طرف پکلی اور شہ بنگ کے راستے روانہ ہو گئے۔

جب نیلاب سے گذر کر کابل میں پہنچے تو اس وقت کابل کا بادشاہ الغ بیگ مرزا نور دین سلطان سعید خاں گورگان تھا۔ اور اس وقت سے پہلے حضرت میر سید جعفر نوربخش حضرت شاہ قاسم فیض بخش کے بھائی خراسان سے باہر نکلے تو کابل کی راہ سے ہندوستان کے ملک میں آئے اور پھر یہاں سے عرب کے علاقہ کو چلے گئے۔

Marfat.com

اور سلطان الغ بیگ مرزا میر سید جعفر نوربخش قدس سرہ کی صحبت کی برکت سے حضرت شاہ سید نوربخش قدس سرہ کا معتقد ہو چکا تھا اور طریقۂ نوربخشیہ کا شوق اسے دامنگیر تھا جب اس نے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے ملاقات کی تو آنحضرت کے ارشاد پر ارادت کا ہاتھ بیعت کے لیے آنحضرت کے سامنے پھیلا دیا۔ اور توبہ و انابت کی اور حضرت شاہ قاسم کی خدمت میں تحائف اور سوغاتیں حضرت میر عراقی کے ہاتھ ہدیۃً روانہ کیں اور حضرت شاہ قاسم قدس سرہ کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کی کتاب فقہ احوط کا ایک نسخہ بھیجیں تاکہ اس کتاب پر عمل کر کے آنحضرت کے طریقہ کی اقتدا کی جا سکے۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے کابل سے یہ خبر سن لی کہ حضرت شاہ قاسم خراسان سے نقل مکانی کر کے عراق میں چلے آئے ہیں تو پھر اس خبر کی تحقیق کے بعد خراسان جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور ملا حسین شہمنگی کو جو کہ آپ کے ہمراہ سلطان کشمیر کا ایلچی تھا فرمایا کہ اب میں تو خراسان نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے مخدوم حضرت شاہ قاسم خراسان سے چلے آئے ہیں اور عراق میں مقیم ہیں۔ اب خراسان میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے چونکہ میں حضرت شاہ قاسم کے حکم سے کشمیر میں آیا تھا اور وہ چیزیں، پونیاں اور روائیں جو سلطان حسین مرزا کی نذر ہیں وہ آپ کے پاس ہیں اور تم سلطان کشمیر کا ایلچی ہے سلاطین و امرائے کشمیر کے خطوط اور سوغاتیں اور ادویات اور خطوط آپ کے ہمراہ ہیں یہ تمام چیزیں سلطان حسین مرزا کو پہنچا دینا اور اب میں شیخ عبید اللہ نقشبند کی ملاقات کے لیے سمرقند جاتا ہوں اور وہاں سے عراق کی طرف چلا جاؤں گا۔

پس ملا حسین شہمنگی وہ تحفے لے کر ہرات کی راہ سے روانہ ہوئے۔ اور سلطان حسین مرزا کی خدمت میں پہنچ کر وہ خطوط اور تمام تحفے پہنچا دیئے

Marfat.com

اور بادشاہ سے بہت سا انعام حاصل کر کے کشمیر کو واپس چلا گیا۔ اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کوہ ہندوکش سے گزر کر پہلے تو ختلان کے راستے کولاب گئے اور روضۂ مقدسہ حضرت امیر کبیر علی ثانی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بجا لائے اس کے بعد حضرت خواجہ اسحاق شہید کے سر مبارک کے روضہ کی زیارت کے لیے بدخشاں کی طرف توجہ کی اور وہاں سے روستنا جا کر حضرت نور الدین جعفر بدخشانی کے آستانہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس کے بعد بلخ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت خواجہ اسحاق کے بدن مبارک کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ آپ کا بدن مطہر مسجد بلخ کے پہلو میں مدفون ہے اور اس کے بعد حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ سمرقند کی طرف روانہ ہوئے جب سمرقند کے قریب پہنچے تو حضرت خواجہ عبد اللہ نقشبندی نے قضائے الٰہی سے موت کا شربت چکھا۔

حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک دو ماہ تک سمرقند میں قیام کیا پہلا جمعہ جب وہاں آیا تو وہ سیاہ پگڑی جو حضرت شاہ قاسم سے اس فقیر کو تبرکاً ملی تھی میں نے سر پہ باندھی اور مسجد جامع میں نماز جمعہ کے لیے چلا گیا نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور سفر کے حالات اور کشمیر کے بارے میں سوال کرنے لگے میں نے ان کو تمام حالات بتلائے اور وہ بہت خوش ہوئے۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی دو ماہ کے بعد عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور لنسف کی راہ سے استر آباد کے علاقہ میں آئے اور وہاں سے استمداد کی راہ مازندران پہنچے اور وہاں سے گیلان آئے پھر جب شفت وکورہ پہنچے تو نور آباد کے مبارک ٹکڑے کی زیارت کی اور پھر وہاں سے سولغان کو آئے جو کہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کا آستانہ تھا اور وہاں پہنچ کر آنحضرت کے روضہ کی زیارت کی اور حضرت شاہ قاسم کو میر شمس الدین محمد عراقی کے آنے اور سولغان

Marfat.com

پہنچنے کی خبر ملی تو درشت سے سولغان کو استقبال کے لیے تشریف لائے۔ اور وہاں ملاقات و معانقہ و دست بوسی ہوئی اور پھر ان کو درشت میں لے آئے اور حضرت شاہ حضرت میر کے آنے اور ان کے اہل و عیال کے احوال کی سلامتی سے نہایت خوش ہوئے اور فرماتے کہ ان دو چیزوں میں سے کس پر زیادہ خوشی کروں میر شمس الدین محمد کے آنے کی یا اس کے فرزندوں کے سلامت پہنچنے کی کہ وہ ہم سے ایک آدمی گیا تھا اور اب اتنے بال بچے لے کر ہمارے پاس واپس پہنچا ہے۔

اور حضرت شاہ قاسم نے وہاں قریب ہی ایک منزل کی تعمیر کی بنیاد رکھی تھی اور وہاں باغ اور مکان تعمیر کیے اور میر عراقی کو اپنے مکانوں کے قریب ہی ایک نہایت وسیع ٹکڑا زمین کا دے دیا اور حضرت میر نے اس جگہ چند ایک مکان تعمیر کیے اور ایک بڑا باغ لگایا اور اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصے میں طرح طرح کے میوہ دار درخت لگائے اور اس کو آباد کیا اور دوسرے میں رنگ رنگ کے پھول اور طرح طرح کی سبزیاں اور خوشبو دار پھول کاشت کیے اور حضرت شاہ نے اس کا نام باغ کشمیر رکھا۔

اور حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اس مرتبہ حضرت شاہ قاسم کی خدمت ہی میں رہے اور اس مدت میں پے در پے آپ کی تین لڑکیاں اور پیدا ہوئیں اور اس سے قبل ہر جگہ کے سفر میں بی بی آغا اور بی بی ثانیہ ساتھ رہی تھیں اور حضرت بی بی آغا اور تمام اہل و عیال فرزند نرینہ کی تمنا تھی خالق اکبر کے فضل سے سنہ ۹۰۰ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں فرزند سعادت مند پیدا ہوا اور اس کی پیدائش کی خبر حضرت شاہ قاسم کو بھیجی گئی اور اس قرۃ العین کے نام کی آنحضرت سے درخواست کی گئی اور حضرت شاہ نے اس فرزند دلبند کا اسم مبارک دانیال رکھا اور شیخ دانیال کی پیدائش کے ایک سال بعد تک حضرت شاہ قاسم نے حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے فرمایا کہ شیخ محمد میر چاہتا ہوں کہ پھر آپ کو کشمیر بھیجوں

Marfat.com

تاکہ تم اس علاقہ میں جا کر اس ملک کے آدمیوں کے حالات کی اصلاح کرو اور حضرت میر شمس الدین محمد کے اپنے دل کی مرضی یہ تھی کہ بغداد چلے جائیں کیونکہ انہیں دنوں میں بغداد سے حضرت مولانا برہان الدین بغدادی کے فوت ہونے کی خبر آئی تھی جو کہ آپ کے پہلے مرشد تھے اور وہیں سے یہ درشت میں آئے تھے اس وجہ سے یہ بغداد جانا چاہتے تھے تاکہ مولانا مرحوم کی جگہ جا کر بیٹھیں اور بغداد کے لوگوں کی راہنمائی کریں۔

اور حضرت شاہ قاسم ان کو بغداد جانے کی اجازت نہ دیتے تھے بلکہ کشمیر جانے کی تاکید کرتے تھے جب شیخ شمس الدین کے دل پر بغداد جانے کی خواہش غالب ہوئی تو ایک دن آپ نے وہاں جانے کے لیے استخارہ کیا پس اس رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک پریشان حال آدمی آپ کے سامنے آیا اور مولانا رومی کے یہ شعر آپ کے سامنے آکر پڑھے ؎

(۱) ہمارے ساتھ رہ اور بے خبروں کے ساتھ نہ رہ اور گدھوں کی طرح گدھیوں کے پیچھے نہ پھر

(۲) تو اونٹ کی طرح بنی[۱] کے ہر کانٹے کی طرف جا اور یہ باغ و بہار اور چمن اور نہر یا چھوڑ دے۔

اس اشارہ کے بعد آپ نے بغداد جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور حضرت شاہ کے سامنے رات کا خواب اور مولوی رومی کے یہ دو شعر پیش کیے پس حضرت شاہ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ آپ کی بغداد جانے کی خواہش نفسانی پراگندہ خیالات سے تھی تو لازماً معنوی عالم سے مولوی کے دو بیتوں میں وہاں جانے سے روکنے کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اور کشمیر جانا تیری خواہش نہیں ہے بلکہ قضائے ربانی اور تقدیر الٰہی اور اس دعوت دینے والے کے فرمان سے ہے اور اس امر میں امید ہے کہ بہت بھلائی ظاہر ہوگی۔

حضرت شاہ قاسم نے اپنے کشف باطنی سے تھوڑی مدت کے بعد میں فرمایا

Marfat.com

کہ اے شیخ محمد کشمیر میں تیرا دشمن شیخ شہاب تھا وہ فوت ہو چکا ہے اب اس سے کسی قسم کا ڈر اور مخالفت وعداوت کا خطرہ نہیں ہے تمہیں چاہئے کہ اب کشمیر جانے میں کوئی تامل نہ کرو۔ جب حضرت میر محمد عراقی کشمیر جانے کے لیے تیار ہو گئے تو حضرت شاہ قاسم نے سند ارشاد اور بیعت لینے کا اجازت نامہ لکھ کر ان کے حوالہ کیا اور کشمیر کے ملک کے رہنے والوں کو درویشانہ نصائح سے نوازا اور خط ارشاد کی عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"تمام ساتھیوں، دوستوں اور عقلمندوں کی خدمت میں اللہ ان کے انجام کو اچھا کرے اور ان کے مقاصد اور آرزؤں کو پورا کرے۔"

"خدا تعالےٰ کی حمد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بعد واضح ہو کہ اس وقت ہم نے جناب راہنمائے مشائخ عظام۔ اولیائے کرام کے خلاصہ۔ سالکین کے مرشد۔ کہلائی جانے والوں کے ہادی شیخ شمس الدین محمد عراقی (اللہ ان کے کمالات کی برکات کو ہمیشہ قائم رکھے) کو کشمیر کی طرف توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے اور طالبین کی راہنمائی اور سالکین کی تربیت اور مشائخ طریقت کے آداب کی تلقین اور اہل معرفت کے قواعد کی تعلیم کے لیے بھیجا ہے۔ اور اس نصیحت نامہ کو آپ کی خدمت میں ہم نے بروز عید اضحی ۹۰۱ھ ہجری (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو روانہ کیا ہے۔ کہ

چونکہ حضرت حق جل شانہ نے اہل صدق کے طائفہ کو اپنے تمام بندوں پر اپنے فضل واحسان کے مرتبہ پر ممتاز فرمایا ہے اور اپنے محبوں اور دوستوں کو مخصوص فرمایا ہے اور ان کے پاکیزہ دلوں سے دنیا کی کدورت کا زنگ دور کر دیا ہے اور ان کے اسرار کی آنکھوں کو اپنی معرفت کے کحل الجواہر سے روشن کیا ہے۔ ان چیزوں کا شکرانہ یہ چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے اوقات

Marfat.com

عزیز کو دل کے صاف کرنے اور نفس کے پاک کرنے اور اذکار کی مداومت اور اسرار کے مطالعہ اور آثار کے ملاحظہ اور ملک وملکوت کے انوار کے مشاہدہ میں صرف کریں اور لذات نفسی کے ترک اور مرغوبات حسی کے چھوڑ دینے کو اپنی ہمت عالی کے ہمائے کا نصب العین قرار دیں اور دنیا پرست کمینوں کی صحبت سے پرہیز کریں کہ جن لوگوں نے اپنے نفس امارہ کی باگ ڈور ہوا وحرص کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ ایسے لوگوں سے بچ کر اپنے لیے لازم سمجھیں کہ ظاہری زندگی کے دن بہت تھوڑے ہیں اور کمالات معنوی کا حصول بہت مشکل ہے ؎

یہ دو روزہ زندگی نہایت عزیز ہے اس کو غفلت میں نہ گذار باقی تو جانے اور تیرا کام۔

عزیز دل سے یقین ہے کہ جب وہ اس حقیقت سے باخبر ہو چکے ہیں تو ان نصیحتوں کو نہایت خلوص سے قبول فرمائیں گے اور شیخ مشار الیہ کی خدمت وصحبت کو غنیمت سمجھیں گے اور اس نصیحت کے وسیلہ سے بلند مراتب پر ترقی فرمائیں گے ؎

جس کی دولت راہنمائی کرے اسے ہمارے فرمان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے

(قاسم بن محمد نوربخش)

اس اجازت اور رخصت کی تحریر کے ایک ماہ بعد محرم الحرام سنہ ۹۰۲ ہجری میں آنحضرت عراق سے کشمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت حضرت شیخ دانیال دو سال کے ہو چکے تھے۔ اور آنحضرت رے اور عراق کے علاقہ سے خراسان پہنچے اور روضۂ امام علی رضا علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت سے مشرف ہوئے اور قندھار کی طرف توجہ فرمائی اس غرض سے کہ کابل کی راہ سے کشمیر آئیں اور حضرت شاہ قاسم

Marfat.com

نے فقہ احوط کا ایک نسخہ سلطان الغ بیگ مرزا امیر کابل کے لیے تحفہ کے طور پر ارسال کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ ان کو پہنچا دیں اور آپ نے راستے ہی میں قندھار پہنچ کر اس بادشاہ کی وفات کی خبر سن لی تو آپ نے کابل جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ملتان کے راستے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے پاس فقہ احوط کے دو نسخے تھے ایک عربی اور دوسرا اسی کا فارسی میں ترجمہ اور آنحضرت ملتان سے موسم سرما کے اخیر میں ولایت نوچ پہنچے۔

اس وقت کشمیر کے امراء و ملوک نے حضرت میر محمد عراقی کے کشمیر آنے کی خبر سن لی اور ملک جیبو رینو مخلصین کی ایک بہت بڑی جماعت اپنے ہمراہ لے کر آنحضرت کا استقبال کے لیے نوچ آ گئے۔ اور آپ کے اہل وعیال والطفال اور خدام کو لنڈ کی پر بٹھا کر باچھ پل میں لے آئے اور ایک بڑی دعوت کا اہتمام اور اپنے مکان کو ان کی قیام گاہ بنایا اور اپنے اہل وعیال کو آنحضرت کے سامنے نہایت ہی اخلاص سے پیش کیا کہ آپ ان سے توبہ کرائیں اور بیعت لیں اور اس مرتبہ جس نے سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ملک رینو جیبو تھا۔

اور ملاں اسمعیل بھی اپنے تمام مریدوں سمیت آنحضرت کے استقبال کے لیے بارہ مولہ تک بڑی تیز روی سے آیا اور ملا اسمعیل کہ جس کو پہلی مرتبہ اس علاقہ کا معتقد بنایا تھا جب اس کو آپ کے دوسری مرتبہ تشریف لانے کی خبر پہنچی تو انہوں نے آنحضرت کی قیام گاہ کے لیے ایک نیا گھر تعمیر کیا اور آنحضرت کو اچھ پل سے اپنے دولت خانہ میں لے آیا اور تمام اسباب و اشیاء جن کی آنحضرت کو ضرورت تھی حاضر کر کے آنحضرت کے پیش کیں اور خادموں کے سپرد کر دیں اور جس چیز کی بھی آنحضرت کو ضرورت ہوتی وہ حاضر کرنے کے لیے حاضر رہتے۔

اور اس علاقہ کے امراء میں سے جو سب سے پہلے آنحضرت کا معتقد ہوا وہ ملک موسیٰ رینہ تھا اس نے پہلے موسم بہار میں درخواست کی کہ میں آنحضرت

Marfat.com

کے لیے ایک دعوت کرنا چاہتا ہوں اور آنحضرت بمعہ اپنے تمام مریدوں کے ضیافت میں تشریف لائیں اور آنحضرت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور دعوت کے دن ملک موسیٰ رینہ کے گھر تشریف لے گئے کھانے سے فراغت کے بعد ملک موسیٰ رینہ اپنے تمام بال بچوں اور خادموں سمیت توبہ وبیعت کے شرف سے مشرف ہوا اور اپنی وہ تمام اراضی جو اس کے تصرف میں تھی اور اپنے تمام مکانات جو اس کے موضع زوبیل میں تھے وہ سب آنحضرت کو بر سبیل نذر سپرد کر دیئے۔

آنحضرت نے اسی موسم بہار میں ایک عمارت کی بنیاد رکھی اور خربوزہ وغیرہ کی کاشت کروائی آنحضرت کے پہلی مرتبہ یہاں تشریف لانے سے لے کر اب تک بیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ بیس سال کے بعد حضرت ملک متعال نے ایک ایسا سبب ظاہر کیا کہ اس موضع زوبیل کو بے تردّد آنحضرت کے دست تصرف میں دے دیا تاکہ آنحضرت اس گاؤں میں اپنی مرضی کے مطابق نور بخشی خانقاہ تعمیر کر سکیں۔ جب آنحضرت نے موضع زوبیل کو اپنی قیام گاہ بنایا تو فوراً ہی آپ کا دل پر نور خانقاہ کی عمارت بنانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ملک موسیٰ رینہ کو جب آپ کا خیال معلوم ہوا تو اس بلند ہمت ملک نے خود اس پر اپنی توجہ مبذول کی اور ان دنوں بادشاہ سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن شاہ تھا اور اس گاؤں کی نگرانی اور اس کے اصلاحی امور پر ملک موسیٰ رینہ مقرر تھا۔ پس ملک موسیٰ رینہ نے بادشاہ محمد شاہ اور وزیر اعظم سید محمد بیہقی سے پرگنہ کمراج کے درختوں کے کاٹنے کی اجازت حاصل کی اور اس جگہ ایک بہت بڑا بت خانہ تھا اور اسی بتخانہ کی وجہ سے ان درختوں کی عزت اور حفاظت کیا کرتے تھے۔

جب بادشاہ سے اجازت مل گئی تو آنحضرت قدس سرہ اپنے تمام مریدوں سمیت کمراج تشریف لے آئے اور سب سے پہلے حضرت میر شمس الدین محمد

Marfat.com

عراقی قدس سرہ اس بت خانہ کی بربادی میں مشغول ہوئے اور اس کی عمارت کو آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بت خانہ کی عمارت جلانے کے بعد اس بت کو ریزہ ریزہ کیا جو اس بت خانہ میں موجود تھا اس کے بعد درختوں کو کاٹا اور جنگل میں سے بے شمار پرندے اڑ کر دوسرے جنگلوں کیطرف بھاگ گئے۔

اور اس جنگل کی نچلی جانب حضرت میر کے لیے ایک خیمہ نصب کیا گیا اور مریدوں نے اپنی رہائش کے لیے چھپر بنا لیے رات کو آدھی رات کے بعد آہ گریہ ہوئے بت خانہ سے نالہ وزاری کی آوازیں انہوں نے سنیں۔ اور آنحضرت نے صوفیوں سے فرمایا کہ ان شیطانوں کے نالہ و فریاد کی طرف کوئی توجہ نہ کرو۔ اور جب آخر رات ہوئی تو چند ایک پر زور نعرے لگائے اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے اور صبح کو آنحضرت نے ادا فریضہ کے بعد صوفیوں سے فرمایا کہ اٹھو اور درختوں کے کاٹنے میں دلیرانہ اور مردانہ وار ہمت کرو کہ اس جگہ کے تمام شیاطین شکست کھا چکے ہیں اور تم تسلی خاطر سے درختوں کو کاٹو۔

اور حضرت میر محمد عراقی چند روز اس جگہ کام میں مشغول رہے اس کے بعد صوفیوں کی ایک جماعت کو وہاں چھوڑا اور ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر زدیل کو واپس ہوئے اور اس جگہ خانقاہ کی بنیاد ہموار کی اور اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔

اور دو منزلہ نقشہ پر تعمیر شروع ہوئی اور دونوں منزلیں طول و عرض میں ۲۷ گز تھیں اور نچلی منزل کی بلندی دس گز اور اوپر کی منزل کی بلندی آٹھ گز تھی اور گز کی پیمائش تیئس ۲۳ انگل تھی اور یہ تمام عمارت باوجود اتنی وسیع ہونے کے بالکل بے ستون تھی اور پورے دو سال میں مکمل ہوئی چنانچہ اس خانقاہ کے دروازہ کی پیشانی پر یہ عبارت پر سعادت لکھی گئی کہ "یہ پُر امن، متبرک، شریف منزل خانقاہ نوریہ بخشیہ شمسیہ ۹۰۹ھ ہجری علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تعمیر کی گئی۔

اور دوسرے سال میں کہ ۹۱۰ھ ہجری تھا تکمیل کو پہنچی اور مولانا کمال الدین

Marfat.com

محمد گنائی نے اس خانقاہ کی تکمیل کے سال اس کی تاریخ تعمیر لفظ شیخ سے نکالی اور یہ منظوم قطعہ اس کے دروازہ کے اوپر لکھا گیا ہے

(۱) نور بخشی خانقاہ کی تعمیر کی ترتیب ایک دانا مرشد کے بہترین حسن اہتمام سے مرتب ہوئی۔

(۲) وہ راہنما ولی، مشائخ کا شیخ میر شمس الدین کہ جس کے نور بخش فیض نے کئی دلوں کی آنکھوں کو روشن کر دیا۔

(۳) اگر تو اس منزل کی تاریخ معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کی تعمیر کی تاریخ لفظ شیخ سے پوچھ۔

اور پھر کچھ مدت کے بعد سید محمد بیہقی وزیر سلطان محمد شاہ کے دل میں آنحضرت کے ساتھ دامادی کا رشتہ پیدا کرنے کا خیال آ گیا۔ اور ان دنوں بادشاہ کی وزارت کا منصب اسی کے ہاتھ میں تھا اس لئے بی بی آغا سے نکاح کرنے کی درخواست کی اور اس کی یہ درخواست آنحضرت کو قبول نہ ہوئی ہر چند کہ آنحضرت کو سید محمد بیہقی نے اپنے سید اور شریف نسب ہونے کا واسطہ دیا۔ ترغیب دی لیکن آنحضرت فرماتے تھے کہ جو آدمی بھی کھلم کھلا فاسق ہو میرا دل ہرگز اس کی طرف مائل نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ سید صحیح النسب ہی کیوں نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ ہے کہ میرا دل بادشاہوں اور دنیا داروں سے تعلق پیدا کرنے سے سخت متنفر ہے۔ میں ہرگز یہ بات قبول نہ کرونگا۔

اور جب آنحضرت کے انکار کی خبر سید محمد بیہقی کے کانوں میں پہنچی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی اور جبر سے کام لینا شروع کیا۔ پس آنحضرت نے بابا علی اور مولانا جمال الدین کو حکم دیا کہ تم اس علاقہ میں تلاش و جستجو کرو کوئی مسافر جو خراسان یا عراق یا روم یا کسی ملک سے آیا ہوا ہو پیدا کرو تاکہ میں بی بی آغا کا اس سے نکاح کر دوں اور تم اس کی فقیری، تنگدستی اور بے نوائی کی بالکل پرواہ نہ کرنا۔ بلکہ اس کے دین اور دیانت کو اچھی طرح دیکھنا اگر اس میں پرہیزگاری اور عبادت

Marfat.com

گذاری معلوم کرو تو پھر خواہ وہ کتنا ہی فقیر اور غریب کیوں نہ ہو اسے میرے پاس لے آؤ کہ میں لوگوں کی دولت کو نہیں دیکھتا۔

پس اس وقت ایک تاتار روم کے علاقہ سے آیا ہوا تھا کہ اس کو ملا فاضل کہتے تھے اس سے حضرت بابا علی واقف تھے اور مولانا جمال الدین نے بھی اس سے علم معانی کا مطالعہ کیا تھا یہ دونوں اس کے پاس چلے گئے اور اس معاملہ سے ان کو مطلع کیا تو اس نے کہا کہ میں اس علاقہ میں سکونت کا خیال نہیں رکھتا ہاں میرے ساتھ روم کے اکابرین میں سے ایک کا لڑکا موجود ہے اور وہ یہاں رہنا بھی چاہتا ہے۔ اگر حضرت شیخ شمس الدین محمد عراقی کے دل میں یہ خیال آ جائے تو وہ اس میں مختار ہیں اور اس رومی نوجوان کا نام شیخ عبدالسلام ہے

پس حضرت بابا علی اور مولانا جمال الدین شیخ عبدالسلام رومی کو ہمراہ لے آنحضرت کے پاس آ گئے اور آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ تم کون سے قبیلہ سے ہو اس جوان نے جب اپنا اصل و حسب و نسب بیان کیا تو آنحضرت کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعی عظمائے روم میں سے کسی کا فرزند ہے۔ پس ملا جمال کو آپ نے حکم دیا کہ تم بی بی آغا کی طرف سے وکیل ہو جاؤ اور ساڑھے انیس مثقال سونے اور ایک اونٹ کے بوجھ ابریشم کے حق مہر پر بی بی آغا کا نکاح اس سے کر دو۔ پس ملا جمال نے حضرت بی بی آغا کو بطریق وکالت شیخ عبدالسلام رومی کے نکاح میں دے دیا اور آنحضرت نے ملا جمال سے فرمایا کہ شیخ عبدالسلام کے لیے ایک کمرہ مخصوص کر دو۔

جب اس نکاح اور ازدواج کی خبر سید محمد بلخی نے سنی تو اس وجہ سے اس کے دل میں دشمنی پیدا ہو گئی اور دوسرے شیرازی لوگ اس غصے اور کینہ کی آگ میں جلنے لگے اور اس سے کہنے لگے کہ عراقی نے آپ کی نسبت کو عار سمجھا آپ کے عہدۂ وزارت کی عزت اس کے دل میں ایک مسافر جتنی بھی نہیں ہے اسی حال میں ایک دن اتفاقاً آنحضرت نے چند ایک مریدوں کے ہمراہ دہلی

Marfat.com

کے باغ ماراں میں جا رہے تھے کہ ناگاہ ایک سوار آنحضرت کے سامنے آیا جب نزدیک پہنچا تو اس نے حضرت میر کو سلام نہ کیا اور کوئی کسی قسم کی تواضع نہ کی آنحضرت نے صوفیوں کو حکم دیا کہ اس کو پکڑو اور گھوڑے سے اتار لاؤ پس صوفیوں نے اس کو گھوڑے سے اتار لیا اور آنحضرت نے اس کو ادب سکھلانے اور توبیخ کرنے کے لیے چند سوٹیاں ماریں اور چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت اسکے بعد باغ ماراں کو چلے گئے۔

اور یہ سوار سید محمد بیہقی کا ملازم تھا اور حاکم وقت کا صاحب دیوان تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی مغروری میں آنحضرت کو سلام نہ کیا تھا پس اس ملازم نے اپنا اور حضرت میر کا واقعہ سید محمد بیہقی کے سامنے پیش کیا اور فریاد کی اور وہ اس واقعہ سے برگشتہ ہوا اور اس کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے ظالم مددگاروں کو حکم دیا کہ میر شمس کے گھر جاؤ اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ جتنے آدمی بھی تمہیں وہاں ملیں ان کو باندھ کر میرے گھر میں لے آؤ۔

جب ظالم آدمی آنحضرت کی حویلی میں آئے تو ان تمام صوفیوں کو جو آنحضرت کے باغ میں کام میں مصروف تھے اور ان کے علاوہ تمام باورچیوں اور باشکیوں کو بھی گرفتار کر لیا اور ان پر بہت ظلم کیا اور قید میں ڈال دیا۔

جب لوگوں نے یہ بری خبر آنحضرت کو پہنچائی تو آنحضرت اس کے گھر گئے اور اس کے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر سید محمد بیہقی وزیر بادشاہ سلطان محمد شاہ کو یہ پوچھ بھیجا کہ ان صوفیوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان پر اتنا ظلم کیا گیا اور ان کو قید میں ڈال دیا گیا۔

تو اس نے جواب بھیجا کہ ہمارے عہدہ کے ملازم نے کیا گناہ کیا تھا کہ اتنا مارا اور کوٹا گیا کہ اس کو قریب المرگ کر دیا۔

تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تمہارے دیوان کو شرع نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق تادیب کے لیے مارا اس لیے کہ ایک تو وہ کافروں کا سا لباس پہن کر

Marfat.com

ہمارے سامنے آیا اور سلام بھی نہ کیا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس لیے میں نے اس کو ادب سکھلانے کے لیے مارا اور اس سے حساب پورا کیا گیا۔

سید محمد بہقی وزیر بادشاہ نے غصے سے کہا کہ ہم اس ملک کے حاکم ہیں اور ہم نے تم کو محتسب مقرر نہیں کیا ہے تم ہماری اجازت کے بغیر لوگوں کا احتساب کیوں کرتے ہو؟

آنحضرت نے فرمایا کہ اگر مجھ کو خلقت کے ارشاد اور اللہ کے بندوں کی ہدایت اور بد تہذیب لوگوں کی تادیب سے تم روکنا چاہتے ہو اور مزاحم ہونا چاہتے ہو تو میں تمہارے ملک میں نہیں رہوں گا مجھے تبت جانے کا اجازت نامہ دے دو تاکہ میں تیری حکومت کے زمانہ تک وہاں رہوں۔

سید محمد بہقی نے غصے کی حالت میں اپنے دیوانیوں کو فرمایا کہ اس کو سفر کی اجازت اور ملک بدر کا حکم اور تبت جانے کی راہداری لکھ دو۔

اور سید محمد بہقی کے بعض خواص نے حضرت میر عراقی سے آکر کہا کہ آپ اوپر آجائیں اور ان کی غرض یہ تھی کہ شاید آنحضرت کو سامنے دیکھ کر اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے انہوں نے بہت دفعہ آنحضرت سے التماس کی اور اوپر آنے کی تکلیف دینا چاہی لیکن آں حضرت نے انکار کر دیا اور غیرت سے فرمایا کہ میں جب تک زندہ رہوں گا اس کے گھر نہیں جاؤں گا۔

پس اسی اثنا میں دیوانیوں میں سے ایک آدمی نے تبت کی راہداری کا خط آنحضرت کو لاکر دے دیا اور آنحضرت کا اس علاقہ میں ٹھہرنا ممنوع قرار پایا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ تو نے مجھے بھلائی کے اس کام اور احتساب سے روکا ہے۔ میں تیرے سید ہونے کی وجہ سے بد دعا تو نہ دوں گا اور میں تجھے تیرے آباؤ اجداد اور خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اتنا کہہ اور اس کے مکان سے باہر نکل آئے اور قیدی صوفیوں کو چھڑا کر اپنے مکان کی طرف چلے آئے۔

Marfat.com

اور چند روز کے بعد اسباب سفر مرتب کیا اور خانقاہ کا کام دروازے کھڑکیاں وغیرہ نامکمل چھوڑ کر ہی تبت کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریباً پچاس ساٹھ صوفیوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور حضرت بابا علی کو تمام درویشوں کے ساتھ یہیں رہنے دیا تاکہ آنحضرت کی خانقاہ میں پانچ وقت کی نمازیں پڑھائیں اور صبح و شام کے وظائف و اوراد پر ہمیشگی کریں اور عمارت خانقاہ کے امور کی تکمیل کریں اور خانقاہ کے دروازے اور کھڑکیاں پوری کریں۔

سید محمد بیہقی بادشاہ محمد شاہ کا وزیر سید تاج الدین بیہقی سبزواری کی اولاد سے تھا ان کا دادا سلطان شہاب الدین کے زمانہ میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے کشمیر میں آیا تھا اور بادشاہ کا مقرب ہوگیا اور اسی وسیلہ سے اس کی اولاد نسلاً بعد نسلٍ دربار سلاطین وقت میں عہدۂ جلیلہ پر فائز رہی۔

جب سید محمد بیہقی کی میر شمس الدین محمد عراقی کے ساتھ بہ سبب نہ دینے رشتہ کے مخالفت اور دشمنی شروع ہوئی تو وہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کو تکلیف دینے اور ان کو یہاں سے جلاوطن کرنے کے حیلے بہانے سوچتا تھا۔ آخرالامر آنحضرت کو کشمیر سے جلاوطن کرنے کے بعد کشمیر میں یہ مشہور کیا گیا کہ وہ امامیہ فرقہ سے تھے اور تقیہ کیے ہوئے تھے۔

اور یہ الزام بھی آپ پر لگایا گیا کہ اس سے پہلے سلطان حسین مرزا والیے خراسان نے بھی ان کو ملازمت سے برطرف کرکے خراسان سے عراق کی طرف جلاوطن کر دیا تھا اور ان الزامات کا مقصد یہ تھا کہ سید محمد بیہقی کی نفسانی اغراض کو مذہبی تعصب میں چھپا دیا جائے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت میر شمس الدین نہ تو سلطان حسین مرزا کے ملازم تھے اور نہ ہی آپ کو خراسان سے جلاوطن کیا گیا تھا چنانچہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کشمیر سے عراق کی طرف چلے گئے تھے نہ کہ خراسان کی طرف۔

Marfat.com

قصہ مختصر یہ کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ۹۱۱ھ ہجری کے موسم بہار کے آخر میں علاقہ تبت خورد کے مقام سکاردو میں پہنچ گئے اور سکاردو کے والی کا نام مقپون بوخا تھا وہ اپنے قدیمی مذہب بدھ مت پر قائم تھا اور باقی تمام رعایا اور تبت خورد کے والیان و باشندے ۸۳۰ھ ہجری میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت اور کرامات اور اچھے مواعظ کی بدولت اسلام قبول کر چکے تھے۔

جب حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ سکاردو میں آ کر مقیم ہوئے تو ابتدائی فرصت میں والئے سکاردو کو دعوت اسلام پیش کی اور اسلام کی خوبیاں اس کے ذہن نشین کیں تو اس نے آپ کے مواعظ اور تبلیغ کو قبول کیا اور اس کا لڑکا بھی جو کہ بلوغت کے قریب تھا مسلمان ہو کر اسلامی تربیت حاصل کرنے لگا اور اس کا نام شیر شاہ رکھا گیا۔ اور آنحضرت اکثر اوقات خلیفہ سکاردو مقپون بوخا کے محلوں میں آتے جاتے اور اس نے اگرچہ ظاہراً اسلام قبول کر لیا تھا لیکن باطن میں اس کے دل میں بت پرستی کی محبت بڑی پختہ تھی اور وہ پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا تھا۔ اس نے قلعہ کے اندر شیر کی شکل کا ایک بُت چھپا رکھا تھا جس پر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا وہ فرصت اور خلوت کے وقت اس کی پوجا کرتا تھا۔

ایک دن حضرت میر کو اس کے اس مخفی کام کا پتہ چل گیا اس بُت کو ایک بڑے پتھر سے ریزہ ریزہ کر دیا اس وجہ سے والیے سکاردو نے آنحضرت کو بُت شکن کا خطاب دیا۔ پس حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن مشہور ہو گئے اور آنحضرت نے چھ ماہ میں تبت خورد کے اطراف و جوانب میں تبلیغ احکام اسلام و ایمان کے لیے دورہ کیا۔ اس زمانہ میں شگر کے علاقہ میں عبداللہ خاں کی حکومت تھی اور چھلپو کے علاقہ میں بیگو بہرام برسر اقتدار تھا اور تبت کے تمام راجے آنحضرت کی عزت کرتے تھے۔

Marfat.com

اور کشمیر کے علاقہ میں ملک موسیٰ رینہ کو حضرت میر شمس الدین محمد عراقی سے کمال درجہ کی ارادت تھی۔ جب سید محمد بیہقی اور حضرت میر شمس الدین کے درمیان جھگڑا اور لڑائی شروع ہوئی تو ان دنوں ملک موسیٰ رینہ چاڈورہ کے مقام پر تھا جب اس کو آنحضرت کے نکال لینے اور ملک بدر کرنے اور ان کے تبت کی طرف چلے جانے کی خبریں پہنچیں تو وہ سید محمد بیہقی کی موافقت سے متنفر ہو گیا اور اس کی مخالفت کے درپے ہوا اور انتقام کی راہ تلاش کرنے لگا اور ان دنوں سلطان فتح شاہ اور کشمیر کے بعض امراء کوہستان ہند میں تھے اور سلطان محمد شاہ غالب آ گیا تھا اور سلطان فتح شاہ کشمیر کے علاقہ سے بھاگ کر اطراف ہند کی طرف چلا آیا تھا۔

پس ملک موسیٰ رینہ نے اپنے آدمیوں میں سے کسی کو پوشیدہ طور پر فتح شاہ کے پاس بھیجا اور ان سے بڑی مضبوط اور پختہ قسمیں کھا کر عہد و پیمان کیا کہ اگر تم کشمیر آؤ تو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ جب وہ ہیرہ پور کی راہ سے کشمیر کی طرف متوجہ ہوا تو ملک موسیٰ رینہ بھی اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر چاڈورہ سے بھاگ کر ان کے ساتھ جا ملا اور سید محمد بیہقی اور سلطان محمد شاہ ان کے مقابلہ کو آ پہنچے اور ہیرہ پور کے قریب ایک مقام پر ان میں لڑائی ہوئی اور اس میں سید محمد بیہقی قتل ہو گیا اور سلطان محمد شاہ مغلوب ہوا اور وہ شکست کھا کر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور سلطان فتح شاہ اس علاقہ کا بادشاہ بن گیا اور وزارت کی باگ ڈور ملک موسیٰ رینہ کے ہاتھ آ گئی۔

اور جس دن ملک موسیٰ رینہ اپنے مکان سے منتقل ہو کر شہر میں آیا تو اسی روز حضرت شیخ دانیال جو ان دنوں بارہ سال کے تھے اور حضرت بابا علی نجار اور ایک جماعت اپنے ساتھ لے کر ملک موسیٰ رینہ کو مبارکباد دینے کے لیے آئے تو اسی وقت ملک موسیٰ رینہ نے نہایت قیمتی خلعتیں منگا کر ان کو پہنائیں اور درگاہ ہمدانیہ کی تولیت حضرت دانیال کے سپرد کی اور وہ تمام گاؤں اور زمینیں اس کے

وقف نفیس ان پر تصرف و اختیار آنحضرت کے ملازموں کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد حضرت بابا علی نجاری سے کہا کہ فوری طور پر دو تین تیز رفتار صوفی تبت کی طرف روانہ کر دو اور آنحضرت کو تمام واقعہ کی خبر بھیجو تاکہ ہمارے مخدوم حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نہایت تیز رفتاری سے کشمیر کی طرف توجہ کریں اور دیکھنا اس معاملہ میں سستی نہ کرنا۔

پس ملا جوہر دادہ کے ہمراہ دو صوفی تبت کی طرف روانہ کیے گئے تاکہ ملک موسیٰ رینہ کی فتح کی خوشخبری آنحضرت کو جاکر سنائیں اور جب آنحضرت کو سید محمد بیہقی کے قتل ہونے اور ملک موسیٰ رینہ کے فحیات ہونے کی خبر پہنچی تو اسی وقت کشمیر واپس آنے کے لیے اسباب تیار کرنے میں مصروف ہو گئے اور تبت کے راؤں سے اجازت لے کر ۹۱۲ ہجری کے موسم خزاں کے اخیر میں کشمیر پہنچ گئے۔ اور کشمیر کے علاقہ کے امراء و سلاطین اس راہنما کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور پوری عزت و احترام سے آنحضرت کو زدیبل کے علاقہ میں لے آئے اور چند روز کے بعد خانقاہ کو پورا کرنے کے لیے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے اور خانقاہ کی چھت پر پتھروں کا فرش لگا کر ہموار کر دیا گیا اور اس میں تین دروازے رکھے گئے۔

پہلے دروازہ کا نام باب الشریعت رکھا گیا۔ اور دوسرے دروازہ کا باب الطریقت اور تیسرے دروازہ کا نام باب الحقیقت رکھا گیا اور آنحضرت خانقاہ مکمل ہونے کے بعد سردیوں کے موسم میں اسی خانقاہ میں چلہ کشی کے لیے بیٹھتے اور صوفیوں کو بھی چلہ میں بٹھاتے اور ان کی تربیت اور راہنمائی میں مشغول رہتے۔ اور جب قاضی محمد قدسی نے ارادت کا ہاتھ آنحضرت کی متابعت کے دامن پر رکھا تو اس کے بعد وہ اکثر اوقات آنحضرت ہی کی ملازمت میں رہتے۔

ایک دن آنحضرت نے قاضی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مشائخ عظام کے سلسلۃ الذہب کو خانقاہ کی دیوار کے اندر کی طرف کناروں پر کتابت کی طرز پر لکھوا دوں آپ کو چاہئے کہ مثنوی کے طریق پر تمام سلسلۃ الذہب کو نظم کر دو۔ پس

Marfat.com

قاضی محمد قدسی قلم دوات اور کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر اسی وقت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر مشائخ عظام کے سلسلہ کی نظم میں مشغول ہو گئے اور ظہر کی نماز تک "مثنوی مقبول" کو فی البدیہہ لکھ لائے اور ظہر کی نماز کے بعد آنحضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت چند بیت بطریق بداہت شکستہ دلی سے لکھے ہیں میں چاہتا ہوں کہ رضا کے کانوں سے آنحضرت ذرا توجہ فرمائیں پس آپ پڑھنے لگے جب قاضی یہ پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہنچے کہ ؎

(۱) ہم اس عجز اور بے کسی کے ساتھ کیا ہیں؟ کہ اس قدر و منزلت پر ہم بھی پہنچ سکیں۔

(۲) لیکن ہمارے پاس ایک بہت بڑا اچھا عمل ہے کہ ہم کسی کی راہ میں قدم رکھتے ہیں۔

قاضی اس شعر کو پڑھنے کے بعد آنحضرت کے سامنے بلند آواز سے رونے لگے اور آنحضرت اس کی اس حالت سے بہت خوش ہوئے اور آنحضرت نے مُلّا زُبی گنائی اور ملا جامی گنائی کو جو اس وقت کے مشہور کاتب تھے حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک اس نظم کا نصف حصہ خانقاہ نوربخشیہ کی دیوار کے اندر کی طرف لکھ دے اور کتابت کی طرز پر لکھے اور وہ سلسلہ منظوم یہ ہے ؎

(ترجمہ اشعار)

(۱) ہم نے اس خدا کی رحمت پر بھروسہ کیا کہ جس نے زنگاری رنگ کا یہ چھت قائم کیا۔

(۲) یہ آسمان کا سلسلہ بغیر ستونوں کے قائم کیا اور ان کو صرف کلمہ کُن (ہو جا) سے پیدا فرمایا

(۳) بڑے بڑے انبیاء کے کمالات کی طفیل تمام کائنات پر ایک نظام برپا کر دیا۔

(۴) حق کے کام کی فتح اور رسول کا طریقہ اس نے رسول کی شریعت کی اتباع میں

Marfat.com

مقرر کیا۔

(۵) اہل دل کو اس نے یقین کی راہ اکابر دین کی خدمت سے دکھائی۔

(۶) جس کسی کو اس نے اپنی معرفت عطا کی تو تمام دنیا کے غم سے اس کو نجات بخش دی۔

(۷) بڑا خوش قسمت ہے وہ جو اس مقام پر پہنچ گیا اور معرفت کی راہ سے اپنی خواہش دل کو پہنچ گیا۔

(۸) ہم اس عاجزی اور بے کسی کے باوجود کیا ہیں کہ ہم اس قدر و منزلت پر پہنچ سکیں۔

(۹) لیکن ہم ایک بہت بڑا اچھا عمل بھی رکھتے ہیں کہ ہم کسی کی راہ میں اپنے قدم رکھتے ہیں۔

(۱۰) وہ جو راہ خدا کے واصلین میں سے ہے وہ شریعت کی ہدایت کے آسمان کا سورج ہے۔

(۱۱) وہ خدا کا پہچاننے والا روئے زمین کا ولی زمانے کا قطب شیخ میر شمس الدین محمد عراقی ہے۔

(۱۲) اس کی صفات حساب و کتاب سے باہر ہیں۔ ہم جو کچھ بھی اس کے متعلق کہیں وہ اس سے زیادہ ہے۔

(۱۳) اس کو فقر کی نسبت اس سید سے ہے جو کمال کے آسمان پر چاند کی طرح چمک رہا ہے۔

(۱۴) جو خلقت کا قبلہ ہے اقطاب کا پیشوا ہے وہ بلند بارگاہ حضرت شاہ قاسم سید ہیں۔

(۱۵) ان کو نسبت ہے نیر اعظم (سورج) سے وہ رحمت کے مظہر اور بخشش کی دنیا کون ہے؟

(۱۶) وہ محمد ثانی[ا] نور بخش ہیں جو امام ربانی اور غوث اعظم ہیں۔

[ا] محمد اول امام محمد باقر کا لقب ہے ۱۲

Marfat.com

(۱۷) ان کو نسبت ہے ہدایت کے آفتاب سے یعنی خواجہ اسحاق ختلانی سے جو شہیدوں کے خلاصہ ہیں

(۱۸) ان کو نسبت ہے پیر ربانی سے جو زمانے کا قطب ہے اور ہمدان کا امیر ہے (یعنی علی ہمدانی)

(۱۹) ان کی ذات کو معانی کا منبع سمجھ اور ان کا نام علی ثانی ہے

(۲۰) اور ان کی ذات کو نسبت ہے عارف ربانی کے ساتھ یعنی شیخ محمود مزدقانی سے

(۲۱) اور ان کی نسبت قطب یزدانی شیخ عالی علی سمنانی سے ہے

(۲۲) اور ان کی نسبت مرشد دینی یعنی عبدالرحمن اسفرائنی سے ہے

(۲۳) اور ان کو نسبت شیخ احمد سے ہے جو کہ جوزقان کے رہنے والے تھے

(۲۴) اور ان کو نسبت ایک بلند سالک سے ہے یعنی شیخ عالی علی لالا سے

(۲۵) اور ان کی نسبت وہ ہے جس سے جہان کی سجاوٹ ہے یعنی ان کے پیر شیخ نجم الدین کبریٰ ہیں۔

(۲۶) اور ان کی نسبت مرشد مطلق (عام) سے ہے یعنی شیخ عمار بن یاسر سے

(۲۷) اور ان کی نسبت شیخ ابو نجیب سے ہے جو کہ دین کے کام میں بڑے سمجھ دار تھے۔

(۲۸) اور ان کو نسبت ہے بلند مقام عارف سے جو دین کے شیخ ہیں یعنی احمد غزالی۔

(۲۹) اور ان کو نسبت شیخ ابوبکر سے ہے جو کہ تردد اور شک کی قید سے آزاد ہو گئے تھے۔

(۳۰) اور ان کو نسبت ہے رحمانی پیر سے یعنی شیخ ابوالقاسم گورگانی سے۔

(۳۱) اور ان کو ان سے نسبت ہے جو معرفت کی کان ہیں راہ کے مرشد ہیں یعنی شیخ ابو عثمان۔

Marfat.com

(۳۲) اوران کو نسبت ہے ایک روشن ستارے سے جو حق کے پیر تھے یعنے
شیخ ابو علی کاتب سے ۔

(۳۳) اوران کو نسبت ہے رحمان کے پہچاننے والے سے یعنی پیر شیخ ابو علی
رودباری سے

(۳۴) اوران کو ان سے نسبت ہے جو افراد میں سے یکتا ہیں غوث اعظم ہیں یعنی
جنید بغدادی سے ۔

(۳۵) اوران کو نسبت ہے سری سقطی سے جو حق کے پہچاننے والے ہیں اور ایسے
مصیب ہیں جو خطا نہیں کرتے ۔

(۳۶) اوران کو نسبت ہے شیخ معروف کرخی سے جو کہ سچائی کے اوصاف سے
موصوف ہیں ۔

(۳۷) اوران کو نسبت ہے دلیل کے امام سے یعنی شاہ علی رضا سے جو بہت بڑے
امام ہیں ۔

(۳۸) اوران کو نسبت ہے موسیٰ کاظم سے کہ جن کی وجہ سے شریعت کے احکام
منظم ہوئے ۔

(۳۹) اوران کو نسبت ہے حجت ناطق سے یعنی جعفر بن محمد صادق سے ۔

(۴۰) اوران کو نسبت ہے کامل ماہر سے جو حق کا مظہر ہیں یعنی محمد باقر سے

(۴۱) اوران کو نسبت ہے ان سے جو انصاف اور عقل کے سمندر ہیں قطب عالم ہیں
یعنی علی زین العابدین سے

(۴۲) اوران کو نسبت ہے تائید کے مرکز، اور دلیل کے راہنما سے یعنی امام حسین شہید
رضی اللہ عنہ سے

(۴۳) اوران کو نسبت ہے رسول کے چچازاد بھائی سے جو مصطفیٰ کے وارث ہیں
اور فاطمہ زہرا کے خاوند ہیں ۔

(۴۴) یعنی حضرت علی مرتضیٰ سے جو خدا کے دوست ہیں اور اس سے محبت رکھ جو اس

Marfat.com

سے محبت رکھے" کہ راز والے ہیں

(۴۵) اور ان کو نسبت ہے دو جہان کے سردار سے جو نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں
بہترین مخلوق ہیں۔

(۴۶) جو آسمانوں کی پیدائش کا سبب ہیں اور عالم لولاک کے آخری نشان ہیں

(۴۷) یعنی وہ دو جہان کے سردار کہ جن کے دروازے پر جبرائیل علیہ السلام
ایک خادم ہیں۔

(۴۸) اور جن کی طفیل اور برکت سے ساری دنیا نے وجود پایا وہ خود تو محمد ہیں اور
ان کی شریعت محمود ہے

(۴۹) خدا تعالیٰ کی برکات اور اس کی رحمتیں نازل ہوں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور
ان کی آل اور عترت پر۔

اور پھر اس بلند شان ملائک آشیان خانقاہ کے مکمل ہو جانے کے بعد ہر سال سردیوں کے موسم میں اس خانقاہ کے چلہ خانوں میں صوفیوں کی چلہ کشی کا سامان کرتے اور یہ بلند ہمت جماعت اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر اور گوشہ گیر ہو کر نفس کے ساتھ جہاد کرتے یعنی جہاد اکبر میں ثابت قدم رہتے اور آنحضرت ہمیشہ امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ کی کلیات اور ان کی دوسری تصانیف اور تصانیف حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ اور تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل تالیف علامہ صوفی علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی اور تفسیر حسینی ملا حسین واعظی اور تفسیر معالم التنزیل و کتاب مصابیح تصنیف شیخ ابو محمد الحسین البغوی اور منطق الطیر شیخ عطار اور مشائخ عظام کے رسالہ جات ارباب سلوک کی تعلیم کے لیے پڑھتے اور فقہ احوط فارسی جو آپ عراق سے اپنے ہمراہ لائے ہوئے تھے کو کمزوروں بچوں اور مریدوں و عقیدت مندوں کے لیے درس اور تعلیم کے لیے پڑھتے اور فرائض و نوافل و واجبات اور تمام عبادات و طاعات کو اس نسخہ کے موافق ادا کرتے اور سمجھدار بچوں اور ان پڑھ معتقدوں کو بنائے ایمان اور بنائے

Marfat.com

اسلام اور صوفیوں کے چودہ کلمات قدسیہ وغیرہ کی تعلیم دیتے۔

کلمہ بنائے ایمان

ہیں اللہ تعالٰے پر ایمان لایا اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر

کلمہ بنائے اسلام

کلمۂ شہادتین اور پانچ نمازیں اور رمضان کے روزے اور زکوۃ کی مال اور خانہ کعبہ کا حج۔ اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں کلمات ایمان کے اصول اور اسلام کے ارکان ہیں۔

اور حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو آدمی زبان سے ان کلمات کا اقرار کرے اور دل سے ان کی تصدیق کرے اور جسم کے ساتھ عمل کرے اور سنت نبوی کے مطابق عمل کرے تو وہ کامل مومن ہے۔ اور اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو بدعت ہے اور بدعتی لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں اور اگر بدن سے عمل نہ ہو تو وہ فاسق ہے اور فاسق لوگ اپنے عمل کی کوتاہی کے مطابق دوزخ میں سزا پائیں گے اور پھر نجات پا جائیں گے اور اگر دل سے تصدیق نہ ہو تو وہ منافق ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور اگر کوئی زبان سے بھی اقرار نہ کرے تو وہ مطلق کافر ہے۔

صوفیوں کے چودہ قدسی کلمات طیبہ

(۱) خدا کا بندہ	(۲) آدم کی اولاد
(۳) ابراہیم کی ملت	(۴) محمد کی امت
(۵) دین اسلام	(۶) کتاب قرآن

Marfat.com

(۷) قبلہ کعبہ (۸) سنت کی پیروی

(۹) علی کی محبت (۱۰) سلسلۃ الذہب

(۱۱) صوفیوں کا مذہب (۱۲) ہمدانی مسلک

(۱۳) نوربخشی روش (۱۴) مرشد کا مرید

خدا کا بندہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا واحد لاشریک کے بندے ہیں اور وہ ساری کائنات کا مالک ہے اور سب کا پیدا کرنے والا وہی ہے

آدم کی اولاد

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ ہمارے باپ ہیں۔ رنگ اور ذات کے لحاظ سے ہماری پیدائش جدا جدا نہیں ہے بلکہ سب ایک ہی نسل سے ہیں برخلاف فاسد عقیدہ دہریہ کے کہ وہ لوگ خداوند جل جلالہ کے وجود سے اور حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کی ذات واحد سے منکر ہیں اور انسانی پیدائش کو بہ لحاظ رنگ اور ذات اور ملک کے الگ الگ سمجھتے ہیں۔

ابراہیمؑ کی ملت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم توحید کے عقیدہ میں حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذہب پر ہیں اور اسی پر ہم جان و دل سے قربان ہیں اور اللہ کے سوا غیروں کی عبادت اور ان امور میں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں اللہ کے سوا دوسروں سے مدد مانگنے سے بیزار ہیں۔

Marfat.com

محمدؐ کی امت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں دوسرے پہلے نبیوں کی امت نہیں ہیں کہ ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور ہمارے نبی آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

دین اسلام

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا دین اسلام ہے جو خدا تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور کامل و مکمل ہے۔

کتاب قرآن

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری کتاب قرآن مجید ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور اس کتاب میں کوئی کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔

قبلہ کعبہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا قبلہ کعبہ شریف ہے ہم جہاں کہیں بھی ہوں نماز کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے ادا کرتے ہیں۔

سنت کی پیروی

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام اعمال خواہ وہ اصول ہوں اور خواہ فروع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کرتے ہیں نہ کہ اپنے ظن و گمان سے اور سنت نبوی تین قسم کی ہے فعل رسولؐ۔ قول رسولؐ اور تقریر رسولؐ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور سنت سے مراد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

پس فعلِ رسول وہ ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک نے اپنے عمل سے کر کے دکھایا جیسا کہ نماز کی کیفیت اور واجبات اور نماز سنت مؤکدہ اور عاشورہ کا روزہ وغیرہ

اور قول رسول وہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اس کا حکم دیا یا ترغیب دی ہے لیکن اس کا ثبوت آنحضرت کے اپنے عمل سے نہیں ملتا جیسا کہ نماز تسبیح اور صوم داؤد اور حج تمتع وغیرہ

اور تقریر رسول یہ ہے کہ اس کا ثبوت آنحضرت کے اپنے قول و فعل سے نہیں ملتا ہاں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کوئی عمل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو برقرار رکھا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جیسا کہ ایک صحابی کا قول کہ اس نے نماز میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قومہ کے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فرمایا تو اس نے کہا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ اس دعا کو برقرار رکھا۔

علیؓ کی محبّت

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والے ہیں نہ کہ ان سے دشمنی رکھنے والے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے علی تجھ سے محبت رکھنے والا مومن ہے اور تجھ سے دشمنی رکھنے والا منافق ہے۔"

سلسلۃ الذہب

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب اولیاء اللہ کے سلسلۃ الذہب (شجرۂ اولیاء) کو تقاضے والے ہیں کہ اپنی سند کی صحت اور اہل طریقت کے مشائخ عظام اپنی قدر و منزلت

ہیں خالص سونے کی زنجیر کی طرح ہیں۔ ہم نے ان کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے متصل سند سے جس میں کوئی انفصال نہیں ہے حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی قدس سرہ سے لے کر حضرت امام علی رضا علیہ السلام تک اور ان سے لے کر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام تک اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت وغیرہ کے احکام حاصل کیے ہیں۔ اسی لیے اس سلسلہ کو خدا کی مضبوط رسی کہا جاتا ہے۔

صوفیا کا مذہب

ہم نے تمام مذاہب میں سے صوفیہ کا مذہب اختیار کیا ہے کہ اس مذہب سے دل کی صفائی اور نفس کی پاکیزگی حاصل ہو اور طالبان حق کو مثبت مسبب الاسباب کے مطابق عبادات و ریاضات کے اندازے سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہو

ہمدانی مشرب

یعنی وہی شربت تصوف جو حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ قدس اللہ اسرارہ نے سلسلہ ذہب کے ظروف سے پیا تھا اسی گھاٹ سے ہم بھی وہ شربت نوش کرتے ہیں اس لیے کہ حضرت امیر کبیر علی ہمدانی ہی کے ارشاد و ہدایت سے ہم کو ایمان کا نور اور اسلام کی نعمت حاصل ہوئی ہے۔

نوربخشی روش

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ کا طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہوں نے کمی وبیشی چھوڑ کر یہ درمیان کی راہ بڑی استقامت سے اختیار فرمائی اور بقدر محنت احکام شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت

Marfat.com

سے طالبان حق کی راہنمائی فرماتی ہے

مرشد کا مرید

اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے قرب اور نہ ختم ہونے والی دولت کا یہ طریقہ مرید صادق دم و ثابت قدم کو کامل مرشد کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے جو کہ عالم باعمل بھی ہو اور اغراض نفسانی اور تعلقات دنیاوی سے پاک ہو چکا ہو "اے اللہ ہمیں کمال درجہ کی نیکی عطا فرما اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے محض اپنی رحمت سے عطا فرما۔

حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ ہمیشہ ان کلمات قدسیہ کو اوراد صبح و اوراد عصر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت میر محمد عراقی قدس سرہ اکثر اوقات نماز ظہر سے فارغ ہو کر کتاب منطق الطیر کا درس فرمایا کرتے تھے اور تمام صوفی اس کو بڑے ذوق و شوق سے سنا کرتے تھے۔

ایک دن آنحضرت نے فرمایا کہ آج شیخ عطار کی منطق الطیر حاضر کرو جب اس کتاب کو لایا گیا تو آپ نے بابا علی بخاری کو حکم دیا کہ منطق الطیر کا وہ مقام نکالو کہ جب پرندوں نے راہنمائے طریق کے لیے سیمرغ سے مشورہ کیا اور رہبر کی تقرری کے لیے امتحان کا قرعہ ڈالا تو ان کا قرعہ ہدہد کے نام پڑا اور اس وقت ایک سوال کرنے والے نے اس امر کے وقوع سے سوال کیا اور ان احوال سے ہدہد نے جواب دیا۔

پس حضرت بابا علی نے وہ مقام نکالا تو حضرت میر نے فرمایا کہ اس حکایت کو پڑھو اور وہ لطیفہ حکایت اس کتاب میں اس طرح مذکور ہے۔

سوال سائل

(۱) ایک سوال کرنے والے نے اس سے کہا اے آگے بڑھ جانے والی تو کس وجہ سے

Marfat.com

ہم پر حق کی طرف سے لعنت مل گئی ہے۔

(۲) جب ہماری رات میں قرعہ ڈالنے کا خیال آیا تو ہمارا قرعہ بھی تیرے نام پر کیوں نکلا۔

(۳) جب کہ تو ہمارے جیسی ہے اور ہم بھی تیرے جیسے ہیں تو ہمارے درمیان یہ فرق کیوں پیدا ہو گیا۔

(۴) ہمارے جسم و جان سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے کہ تیرے نصیب میں تو صاف شراب ہے اور ہماری قسمت میں میل کچیل۔

ہُدہُد کا جواب

(۱) اس کے بعد ہدہد نے بات شروع کی وہ جو معانی کی رو سے آگے تھی اس نے کہنا شروع کیا

(۲) اس نے کہا اے سوال کرنے والے مجھ پر ایک دفعہ سلیمان علیہ السلام کی نگاہ پڑ گئی تھی۔

(۳) مجھے یہ دولت سونے چاندی سے نہیں ملی ہے بلکہ یہ تمام دولت اسی ایک نظر کی وجہ سے ہے۔

(۴) بادشاہ نے ایک دفعہ رحمت کی نظر سے مجھ کو دیکھا تھا۔

(۵) یہ تمام بزرگی اور اس جیسی سینکڑوں دوسری عزتیں میں نے اسی ایک نظر سے پائی ہیں۔

(۶) میں نے عزت کا لباس اپنے تن پر سجایا اور شاہی تاج اپنے سر پر رکھا۔

(۷) اور جس کسی پر بھی دولت کی نگاہ پڑ جاتی ہے تو سینکڑوں آدمیوں کی جانیں اس کو نصیب ہو جاتی ہیں۔

(۸) جب تک تجھ پر کسی مرد خدا کی نگاہ نہ پڑے گی تو یہ دولت سونے چاندی سے کیسے حاصل کر سکے گا۔

Marfat.com

(۹) یہ دولت عبادت سے کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ ابلیس نے بہت زیادہ عبادت کی تھی۔

(۱۰) اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ عبادت و اطاعت کی ضرورت نہیں تو اس پر ہر وقت لعنت برسے۔

(۱۱) تو اپنی عمر اطاعت میں بسر کرنا کہ سلیمان کی تجھ پر نظر پڑے۔

(۱۲) جب تو سلیمان کا مقبول ہو جائے گا تو میں جو کچھ بھی کہوں تو اس سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔

حضرت بابا جب تک یہ بیت پڑھتے رہے تو اس چیز کے منتظر رہے کہ دیکھیں آنحضرت ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ پھر جب ان اشعار کو پڑھ کر فارغ ہوئے تو حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ نے تمام صوفیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ رحمت کی نظر جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہُدہُد پہ مبذول فرمائی تھی وہ ہدہد کی خدمت و اطاعت گذاری کی بنا پر تھی۔ پس جو آدمی بھی اپنے استاد یا شیخ کی خدمت و اطاعت میں کمر ہمت باندھ لے اور جان کی بازی لگا دے تو وہ آدمی اپنے استاد، مرشد اور مربی کی نظر میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس کے سربستہ کام اس مخدوم و مرشد کی ایک نگاہ سے حل ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے ہم عصروں اور ہمسروں سے برتری حاصل کر لیتا ہے۔

اور آنحضرت میر والا شان کی تربیت اور مریدان اخلاص نشان کی اطاعت سے کچھ لوگ کشف و کرامت اور خوابوں کی تعبیر میں بہت زیادہ مشہور تھے مثلاً بابا علی اور حاجی علی اور درویش نہ برک اور درویش کمال و ملا عبدالرحمن اور صوفی جمال اور بابا شمس وغیرہ

اور حضرت بابا شمس الدین سے ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک صوفی کی موت پر ایک تعزیتی مجلس میں بہت سے علماء و فضلا اور اکابر جمع تھے اور اس مجلس میں علماء کے درمیان اس حدیث کے معنی کے متعلق استفسار ہوا کہ جنت

Marfat.com

والے لوگ بے وقوف ہوں گے" تو تمام علماء نے اہل کشمیر کے استاد احادیث و تفاسیر کے مشکل مقامات کو حل کرنے والے مولانا حافظ بصیر کی طرف توجہ کی۔

اور حضرت مولانا حافظ بصیر صاحب نے اس حدیث کے معنی اس طرح بیان کیے کہ اکثر اہل جنت وہ ہوں گے جو دنیاوی کاروبار میں بے وقوفی اور بے پروائی کی زندگی گذارتے ہیں اور ان کی تمام ہمت آخرت کی مہمات میں لگی رہتی ہے اور تمام علما نے حضرت حافظ صاحب کی اس تقریر کو تسلیم کر لیا۔

اور یہ بابا شمس الدین مرید حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن بھی اس مجلس میں حاضر تھے اور باوجودیکہ یہ علوم ظاہری سے کچھ زیادہ نہیں پڑھے ہوئے تھے حضرت مولانا حافظ بصیر کی طرف متوجہ ہوئے اور سوال کے طور پر پوچھا کہ اے حضرت میرے مخدوم اس حدیث کے معنی میں کیا یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ اس کے معنی اس طرح ہوں گے کہ اکثر جنت والے بے وقوف ہیں۔ یعنی ان لوگوں نے اپنے معبود کی عبادت و اطاعت جنت کے حصول کے لیے کی ہو گی اور پروردگار کی عبادت الوہیت و ربوبیت کے لحاظ سے نہ کی ہو گی بلکہ اپنی طاعت و عبادت کو جنت کی نعمتوں کے حصول کا وسیلہ بنایا ہو گا اور یہ اس قسم کے سب لوگ نادان اور بیوقوف ہیں اور یہ لوگ انوار الٰہی کی تجلیات سے فارغ بیٹھیں گے اور یہ سب لوگ بے عقل ہیں اور اس جاہل سے زیادہ اور کون بے وقوف ہو گا کہ صاحب خانہ کو چھوڑ کر گھر کی نعمتوں میں مشغول ہو جائے اور گھر کے مالک سے بے خبر رہے۔

اور جب مولانا حافظ بصیر نے بابا شمس الدین کی زبان سے یہ معنی سنے تو شوق کی وجہ سے رونے لگے اور بہت دیر تک رونے کے بعد بابا شمس کے اس بیان پر تحسین کی اور فرمایا کہ اس حدیث کے اصلی معنی یہی ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ معنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے موافق ہیں کہ "دنیا آخرت والوں پر حرام ہے اور آخرت دنیا والوں پر حرام ہے اور یہ دونوں اللہ والوں پر حرام

Marfat.com

ہیں ؎

(۱) زاہد چونکہ حور و قصور کی خواہش میں تھا اس لیے وہ محبوب کے وصال سے محروم رہا۔

(۲) عشق میں مجنوں کی طرح گرفتار ہو یا پھر منصور کی طرح سولی کا خریدار ہو۔

(۳) تاکہ تو اس بے کنار سمندر سے شراب طہور کا ایک قطرہ چکھ سکے۔

(۴) تو اس طرح کے جہان روشن کرنے والے سورج سے دیوار کے پیچھے چھپ گیا ہے۔

(۵) سائے کو چھوڑ دے اور آفتاب طلب کر کہ سایہ اور دھوپ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

اس اللہ والے فرقے کا نام اللہ تعالےٰ کی کتاب میں اولوالالباب (عقل مند) ہے کہ ان کے تمام حالات اللہ تعالےٰ کے ذکر اور کائنات کے فکر میں مستغرق ہیں۔ اور ثابت قدم ہیں اور ان کی نظر قدم پر اور ہوش دم میں ہے یعنی ہمیشہ ہی باخبر ہیں اور حدیث نبوی میں اس مخلص جماعت کا نام قدم ہے کہ جب قیامت کے دن رضوان جنت کو حکم ہو گا کہ ان مخلصین کی جماعت کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دو اور ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دو اور ان کو میدان محشر سے لایا جائے گا پھر جب وہ جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے تو جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دیں گے بلکہ یہ لوگ جنت کی دہلیز پہ آکر رک جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے دنیا میں جنت کے طمع پر عبادت اور اطاعت نہیں کی تھی اور نہ ہی جنت کی نعمتوں کے لیے مجاہدات اور ریاضات کی تھیں ہم کو جنت سے کیا کام اور کیا واسطہ۔

اور اسی اثنا میں خداوند عالم کی طرف سے جہنم کو حکم ہو گا کہ کیا تو بھر گئی ہے تو جہنم درخواست کرے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے۔ پس وہ لوگ اپنے قدم جہنم میں رکھیں گے تو جہنم اسی وقت انتہا درجہ کی سرد ہو جائے گی اور کہے گی بس

Marfat.com

بس" اور قسم کھا کر فریاد کرے گی کہ تیری عزت اور جلال کی قسم کہ اس جماعت کے قدم مجھ سے دور رکھ کہ ان کی وجہ سے میں انتہائی سرد ہو چکی ہوں اور میرا جلانے کا ذوق بے لذت ہو چکا ہے پس ان کو جہنم سے نکال کر پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو اور تمہارا مقصود کیا ہے وہ کہیں گے کہ ہمارا مطلوب تو معبود کا وصال اور تجلی بلا حجاب ہے اور یہی ہماری آخری خواہش ہے۔

پس ذات بے مثل حجاب اٹھا دے گی اور بے مثل رویت اور تجلی سے ان کو مشرف کرے گی اور ہمیشہ کے دیدار کے لیے خداوند تعالے جنت کو منظور کریں گے جیسا کہ اللہ تعالے کے اس قول میں ہے کہ کئی منہ اس دن تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے" اور یہ لوگ بہت تھوڑے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ "میرے شکر گذار بندے تھوڑے ہیں" اور یہ بھی فرمایا کہ "پہلے لوگوں سے ایک جماعت ہے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے ہیں" ماسوائے پیغمبروں کے اور یہ تھوڑے لوگ ہوں گے باقی اکثر اہل جنت کو حسب مراتب بعض کو ہفتے میں ایک بار اور بعض کو دو بار اور بعض کو بہار بار زیارت خداوندی حاصل ہو گی۔

غرض یہ ہے کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کے بعض مرید علوم ظاہری سے کوئی زیادہ حصہ نہ رکھتے تھے لیکن ان کے دل کی تجلیاں معارف حقیقی اور کثرت ریاضت کی وجہ سے ان لوگوں نے باطنی صفائی اس مرتبہ تک پہنچی لی تھی کہ احادیث کے معانی اور آیات کی تاویل اور تفسیر اس حیثیت سے کرتے کہ بے نظیر علماء بھی رضا کے کانوں سے ان کی بات کو سنتے۔

(۱) جو آدمی عام جہاں تمام کی خدمت کرتا ہے اس کے لیے ملک سے لے کر ملکوت تک حجاب اٹھا دیتے ہیں۔

اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ تقریباً دس سال تک مقیم نفیس چند کشتی میں بیٹھتے رہے اور سالکین کی تربیت میں مشغول رہے اور اس کے بعد

Marfat.com

اپنی بقیہ عمر مبارک میں آپ رات کے آخری حصہ میں متبرک خانقاہ میں آجاتے اور ان اوقات کے وظائف یعنی تہجد اور نوافل اور اذکار میں مشغول رہتے اور صبح کی نماز تک اوراد صحیحہ دل سوز آواز کے ساتھ پڑھا کرتے اور نماز صبح باجماعت ادا کر لینے کے بعد اوراد فتحیہ کے لیے بیٹھ جاتے اور اوراد سے فراغت کے بعد کتابوں کے پڑھنے پڑھانے اور کاروبار مناسبہ اور مواعظ حسنہ وغیرہ میں مشغول رہتے اور نماز اشراق کے بعد خانقاہ سے باہر آتے اور صوفیوں کی جماعت کے ساتھ باغات کے کاروبار میں مصروف ہو جاتے۔

اور پھر ظہر کی نماز کے وقت خانقاہ میں آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اور وظائف سے فارغ ہو کر پھر باہر آجاتے اور عصر کی نماز تک ان آدمیوں سے ملاقات کرتے اور ان کے ساتھ بیٹھتے اور باتیں کرتے جو آنحضرت کی ملاقات کے لیے آئے ہوتے۔

پھر نماز عصر باجماعت ادا کرتے اور اس کے بعد اوراد عصریہ کے لیے بیٹھ جاتے اور مغرب اور عشا کی نمازوں کے بعد اپنی خلوت گاہ میں آجاتے اور کھانا کھانے کے بعد چند تسبیحات پڑھتے اور آرام کرنے کے لیے لیٹ جاتے اور اسی طریق پر آپ نے پندرہ سال گذار دیئے۔

اور حضرت شیخ دانیال اپنے والد بزرگوار کی عین حیات میں چند سال تک چلہ کشی کے لیے بیٹھتے رہے اور طرح طرح کی عزلت اور تنہائی اختیار کرتے اور وظائف و اوراد و اذکار اور دن رات کے قواعد پر ہمیشگی اور مداومت کرتے اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی ان کے والد بزرگوار بھی ان کی تربیت اور ارشاد میں مساعی جمیلہ کی طرف متوجہ رہتے اور چند ایک چلہ کشیوں کے بعد ان کو مریدوں سے بیعت لینے کی اجازت کی سند دے دی گئی اور ان کو رخصت کر دیا گیا۔

اور حضرت شیخ دانیال نے اس اجازت ارشاد کے حصول کے بعد اپنے

Marfat.com

والد بزرگوار کے تمام مریدوں کی ایک بہت بڑی دعوت کی اور ایک مجلس منعقد کی اور کھانے سے فراغت کے بعد حضرت میر قدس سرہ کے تمام اکابر خلفاء نے حضرت شیخ دانیال کے دامن بیعت پر اپنے ارادت کے ہاتھ رکھ دیئے اس بیعت کے مراسم ادا ہونے کے بعد حضرت شیخ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن اللہ ان کی برکات کو ہمیشہ رکھے تین یا چار سال تک زندہ رہے اور اب ان کی عمر ننانوے (۹۹) سال کی ہو چکی تھی آخر سنہ ۹۳۲ ہجری میں اس دار ملال سے اس ذوالجلال کے قرب کی ہمسائیگی میں تشریف لے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس صاحب کمال کی وفات کی تاریخ کا مضمون "یا ہادی المفضل" (۹۳۲) ہے جو آپ کے سنگ مزار پر کندہ کیا گیا اور آپ کی قبر مبارک موضع زو بیل میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ذخیرہ
محمد موسیٰ

Marfat.com

احوال حضرت شیخ دانیال شہید قدس اللہ سرہ خلیفۂ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بُت شکن ادام اللہ برکاتہٗ

حضرت شیخ دانیال بن میر شمس الدین محمد عراقی قدس اللہ اسرارہم سنہ ۹۰۰ ہجری میں رَے کے علاقہ ملک عراق عجم کے موضع درشت میں پیدا ہوئے اور آپ کا اسم شریف دانیال حضرت شیخ شاہ قاسم فیض بخش قدس سرہ کی تجویز سے رکھا گیا اور دو سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ ملک عراق سے کشمیر کے علاقہ میں آئے اور بارہ سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کی تعلیم و تربیت سے علوم ظاہری و باطنی میں لائق و فائق ہو گئے اور اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چند سال چلہ کشی میں بیٹھے اور سلوک کے تمام قواعد اور طریقے حاصل کیے اور بیعت لینے کی سند اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی قدس سرہ کی وفات کے وقت بتیس ۳۲ سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور اس با کمال مرد کی وفات کے بعد تین سال تک صوفیوں کے ہمراہ چلہ کشی میں بیٹھتے رہے اور اس کے بعد اپنے والد بزرگوار کے طریق پر درویشوں کو چلہ کشی میں بٹھاتے وقت حاضر ہوتے اور درویشوں کو چلہ میں بٹھاتے اور پھر اپنے خاص حجرہ میں چلے جاتے اور ہمیشہ ان کی خبر گیری کرتے خواہ تندرست ہوں یا بیمار۔ اور خود تعلقات دنیا سے الگ تھلگ اور یکسو ہو کر متوجہ الی اللہ رہتے۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن کے بعض ناعاقبت اندیش مریدوں اور مریدزادوں نے آنحضرت کے طریق اور روش میں محبت کے غلبہ کی وجہ سے یا کسی دوسری غرض سے افراط و تفریط کر دی اور بعض نامناسب باتیں اور ناجائز رسومات پیدا کر دیں اور ان کو حضرت میر محمد عراقی اور بزرگان متقدین

Marfat.com

کی طرف منسوب کر دیا اور ان کو زبانوں سے کہا اور اپنی تصنیف شدہ کتابوں اور رسالوں میں لکھا کہ

(۱) پیر طریقت کو سجدہ کرنا ہمارے مرشد کا طریقہ ہے۔

(۲) بلکہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے فرمایا ہے کہ مرشد کو تعظیم کا سجدہ کرنا آن حضرت رسول کریم کی سنت ہے۔

(۳) اور حضرت میر شمس الدین محمد عراقی نے فرمایا ہے کہ خانقاہ نوربخشیہ کعبہ کی ہم مرتبہ ہے۔

(۴) بلکہ کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے کہ خانقاہ نوربخشیہ کا ایک طواف خانہ کعبہ کے سات طواف کے برابر ہے (نعوذ باللہ) پس اسی فاسد اعتقاد کی بنا پر نوربخشی فرقہ کے سادہ دل عوام زڈیبل میں دن رات اس خانقاہ کے طواف میں مشغول رہتے ہیں اور دن رات مردوں اور عورتوں کا ہجوم رہتا ہے۔

(۵) اور جس جگہ حضرت سید محمد نوربخش کا نام آتا ہے وہ لوگ اس جگہ امام محمد نوربخش مہدی موعود علیہ السلام کہتے ہیں اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں بھی ایسا ہی لکھتے جاتے ہیں

(۶) اور جہاں کہیں حضرت شاہ قاسم فیض بخش کا نام آتا ہے وہاں "حضرت شاہ ولایت" زبان سے کہتے ہیں اور اپنے قلم سے لکھتے ہیں حالانکہ "حضرت شاہ ولایت" امیر المومنین علی علیہ السلام کی مخصوص صفت ہے۔

(۷) اور جس جگہ حضرت میر شمس الدین محمد عراقی کا نام لیا جاتا ہے وہاں "حضرت امیر کبیر" کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ حالانکہ "امیر کبیر" حضرت سید علی ہمدانی کی صفت مشہور ہے۔

پس وہ طواف کی رسومات اور نا جائز باتیں حضرات بزرگان نوربخشیہ کی بدنامی کا باعث ہو گئیں۔ اور کشمیر کے تمام نوربخشی فرقے کے لیے تکلیف اور ایذاء کا سبب بن گئیں ؎

Marfat.com

(۱) جب قوم میں سے کوئی ایک آدمی بیوقوفی کرتا ہے تو نہ کسی چھوٹے کی عزت رہتی نہ بڑے کی۔

(۲) اگر کسی چراگاہ میں کوئی ایک گائے چلی جائے تو تم دیکھتے نہیں کہ تمام گاؤں کی گائیں پھاٹک میں دیدی جاتی ہیں۔

جب مرزا حیدر گورگانی بھیڑیوں کے اوصاف سے کشمیر پر مسلط ہوا اور ۹۴۸ھ ہجری سے لے کر ۹۵۸ھ ہجری تک اس علاقہ پر غالب رہا تو اس کے زمانہ میں اہل سنت اور شیعہ فرقوں کے تمام علماء اگرچہ ان کے درمیان منافرت تھی اور ان کے عقائد و اعمال میں مشرق و مغرب کا فاصلہ تھا لیکن صوفیوں کے اس گروہ کی ایذا اور ان کو فنا کرنے میں سب متفق ہوگئے اور یہ سب کچھ ان عاقبت نا اندیش صوفیوں کی بدولت ہوا کہ ان لوگوں نے اعتراضات کا موقع پا لیا اور وہی ناروا و ناجائز باتیں مرزا حیدر کے سامنے جا کر بیان کر دیں اور ان کے ثبوت میں انہی کی کتابیں پیش کر دیں اور ان کے کافر اور زندیق ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

پس مرزا حیدر گورگان نے اصلیت کی تحقیق نہ کی اور مصائب اور سختیوں کی بارش تمام نوربخشی صوفیوں پر کردی اور ان کو نکالنے اور جلاوطن کرنے اور قتل عام کرنے اور زڈیبل میں نوربخشی خانقاہ کے جلانے اور انکی کتابیں برباد کرنے اور جبر اور قہر سے نوربخشی طریقے کو تبدیل کرنے میں مشغول ہوگئے اور حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ انہی خوفناک خطروں کی بنا پر کشمیر کی رہائش سے پریشان خاطر ہو کر چند ایک صوفیوں کے ہمراہ تبت خورد کا ارادہ کر کے کشمیر سے نکل کھڑے ہوئے جب آپ گریز کے علاقہ میں پہنچے یعنی تبت کا نصف راستہ طے کر لیا تو یزیدی صفت لشکریوں کو اطلاع ہوئی اور آپ کو گریز سے گرفتار کر کے کشمیر واپس لے آئے پس آنحضرت کو حضرت سید الشہداء کے ساتھ جام شہادت پلا کر ملا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ دانیال شہید قدس سرہ کی تاریخ شہادت پر جب غور کیا گیا

Marfat.com

نو دشت ۹۵۷ء کربلا" (کربلا کا میدان) برآمد ہوئی۔

حضرت شیخ دانیال شہید اگرچہ ان فاسد عقیدوں اور ناجائز باتوں سے ملوث نہیں تھے تاہم ان ظالموں نے آنحضرت پر بھی ان کی تہمت رکھی اور اس کے بعد مرزا حیدر گورگان کی سلطنت کی عمر بھی یزیدی حکومت کی طرح صرف چھ ماہ ہی رہی۔

کشمیر کا کھچ قبیلہ مختار ثقفی کی طرح اس بدانجام سے انتقام لینے کے لیے اٹھا اور ۹۵۸ھ ہجری میں اس کو قتل کر دیا اور اس کی مدت حکومت ختم ہوگئی "ظالموں کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کون سے پھرنے کے مقام پر پھرتے ہیں"۔

اور سلطنت کشمیر پر قبیلہ کھچ اس حد تک غالب آیا کہ اس زمانہ میں کشمیر کو کھچول کہنے لگے اور تبت والے اب موجودہ وقت تک بھی کشمیر کو کھچول اور کشمیر کے رہنے والوں کو کھاچی کہتے ہیں۔

اور تمام تعریفیں اللہ اکیلے کے لیے ہیں اور سلامتی ہو اس آدمی پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

خدا کی حمد اور فضل اور اس کی اچھی توفیق سے کتاب "طبقات نوریہ احوال مشائخ نوربخشیہ" مکمل ہوئی۔

قطعہ

(۱) الٰہی انجام بخیر کر دے امید کا پھول غنچہ سے کھلا دے۔

(۲) مؤلف کو نیک لوگوں کی محبت عطا فرما تاکہ وہ جنت میں مسرور اور خوش ہو۔

(۳) طبقات نوریہ انجام کو پہنچ گئی اور پاک لوگوں کی روحیں اس سے خوش ہوئیں

(۴) خدا کی تعریف کہ میری کوشش پوری ہوگئی جب اسکی توفیق شامل حال ہوئی تو یہ کام آسان ہوگیا۔

(صوفی محمد بن ملا محمد مرید بالواسطہ میر شمس الدین محمد عراقی بت شکن قدس سرہ)

Marfat.com

ضمیمہ

سلاطین کشمیر کا شجرۂ نسب جن کا اس کتاب سے تعلق ہے اور ان کی مدت حکومت

- سلطان شاہ میر شمس الدین ۷۴۵ – ۷۴۸
  - سلطان جمشید ۷۴۹ – ۷۵۰
  - سلطان علاء الدین ۷۵۱ – ۷۵۲
    - سلطان شہاب الدین ۷۵۳ – ۷۷۶
    - سلطان قطب الدین ۷۷۷ – ۷۹۵
      - سلطان سکندر ۷۹۶
        - سلطان زین العابدین (بڈھ شاہ) ۸۲۶
          - سلطان حیدر ۸۷۹
            - سلطان حسن شاہ ۸۸۰ – ۸۸۸
              - سلطان محمد شاہ ۸۹۰ – ۸۹۲، ۹۰۲ – ۹۱۰
          - آدم خاں ۸۹۶
            - سلطان فتح شاہ ۹۱۱ – ۹۴۴
              - سلطان نازک شاہ ۹۴۵ – ۹۴۷ زوال شد

حکومت مرزا حیدر گورگان ۹۴۸ – ۹۵۸

حکومت چک ۹۵۹

Marfat.com

فہرست طبقات نوریہ اردو

اظہار تشکر (از محمد سلیمان کیلانی)	۲
پیش لفظ (از خالد گھرجاکھی)	۳
اصل فارسی کتاب	۱۳
ابتداء طبقات نوریہ اردو	۱۱۹
حالات سید نوربخش رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۱
سند سلسلۃ الذہب	۱۳۲
حالات شاہ قاسم بن سید نوربخشؒ	۱۳۸
تفسیر حسینی میں شاہ صاحب کے اقوال	۱۴۴
شاہ قاسم کے چودہ کلمات قدسیہ	۱۵۰
شجرہ اولاد سید محمد نوربخشؒ	۱۵۵
شاہ شمس الدین و شاہ بہاؤ الدین کے حالات	۱۶۰
شاہ قوام الدین کے حالات	۱۶۳
حالات شاہ صفی الدینؒ	۱۶۴
حالات شاہ مشہور الدینؒ	۱۶۵
حالات شاہ بہاؤ الدینؒ	۱۶۶
حالات سید محمد نوربخش ثانیؒ	۱۶۷
حالات امیر محمد اسحاقؒ	۱۶۸
حالات شاگرداں و خلفاء سید محمد نوربخش رحمۃ اللہ علیہ	
شیخ شمس الدین محمد بن علی لاہجیؒ	۱۶۹
مولانا حسین کوکبیؒ	۱۷۰
شیخ محمد بن حاجی محمد سمرقندیؒ	۱۷۱
مولانا برہان الدین بغدادیؒ	۱۷۳
خلفائے بالواسطہ	
شاہ بلال شیرازیؒ	۱۷۸
مولانا عماد الدینؒ	۱۷۹
شیخ علی بن محمد بلالیؒ	۱۸۰
میر شمس الدین عراقی بت شکن بانئے سلسلہ بدخشان و کشمیر	۱۸۱
مثنوی سلسلۃ الذہب	
نوربخشیہ نظام	۲۰۰
کتب نوربخشیہ	۲۰۱
[illegible] ایران دا سلام	۲۲۱
چودہ کلمات طیبہ اور ان کی توضیح و تشریح	۲۲۳
حالات شیخ دانیالؒ	۲۳۵
نقشہ شجرہ نسب سلاطین کشمیر	۲۳۹
فہرست	۲۴۰

Marfat.com